فتاویٰ عالمگیری اردو

جز نمبر ۵

مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتی اعظم ابو المعالی دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

فتاویٰ عالمگیری

کتاب الحج — جز نمبر ۵

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہ کا عظیم کارنامہ، اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا "فتاویٰ عالمگیری" تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

زیر نگرانی

حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب نائب مفتی دار العلوم دیوبند

مترجم: مولانا القمان الحق فاروقی، فاضل دیوبند و صدر مدرس دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور

ناشر

مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتی اعظم ابو المعالی دیوبند، یوپی

فتاوی عالمگیری اردو جدید

کے

ترجمہ، حواشی اور فٹ نوٹس وغیرہ کے جملہ حقوق محجبیہ اظہر صدیقی مالکہ مکتبہ "افتاب ھدایت" (ابوالمعالی) دیوبند کے نام محفوظ ہیں!

مکتبہ افتاب ھدایت دیوبند

ایک خالص دینی اور علمی ادارہ ہے جو ہندوستان کے ممتاز علمائے کرام کی نگرانی میں اسلام اور مسلمانان ہند کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے، آپکا تعاون اس ادارہ کے علمی پروگراموں کیلئے ازبس ضروری ہے

قیمت فی جز ——— دو روپیہ پچیس نئے پیسے (علاوہ محصول)

ممبران کرام سے ——— محصول ڈاک معاف

فیس ممبری دائمی شرکت کیلئے ——— ایک روپیہ

طباعت ——— وسیم پرنٹنگ پریس دیوبند

تعداد اشاعت ——— بار اول ——— ایک ہزار

عرصۂ اشاعت ——— دو ماہ

کتابت ——— حافظ سلطان احمد خوشنویس دیوبند ۶۵ء

فہرست عنوانات فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحج سترہ باب

پہلا باب

حج کی تعریف اس کی فرضیت، وقت، شرائط، ارکان اور اسکے واجب، سنن اور آداب و ممنوعات کا بیان

حج کی تعریف حج مخصوص افعال یعنی طواف اور وقوف کا شروع سے احرام باندھ کر وقت معین پر ادا کرنے کا نام ہے (فتح القدیر)

حج کی فرضیت حج محکم فرض ہے یعنی اس کی فرضیت قطعی دلائل سے ثابت ہے یہاں تک کہ اس کا منکر کافر ہے[1] اور حج پوری عمر میں ایکبار سے زائد واجب نہیں ہوتا ہے (محیط سرخسی) حج کا فوراً ادا کرنا فرض ہے یہی اصح ہے اور اگر اس سال حج کر سکتا ہے تو دوسرے سال تک مؤخر کرنا جائز نہیں ہے (خزانۃ المفتین) اور اگر دوسرے سال تک تاخیر کی اور اس کے بعد حج کیا تو ادا واقع ہو گا (بحر الرائق) اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج مہلت کے ساتھ واجب ہے اور جلدی کرنا افضل ہے (خلاصہ) یہ اختلاف اس

---

[1] حج کی فرضیت قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ یعنی لوگوں میں سے اس شخص پر حج بیت اللہ لازم ہے جس کو استطاعت راہ حاصل ہو۔ تمام عمر میں حج ایکبار اس لئے فرض ہے کہ حج کا سبب خانہ کعبہ ہے اور وہ ایک ہے لہٰذا سبب بھی ایک ہی ہوگا اور ایکبار سے زائد حج کرنا نفل شمار کیا جائے گا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابسؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلعم کیا حج ہر سال کرنا فرض ہے یا صرف ایکبار، آپؐ نے ارشاد فرمایا صرف ایکبار، جو شخص ایکمرتبہ سے زائد حج کرے وہ نفل ہے (ابوداؤد) کے حضرت امام ابو یوسف حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہا اللہ کی اصح ترین روایت کے مطابق حج علی الفور واجب ہے اور حضرت امام محمدؒ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک حج تراخی کے ساتھ واجب ہے ان ائمہ کے درمیان اختلاف صرف اسی صورت میں ہے جب (بقیہ صلا)

صورت میں ہے جب اس شخص کو تندرست رہنے کا گمان غالب ہو اور اگر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے موت کا گمان غالب ہے تو بالاجماع وجوب کا وقت تنگ ہو جاتا ہے (جوہرہ نیرہ) اختلاف کا فائدہ گنہ گار ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس شخص پر حج واجب ہوا اور اس نے فوراً ادا نہ کیا، تو جو حضرات فوراً حج ادا کرنے کو واجب کہتے ہیں ان کے نزدیک وہ فاسق ہوگا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر آخر عمر میں حج کر لیا تو بالاجماع گنہ باقی نہیں رہتا اور اگر حج کئے بغیر مر گیا تو بالاجماع گنہ گار ہوگا (تبیین)

حج کا وقت

شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن حج کا زمانہ ہے اگر حج کے اعمال میں سے کوئی عمل مثلاً طواف، یا سعی حج کے مہینوں سے پہلے ادا کر لیا تو جائز نہ ہوگا اور اگر حج کے مہینوں میں کوئی عمل کیا ہے تو جائز ہوگا (ظہیریہ)

حج کے واجب ہونے کی شرائط

حج کے وجوب کی ایک شرط اسلام ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کفر کے زمانہ میں اس قدر مال کا مالک ہو گیا تھا جس پر حج واجب ہو جاتا ہے پھر فقیر ہونے کے بعد مسلمان ہوا تو اس مال داری کی وجہ سے اس پر حج واجب نہ ہوگا اور اگر ایک شخص اسلام کی حالت میں اس قدر مال کا مالک ہوا اور اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ وہ فقیر ہو گیا تو حج اس کے ذمے بطور قرض واجب رہے گا (فتح القدیر) ایک شخص نے حج کیا، پھر مرتد ہو گیا، پھر مسلمان ہو گیا اگر اس کو استطاعت حاصل ہے تو دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا (سراجیہ)

عاقل ہونا

وجوب حج کی ایک شرط عاقل ہونا بھی ہے پس مجنون پر حج واجب نہ ہوگا، مخبوط الحواس میں اختلاف ہے (بحر الرائق)

بالغ ہونا

وجوب حج کی ایک شرط بالغ ہونا ہے پس لڑکے پر حج واجب نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں) اور اگر لڑکے نے بلوغ سے پہلے حج کیا تو حجِ فرض ادا نہ ہوگا، حج نفل ادا ہوگا اور اگر احرام باندھنے کے بعد اور وقوفِ عرفہ سے پہلے بالغ ہو گیا اور وہی احرام باقی رکھا تو نفل حج ادا ہوگا اور اگر لبیک کی تجدید کی یا بالغ ہونے کے بعد از سرِ نو احرام باندھا پھر وقوفِ عرفہ کیا تو بالاجماع حجِ فرض ادا ہوگا (شرح طحاوی) اسی طرح اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے مجنون کو افاقہ ہو گیا، یا کافر مسلمان ہو گیا تو از سرِ نو احرام باندھے (بدائع) اگر لڑکا میقات سے بغیر احرام کے گذر گیا، پھر مکہ میں بالغ ہو گیا اور مکہ سے اس نے احرام باندھا تو اس سے حج فرض ادا ہو جائے گا اور میقات سے بغیر احرام کے گذر جانے کی وجہ سے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

آزاد ہونا

وجوبِ حج کی ایک شرط آزاد ہونا ہے پس غلام پر حج واجب نہ ہوگا خواہ مدبر[1] ہو، خواہ ام ولد[2] ہو، مکاتب[3] ہو، یا کچھ حصہ اس کا آزاد ہو گیا ہو، یا اس نے حج کی اجازت حاصل کر لی ہو اگرچہ مکہ میں ہو غلام پر حج اس لئے واجب نہیں ہوتا کہ اس کی کچھ ملکیت نہیں ہوتی (بحر الرائق) اگر آزاد ہونے سے پہلے مولیٰ کے ساتھ حج کیا تو حجِ فرض ادا نہ ہوگا اور آزاد ہونے کے بعد حجِ فرض ادا کرنا اس پر

ایک شخص کے تندرست رہنے کا گمان غالب ہو اور اگر مرض یا بڑھاپے کی بنا پر تندرست رہنے کا گمان غالب نہیں ہے تو بالاجماع حج علی الفور واجب ہے۔

[1] مدبر وہ غلام ہے جس سے آقا نے یہ کہدیا ہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

[2] ام ولد اس باندی کو کہتے ہیں کہ جس کے آقا سے اولاد ہو یہ بھی آقا کے انتقال کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔

[3] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں، جس سے آقا نے ایک متعین رقم مثلاً ایک ہزار روپے پر یہ معاملہ کیا کہ اگر وہ اتنی رقم کما کر مولیٰ کے حوالہ کر دے تو آزاد ہے۔ مدبرہ ام ولد اور مکاتب میں آقا کی ملکیت ناقص ہوتی ہے، حاصل یہ ہے کہ غلام پر حج واجب نہیں ہوتا خواہ اس پر آقا کی ملکیت تام ہو، یا ناقص، (لغات الحق)

واجب ہوگا اور اگر احرام باندھنے سے پہلے حج کے راستہ میں ہی آزاد ہو گیا پھر اس نے احرام باندھ کر حج ادا کیا تو فرض حج ادا ہو جائے گا اور اگر آزاد ہونے سے پہلے احرام باندھ لیا تھا پھر آزاد ہونے کے بعد احرام کی تجدید[1] کر لی تو اس سے حج فرض ادا نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

توشہ اور سواری پر قادر ہونا

وجوب حج کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان توشہ اور سواری پر اس طرح قادر ہو کہ یا وہ مالک ہو یا بطور کرایہ کے اس پر قابض ہو اور اگر توشہ و سواری عاریت پر کسی سے لے لے یا کوئی شخص اس کو مباح کردے تو اس سے حج واجب نہیں ہوتا خواہ یہ چیزیں ایسے شخص نے مباح کی ہوں جس کے احسان کا اعتبار نہیں ہوتا، مثلاً ماں، باپ اور اولاد یا ان کے علاوہ دیگر اجنبی لوگوں نے مباح کی ہوں (سراج الوہاج) حج کرنے کے لئے اگر ایک شخص مال دے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں ہے خواہ مال دینے والا ایسا شخص ہو جن کے احسان کا اعتبار ہوتا ہے جیسے اجنبی لوگ یا ایسا شخص ہو جس کے احسان کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جیسے ماں باپ اور اولاد (فتح القدیر)

توشہ اور سواری پر قادر ہونے سے کیا مراد ہے

توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس اپنی ضرورت اور حاجت سے زیادہ مال ہو یعنی رہنے کا مکان، لباس خادم اور گھر کے اسباب کے علاوہ اس قدر سرمایہ ہو کہ سواری پر مکہ جا سکے اور واپس ہو سکے، پیدل چلنے کا اعتبار نہیں ہے نیز یہ مال اس کے قرض کے علاوہ ہو اور واپس آنے تک بال بچوں کے اخراجات اور مکان وغیرہ کی مرمت کے لئے بھی دام ہوں (محیط سرخسی) اس کے اور بال بچوں کے نفقہ میں اوسط خرچ کا اعتبار کیا جائے گا اس سے کم یا اس سے زیادہ کا اعتبار نہ ہوگا (تبیین) عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس کے ذمے لازم ہے (بحر الرائق) ظاہر روایت کے مطابق واپس ہونے کے بعد کے نفقہ کا اعتبار نہیں کیا جاتا (تبیین) ہر شخص کے حق میں ایسی سواری کا اعتبار کیا جائے گا جو اس کو پہنچا سکے پس اگر ایک شخص ایسی اونٹنی پر قادر ہے جس پر وہ سفر کر سکتا ہے تو اس پر حج واجب ہو جائے گا اور اگر وہ اچھا مال دار ہے تو حج اس وقت واجب ہوگا جب محمل کی ایک شق پر قادر ہو اگر ایک شخص اونٹ پر اس طرح قادر ہے کہ باری باری سے سوار ہوتا ہے یعنی ایک منزل تک ایک سوار ہوتا ہے اور ایک منزل تک دوسرا یا ایک فرسخ تک ایک شخص سوار ہوتا ہے اور ایک فرسخ تک دوسرا شخص سوار ہوتا ہو تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر ایک شخص کے پاس اس قدر مال ہے کہ ایک منزل اونٹ کرایہ پر لے سکتا ہے اور ایک منزل پیدل چلنا پڑتا ہے تو وہ مال دار نہ سمجھا جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) ینابیع میں ہے کہ اہل مکہ اور اس کے اطراف و جوانب کے لوگوں پر حج واجب ہے، بشرطیکہ ان کے گھر سے مکہ تک تین دن سے کم کی مسافت ہو اور پیدل چلنے پر وہ قادر ہوں اگرچہ ان کے پاس سواری نہ ہو لیکن اس قدر مال ضرور ہونا چاہیے جو ان کے واپس آنے تک ان کے بال بچوں کے مصارف کے لئے کافی ہو (سراج الوہاج) ایک فقیر نے پیدل چل کر حج کر لیا اس کے بعد مال دار ہو گیا تو دوبارہ اس پر حج واجب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر ایک شخص کو اس قدر مال مل گیا جس سے حج کر سکتا ہے اور نکاح کرنے کا بھی ارادہ ہے تو حج کرے نکاح نہ کرے اس لئے کہ حج ایک فرض ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے (تبیین) اگر ایک شخص کے پاس رہنے کا مکان، خدمت کے لئے غلام پہننے کے کپڑے اور ضرورت کا سامان موجود ہے تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہیں ہوتی، تجربہ میں ہے اگر ایک شخص کے پاس ایسا مکان ہے جس میں وہ خود نہیں رہتا اور ایک غلام ہے

---

[1] احرام کی تجدید کی صورت یہ ہے کہ میقات پر جا کر از سر نو بہ نیت حج فرض احرام باندھے اگر آزاد ہونے کے بعد غلام نے احرام کی تجدید کی تو اس سے حج فرض ادا نہ ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ غلام نے سابقہ نیت سے جو احرام باندھا تھا اس سے اس وقت تک نکلنا درست نہیں ہے جب تک ارکان حج ادا نہ کرلے (مترجم)

جس سے وہ خدمت نہیں لیتا تو اس پر واجب ہے کہ ان کو فروخت کرے اور حج کرے اگر ایک شخص کے پاس رہنے کا مکان اور اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس کے پاس اتنے دراہم ہیں جن سے حج کر سکتا ہے اور رہنے کا مکان خادم اور اپنے نفقہ کا سامان بھی کر سکتا ہے تو اس پر حج واجب ہے اگر حج کے علاوہ کسی اور چیز میں یہ پیسے خرچ کئے تو گنہ گار ہوگا (خلاصہ) اگر کسی کے پاس کچھ ایسے کپڑے ہیں جن کو وہ استعمال نہیں کرتا لیکن ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت سے حج کر سکتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ ان کو فروخت کر کے حج ادا کرے ایک شخص کے پاس بہت بڑا اور وسیع مکان ہے جس کا تھوڑا سا حصہ اس کے رہنے کے لئے کافی ہے تو حج کے لئے اس سے زیادہ حصہ کا فروخت کرنا لازم نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص کے پاس رہنے کا مکان ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ اس مکان کو فروخت کر کے ایک چھوٹا سا مکان بھی لے لے اور حج بھی کرے تو اس پر مکان کا فروخت کرنا لازم نہیں ہے (محیط) اگر اس نے مکان فروخت کر دیا تو افضل ہے (ایضاح) بالاتفاق یہ واجب نہیں ہے کہ حج کرنے کیلئے اپنے رہنے کے مکان کو فروخت کر ڈالے اور آئندہ کرایہ کے مکان میں سکونت اختیار کرے (بحر الرائق) ایک شخص کے پاس فقہ کی کتابوں کا ذخیرہ ہے تو دیکھیں گے اگر وہ شخص فقیہہ ہے اور ان کتابوں کی اس کو ضرورت پڑتی رہتی ہے تو ان کی وجہ سے حج کی استطاعت ثابت نہ ہوگی اور اگر وہ جاہل ہے تو حج کی استطاعت ثابت ہو جائے گی اور اگر ایک شخص کے پاس طب اور نجوم کی کتابیں ہیں تو حج کی استطاعت ثابت ہو جائے گی خواہ اس شخص کو ان کتابوں کے استعمال کی حاجت ہو یا نہ ہو (محیط) بعض علماء نے کہا ہے اگر ایک شخص تاجر ہے اور تجارت ہی پر اس کی گذر اوقات ہے اور وہ اتنے مال کا مالک ہے جس سے وہ حج کو جا سکتا ہے اور واپس آ سکتا ہے نیز توشہ اور سواری کے اخراجات اور جانے کے وقت سے واپس ہونے تک اولاد وعیال کے مصارف نکال کر تجارت کا اصلی مال جس سے وہ تجارت کیا کرتا ہے باقی رہتا ہے، تو اس پر حج واجب ہو جائے گا اور اگر مال باقی نہیں رہتا تو حج واجب نہ ہوگا، اگر ایک شخص کاریگر ہے تو اس پر حج واجب ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس قدر مال کا مالک ہو کہ آنے جانے کے اخراجات توشہ اور سواری کے مصارف اور نکلنے کے وقت سے واپس ہونے تک بال بچوں کا نفقہ دے کر اس کے پیسے کے اوزار اس کے پاس باقی رہیں اگر ایسا ہے تو اس پر حج واجب ہوگا، اگر ایک شخص زمین کا مالک ہے اور اس کے پاس اس قدر زمین ہے جسمیں سے تھوڑی سی زمین اگر فروخت کر ڈالے جو اس کے آنے جانے کے مصارف توشہ اور سواری کے اخراجات اور اس کے بال بچوں کے نفقہ کے لئے کافی ہے اور باقی زمین اس کے پاس اتنی ہے جس کی آمدنی سے وہ اپنی گذر بآسانی کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہوگا اور اگر گذارے لائق زمین نہیں بچی تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ ایک کسان ہل جوتنے والا ہے اور وہ اس قدر مال کا مالک ہے کہ حج جانے آنے کی سواری اور خوراک اور اس کے جانے کے وقت سے واپس آنے تک بال بچوں کے مصارف کے لئے کافی ہے اور پھر اس کے پاس کھیتی کے آلات مثلاً بیل وغیرہ باقی رہ جائیں تو اس پر حج واجب ہو جائے گا اور اگر کھیتی کے آلات باقی نہیں بچے تو حج واجب نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

حج کی فرضیت سے واقف ہونا وجوبِ حج کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ حج کی فرضیت سے واقف ہو جو شخص دار الاسلام میں ہے صرف اس کے وہاں موجود ہونے سے اس کے علم کا اعتبار کیا جائے گا خواہ وہ حج کی فرضیت سے واقف ہو یا نہ ہو، اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس نے حالتِ اسلام میں پرورش پائی ہے یا نہیں پائی ہے پس حکماً وہ حج کی فرضیت کا عالم سمجھا جائے گا، جو شخص دار الحرب میں ہے، اس کو اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں حج کی فرضیت سے واقف کرا دیں اگرچہ ان کے عادل یا غیر عادل ہونے کا حال پوشیدہ ہو، یا ایک عادل شخص اس کو حج کی فرضیت سے واقف کرا دے تو اس پر حج واجب ہو جائے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک خبر دینے والے کا عادل، بالغ اور آزاد ہونا اس باب میں شرط نہیں ہے (بحر الرائق)

بدن کا صحیح و سالم ہونا وجوب حج کی ایک شرط بدن کا صحیح و سالم ہونا ہے یہاں تک کہ لنگڑے، اپاہج اور مفلوج اور اس شخص

پر جس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں حج واجب نہیں ہوتا چنانچہ اگر ان کے پاس سرمایہ ہو تب بھی ان لوگوں پر لازم نہیں ہے کہ دوسرے شخص سے حج کرائیں اور نہ ان لوگوں پر حالتِ مرض میں حج کرانے کی وصیت لازم ہے اسی طرح ایسے بوڑھے کو جو سواری پر بیٹھنے سے معذور ہو حج واجب نہیں ہے[1] اور مریض کا بھی یہی حکم ہے (یعنی اس پر بھی حج واجب نہیں ہے) (فتح القدیر) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر مذہب یہی ہے اور صاحبینؒ سے بھی ایسی ہی ایک روایت ہے، لیکن صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ) سے ظاہر روایت یہ ہے کہ ان پر حج واجب ہے، پس یہ لوگ اگر کسی اور سے حج کرادیں تو جب تک وہ عذر ان میں موجود ہے تب تک جائز ہے اور جب وہ عذر زائل ہو جائے تو ان کو خود دوبارہ حج کرنا لازم ہے اور تحفہ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ اس کا یہی مختار ہے اس لئے کہ اس نے صرف اسی کو بیان کیا ہے اور اسبیجابی کا بھی یہی حال ہے اور محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں اسی کو تقویت دی ہے (بحر الرائق) قیدی کا حکم اور اس شخص کا حکم جو ایسے بادشاہ سے خائف ہے جو لوگوں کو حج میں جانے سے روکتا ہے ان ہی کے ساتھ لاحق ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کو بھی اپنی طرف سے دوسرے لوگوں کو حج کرانا واجب نہیں ہے (نہر الفائق)، نابینا شخص کے پاس اگر خوراک اور سواری وغیرہ کے مصارف ہیں لیکن کوئی دوسرا شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا نہیں ہے تو فقہاء کے قول کے مطابق اس پر خود حج کرنا واجب نہیں ہے اور اپنے مال سے حج کرانے میں اختلاف ہے، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے کو حج کرانا واجب نہیں ہے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حج کرانا واجب ہے، نابینے شخص کو اگر کوئی ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا مل جائے تب بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر خود حج کرنا واجب نہیں ہے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں (فتاویٰ قاضی خاں) اگر ایک شخص کے پاس سواری اور خوراک وغیرہ کے مصارف تھے اور وہ تندرست تھا لیکن اس نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ اپاہج اور مفلوج ہو گیا تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اس کو اپنے مال سے حج کرانا لازم ہے (محیط) یہ لوگ اگر تکالیف اٹھا کر حج ادا کرلیں تو ان سے حج ساقط ہو جائے گا اور تندرست ہو جانے کے بعد دوبارہ ان پر حج واجب نہ ہوگا (فتح القدیر)

راستہ مامون ہونا

وجوب حج کی ایک شرط راستہ کا مامون و محفوظ ہونا ہے اور ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر راستہ میں سلامتی اکثر ہے[2] تو حج واجب ہوگا، اور اگر سلامتی نہیں ہے تو حج واجب نہ ہوگا، اسی پر اعتماد ہے (تبیین) کرمانی نے کہا ہے کہ دریا کے راستہ میں اس جگہ پر جہاں سے عموماً لوگ سوار ہوا کرتے ہیں اگر اکثر سلامتی ہے تو حج واجب ہوگا اور اکثر سلامتی نہیں ہے تو حج واجب نہ ہوگا، یہی اصح ہے، سیحون جیحون، فرات اور نیل ان کا شمار نہروں میں کیا جاتا ہے دریا میں نہیں کیا جاتا (فتح القدیر) اور دجلہ کا بھی یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بوڑھا شخص اس وقت مال کا مالک ہوا جب اس میں سواری پر بیٹھنے تک کی بھی طاقت نہیں ہے تو اس پر حج واجب نہ ہوگا اور اگر پہلے سے مال کا مالک تھا اور حج نہیں کیا اور اتنا بوڑھا ہو گیا کہ وہ خود بھی حج نہیں کر سکتا تو بالاتفاق اپنے مال سے دوسرے کو حج کرانا لازم ہے۔

[2] سلامتی کا اندازہ آنے جانے والے لوگوں سے لگایا جائے گا۔ اگر اکثر لوگ صحیح و سلامت پہنچ جاتے ہیں اور واپس آجاتے ہیں، تو راستہ مامون سمجھا جائے گا۔

(مترجم)

تین دن کی مسافت پر محرم کا ہونا

وجوب حج کی ایک شرط یہ ہے کہ اگر مکہ تک تین دن کی مسافت ہے تو عورت کے لئے کسی محرم کا ہونا ضروری ہے خواہ جوان عورت ہو یا بوڑھی ہو (محیط) اگر تین دن سے کم کی مسافت ہے تو محرم کے بغیر بھی عورت حج کے لئے جا سکتی ہے (بدائع) محرم یا تو شوہر ہو یا ایسا شخص ہو، جس سے قرابت یا دودھ کی شرکت یا دامادوں کے رشتہ کی بنا پر ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو (خلاصہ) نیز محرم کا امین، عاقل، بالغ ہونا شرط ہے، خواہ وہ آزاد ہو، یا غلام، کافر ہو، یا مسلمان (فتاویٰ قاضی خاں) اگر محرم مجوسی ہے، اور وہ اپنے اعتقاد کے مطابق اس عورت سے نکاح کرنا جائز سمجھتا ہے تو اس کے ساتھ سفر نہ کرے (محیط سرخسی) قریب البلوغ لڑکے کا وہی حکم ہے جو بالغ کا ہے۔ عورت کا غلام اس کے لئے محرم نہیں ہے (جوہرہ نیرہ) جو لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا اور جس مجنون کو افاقہ نہیں ہوتا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے (محیط سرخسی) عورت کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے محرم کو سواری اور خوراک وغیرہ کے مصارف دے تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ حج کرے عورت کے پاس اگر محرم ہے تو اس کو حج واجب کے لئے نکلنا ضروری ہے اگرچہ شوہر اجازت نہ دے، اور نفلی حج میں شوہر کی اجازت کے بغیر نہ جائے عورت کے پاس اگر محرم نہیں ہے تو حج کے لئے نکاح کرنا اس پر واجب نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) پھر ایک مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق راستہ کا امن، بدن کی سلامتی اور عورت کے لئے محرم کا وجود، یہ چیزیں وجوب حج کی شرائط سے ہیں یا ادائے حج کی؟ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ وجوب حج کی شرائط ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ادائے حج کی شرائط ہیں، اور یہی صحیح ہے، اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے جب حج سے پہلے انتقال کر جائے، پہلے قول کے مطابق حج کرانے کی وصیت لازم نہیں ہوتی اور دوسرے قول کے مطابق لازم ہے (نہایہ)

عورت عدت میں نہ ہو

عورت کے لئے وجوب حج کی شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ عدت میں نہ ہو، خواہ عدت شوہر کے انتقال کر جانے کی وجہ سے ہو یا طلاق بائن یا طلاق رجعی کی بنا پر ہو (شرح طحاوی) پس عورت طلاق یا موت کی عدت کے درمیان حج کے لئے نہ جائے اسی طرح عدت اگر راستہ میں کسی شہر کے اندر واقع ہوئی اور وہاں سے مکہ تک تین دن کی مسافت ہے تو عدت پوری ہونے تک عورت شہر سے نہ نکلے (فتاویٰ قاضی خاں) عورت اگر حج کے لئے نکل چکی تھی پھر عدت واقع ہوئی اور عورت مسافر ہے، تو دیکھیں گے اگر عدت طلاق رجعی کی بنا پر ہے تو اپنے شوہر سے جدا نہ ہو اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ رجعت کرے اور اگر طلاق بائن کی عدت ہے تو وہ محرم اجنبی کے حکم میں ہے (سراج الوہاج)

ایک اہم مسئلہ

وجوب حج کے سلسلہ میں جو شرائط ذکر کی گئی ہیں، مثلاً سواری اور خوراک وغیرہ کے مصارف، ان شرائط کا اعتبار صرف اس زمانہ میں ہوگا، جس زمانہ میں اس شہر کے لوگ مکہ معظمہ حج کرنے کے لئے جایا کرتے ہیں، چنانچہ اگر ایک شخص شروع سال میں اشہر حج سے قبل سواری اور خوراک وغیرہ کے مصارف کا مالک ہوا اور شہر کے لوگ اس زمانہ میں حج کے لئے نہیں جایا کرتے تو اس کو اختیار ہے کہ اس مال کو جہاں چاہے صرف کرے اور جب وہ مال صرف کر چکا، پھر شہر کے لوگ حج کے لئے نکلے تو اس پر حج واجب نہ ہوگا لیکن جن ایام میں شہر کے لوگ حج کے لئے جاتے ہیں، اگر ان ایام میں اس کے پاس مال موجود ہے، تو حج کے علاوہ کسی اور کام میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر حج کے علاوہ کسی اور جگہ صرف کیا تو گنہگار ہوگا، اور اس پر حج واجب ہوگا (بدائع)

ادائے حج کی تین شرطیں

ادائے حج کی صحت کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) احرام (۲) خانۂ کعبہ (۳) حج کا زمانہ (سراج الوہاج)

حج کے دو رکن

حج[1] کے رکن دو ہیں (۱) وقوفِ عرفہ (۲) طوافِ زیارت، لیکن وقوفِ عرفہ طواف سے زیادہ قوی ہے (نہایہ) یہاں تک کہ حج وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا (شرح جامع صغیر قاضی خاں)

حج کے واجبات[2]

حج میں پانچ چیزیں واجب ہیں (۱) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (۲) مزدلفہ میں قیام کرنا (۳) رمی جمار (۴) بال منڈوانا یا کتروانا (۵) طواف زیارت (شرح طحاوی)

حج کی سنتیں

(۱) طوافِ قدوم (۲) طوافِ قدوم میں یا طوافِ فرض میں اکڑ کر چلنا (۳) دونوں سبز میناروں کے درمیان جلد چلنا (۴) ایامِ قربانی کی راتوں میں سے ایک رات منیٰ میں قیام کرنا (۵) سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا (۶) سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ آجانا (فتح القدیر) (۷) مزدلفہ میں رات گذارنا (۸) تینوں جمعرات میں ترتیب قائم رکھنا (بحر الرائق)

حج کے آداب

جب حج کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو فقہاء نے کہا ہے کہ پہلے اپنا قرض چکائے (ظہیریہ) کسی صاحب رائے شخص سے اس وقت سفر کرنے کے سلسلہ میں مشورہ کرے، نفس حج کے سلسلہ میں مشورہ نہ کرے اس لئے کہ اس کا خیر ہونا معلوم ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے بھی استخارہ کرے، استخارہ سنت یہ ہے کہ دو رکعتیں قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھے اور استخارہ کی وہ دعا پڑھے جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے[3]، توبہ کرے، نیت خالص کرے، اگر کوئی چیز اس نے بطور ظلم کے حاصل کی ہے تو اس کو واپس کردے، مخالفین سے اور ان لوگوں سے جن کے ساتھ اس کے معاملات ہیں معافی چاہے (فتح القدیر) عبادات میں جو کمی ہے اس کی قضا کرے اور اپنی کوتاہی پر نادم اور شرمسار ہو، اور آئندہ عزم و ارادہ کرے کہ وہ اب ہرگز ایسا نہ کرے گا (بحر الرائق) ریا، غرور اور فخر کو دور کرے، اس لئے کہ بعض علماء نے محمل میں سوار ہونا مکروہ لکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جب اس قسم کے خیالات نہ ہوں تو مکروہ نہیں ہے اور حلال مال کے حاصل کرنے میں کوشش کرے اس لئے کہ حج حلال

---

[1] رکن وہ ہے جس کے چھوٹنے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔

[2] واجب وہ ہے جس کے چھوٹنے سے حج باطل نہیں ہوتا بلکہ قربانی دینا لازم ہو جاتا ہے، یہاں واجبات میں صرف پانچ چیزوں پر اکتفا کیا گیا فقہ کی کتابوں میں اس کے علاوہ اور بھی واجبات لکھے ہیں، جن کی مجموعی تعداد پچیس تک پہنچ جاتی ہے (۶) احرام میقات سے باندھنا (۷) میدانِ عرفات میں اگر دن میں قیام ہوا ہے تو غروب آفتاب تک ٹھیرے رہنا (۸) حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا (۹) داہنی طرف سے طواف کرنا (۱۰) پیدل چلکر طواف کرنا بشرطیکہ اس کو کوئی عذر نہ ہو (۱۱) پاکی کی حالت میں طواف کرنا (۱۲) طواف میں ستر کا ڈھکنا (۱۳) صفا اور مروہ کی سعی کو صفا سے شروع کرنا (۱۴) صفا اور مروہ کی سعی میں پیدل چلنا (۱۵) قارن اور متمتع بھیڑ بکری کو ذبح کرنا (۱۶) طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا خواہ طواف نفل ہی کیوں نہ ہو (۱۷) قربانی کے دن رمی جمار حلق اور ذبح میں ترتیب قائم رکھنا (۱۸) قربانی کے ایام میں طوافِ اضافہ کرنا (۱۹) بیت اللہ کا طواف حطیم کے ساتھ کرنا (۲۰) طواف معتد (یعنی کم سے کم چار چکر یا اس سے زائد) کے بعد سعی کا ہونا (۲۱) قربانی کے دنوں میں حرم کے اندر سر منڈانا (۲۲) میدان عرفات سے امام کے ساتھ کوچ کرنا (۲۳) سلے ہوئے کپڑے نہ پہننا (۲۴) سر نہ ڈھکنا (۲۵) چہرہ نہ ڈھکنا۔ حج کے واجبات ان ہی چیزوں میں منحصر نہیں ہیں بلکہ فقہ کی دوسری بڑی اور مستند کتابوں میں اس کے علاوہ بھی اور چیزوں کو واجبات میں شمار کیا ہے، حج میں کسی واجب کے دریافت کرنے کا بہترین طریقہ اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کے ترک کرنے سے ذبح کرنا واجب ہو خود وہ چیز واجب ہے،

[3] دعاء استخارہ فتاوٰی عالمگیری جز سوم ص۱۱ پر ملاحظہ فرمایئے۔

(مترجم)

مال کے بغیر قبول نہیں ہوتا لیکن حج کا فرض ادا ہو جاتا ہے اگرچہ مالِ غصب شبہ ہو (فتح القدیر) ایک شخص نے حج کا ارادہ کر لیا اور اس کے پاس مشتبہ مال ہے تو اس کو چاہیے کہ قرض لے کر حج کرے اور اپنے مال سے قرض ادا کرے (فتاوی قاضی خاں) اپنے ساتھ نیک ساتھی بھی ہونا چاہیے تاکہ اگر کچھ بھول جائے تو وہ اس کو یاد دلائے اور جب کسی مصیبت سے بے قرار ہو، تو صبر دلائے اور عاجز ہو تو اس کی مدد کرے، رشتہ داروں کی بہ نسبت رفیق کا اجنبی ہونا اولیٰ ہے تاکہ یگانگت منقطع ہونے کا خوف نہ ہو (فتح القدیر) ینابیع میں ہے کہ اپنے بال بچوں کے لئے نفقہ چھوڑے اور اپنے نفس کو پاک کر کے نکلے، راستہ میں تقوی اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے، غصے سے بچے، لوگوں کی باتوں پر تحمل کرے، بے فائدہ باتوں کو چھوڑ کر اطمینان اور وقار حاصل کرے (تاتارخانیہ میں تعلیم اعمالِ حج کے بیان میں لکھا ہے) کرایہ کی سواری میں اس بات کا لحاظ کرنا چاہیے کہ یہ کتنا بوجھ اٹھا سکتی ہے اس سے زیادہ بوجھ اس پر نہ رکھے (فتح القدیر) اس پر طاقت سے زیادہ لادنے سے پرہیز کرے، سواری کو عموماً جو چارہ دیا جاتا ہے بلا ضرورت اس میں کمی نہ کرے اگرچہ وہ سواری کا مالک ہو، حج کے سفر کو تجارت سے خالی کرنا احسن ہے اور اگر تجارت کرے تو اس کا ثواب کم نہ ہوگا[1] (بحر الرائق) سفر کا سامان زیادہ جھگڑ جھگڑ کر نہ خریدے، راستہ کے خرچ میں کسی کے ساتھ شریک نہ ہو، ایک ایک دن ایک ساتھی کا سب ساتھیوں کو کھانا کھلانا زیادہ اچھا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہوئے جمعرات کے دن گھر سے نکلنا مستحب ہے ورنہ مہینہ کے پہلے دوشنبہ کو گھر سے نکلے، اور اپنے اہل و عیال اور بھائیوں کو رخصت کرے، اور ان سے اپنی خطائیں معاف کرائے، اور ان لوگوں سے اپنے لئے دعا طلب کرے اور اس کام کے لئے وہ ان کے پاس جائے اور جب یہ حج سے واپس آئے تو وہ سب لوگ اس کے پاس آئیں (فتح القدیر) اس طرح سفر کرے جس طرح کوئی دنیا سے سفر کرتا ہے، گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے اور اسی طرح جب حج سے واپس آئے تو گھر پہنچنے کے بعد دو رکعتیں پڑھے گھر سے نکلتے ہوئے جب دو رکعتیں پڑھ چکے تو یہ دعا مانگے،

اَللّٰھُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِہٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ اِلَی الْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ

اے اللہ میں تیرے سہارے چل کھڑا ہوا ہوں اور تیری طرف رخ کر دیا ہے اور تجھے مضبوط پکڑ لیا ہے، تجھ پر بھروسہ کیا ہے تو ہی میرا سہارا ہے تو ہی میرا آسرا ہے جس چیز کی مجھے فکر ہے اور جس کی مجھے فکر نہیں ہے اور جس کو زیادہ جانتا ہے سب کا تو خود ہی انتظام فرمادے تیرے جوار میں آنے والا غالب و محفوظ ہے تیری مدح و توصیف بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تقوی کو میرا زادِ راہ بنا، میرے گناہوں کو معاف فرما اور جس طرف رخ کروں خیر ہی کی طرف میرا رخ کر، اے اللہ میں سفر کی سختی اور انجام کی برائی اور زیادتی کے بعد نقصان سے اور اہل و عیال میں نظر کی برائی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں،

اور گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا مانگے،

بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

میں اللہ کے نام پر گھر سے نکلتا ہوں، کوئی طاقت اور کوئی قوت

[1] یہ حکم اس صورت میں ہے جب مقصدِ تجارت نہ ہو حج کے ضمن میں تجارت ہو جائے اور اگر حج کے سفر سے مقصد ہی تجارت کرنا ہے تو ظاہر ہے کہ ثواب کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا (مترجم)

وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ لِمَا يُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاحْفَظْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

نہیں ہے مگر صرف اللہ تعالیٰ کی جو بڑا ہے اور عظمت والا ہے میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا، اے اللہ مجھے ان چیزوں کی توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہیں اور جن سے تو راضی ہے اور شیطان مردود سے مجھے محفوظ رکھ

آیت الکرسی، قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایکبار پڑھے (ظہیریہ) سوار ہو کر حج کو جانا افضل ہے اسی پر فتویٰ ہے (متفرقات سراجیہ) اگر مکہ قریب ہے تو پیدل جانا افضل ہے اور اگر دور ہے تو سوار ہو کر جانا افضل ہے (متفرقات تاتار خانیہ) اگدھے پر سوار ہو کر حج کے لئے جانا مکروہ ہے اور اونٹنی پر سوار ہونا افضل ہے، جب جانور پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے،

بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (ظہیریہ)

میں اللہ کے نام پر سوار ہوتا ہوں، اور اللہ ہی کے لئے مدح و توصیف ہے جس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہم کو قرآن سکھایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان کیا، اللہ ہی کے لئے مدح و ستائش ہے جس نے مجھکو بہترین امت میں پیدا کیا، جو لوگوں کی ہدایت کے لئے نکالی گئی ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے، جس نے ہمارے لئے سواری کو مسخر کیا اور ہم اس کی طاقت رکھنے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

حاجی کے لئے مناسب ہے کہ پہلے اپنا فرض ادا کرے اور فرض ادا کرنے کے بعد مدینہ آئے، کبریٰ میں ہے کہ اگر حج فرض نہیں ہے تو جو مناسب سمجھے کرے، اس کے باوجود حج فرض میں اگر مدینہ چلا گیا تو جائز ہے (تاتار خانیہ، حج کی شرح فصل) جو چیزیں حج میں رکن ہیں ان کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا اور قربانی دے کر بھی ان سے خلاصی نہیں ہو سکتی، بس صرف یہ صورت ہے کہ بعینہ وہ ارکان ادا کئے جائیں، اور جو چیزیں حج میں واجب ہیں وہ اگر چھوٹ جائیں تو ان کا بدل ہو سکتا ہے اور جو چیزیں حج میں سنت اور آداب کی قبیل سے ہیں وہ اگر رہ جائیں تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن بہرحال سنت اور آداب کے چھوڑنے میں برائی ہے (شرح طحاوی)

ممنوعاتِ حج

حج میں جن چیزوں سے بچا جاتا ہے وہ دو قسم کی ہیں، ایک قسم وہ ہے جو اس کی ذات سے متعلق ہے اور یہ چھ چیزیں ہیں (۱) صحبت کرنا (۲) سر منڈانا (۳) ناخن کترانا (۴) خوشبو لگانا (۵) سر اور چہرے کا ڈھکنا (۶) سلا ہوا کپڑا پہننا، دوسری قسم وہ ہے جو دوسروں سے متعلق ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں (۱) حل اور حرم میں شکار سے تعرض کرنا (۲) حرم کے درخت کاٹنا (جامع صغیر مصنفہ قاضی خاں) تحفہ میں اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی یہی مذکور ہے (نہایہ)

متعلقہ مسائل

باپ اگر لڑکے کی خدمت کا محتاج ہے اور لڑکے کا حج کو جانا باپ یا ماں کو ناپسند ہے تو اس کے لئے حج کرنا مکروہ ہے اور اگر باپ کو لڑکے کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے تو حج کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر ماں باپ ہوں تو دادا اور دادی کا بھی یہی حکم ہے (ملتقطات فتاویٰ قاضی خاں) سیر کبیر میں ہے اگر والد کے انتقال کا اندیشہ نہ ہو تو حج کے لئے نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح اگر اسکی زوجہ اور بال بچے اور ان کے علاوہ وہ لوگ جن کا نفقہ اس کے ذمے لازم ہے اگر انہیں اس کا حج کے لئے نکلنا ناپسند ہو اور ان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو حج کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر ایسے لوگوں کو اس کا حج کے لئے جانا ناپسند ہے کہ جن کا نفقہ اس کے موجود رہتے ہوئے بھی اس پر لازم نہیں ہوتا تو حج کے لئے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگرچہ ان کی ہلاکت ہی کا اندیشہ ہو، فتاویٰ شیخ ابو اللیث میں لکھا ہے اگر کسی کا لڑکا امرد اور خوب صورت ہے تو باپ کو اختیار ہے کہ داڑھی نکلنے کے وقت تک

اس کو حج کے جانے سے روکے رکھے، ملتقط میں ہے کہ حج فرض ماں باپ کی اطاعت سے اولیٰ ہے اور ماں باپ کی اطاعت حج نفل سے اولیٰ ہے کبریٰ میں ہے کہ اگر سفر خطرناک اور خوفناک ہے، مثلاً دریا کا سفر تو والدین کی اجازت کے بغیر حج کو نہ جائے (تاتارخانیہ) جس شخص پر قرض ہے اس کے لئے جہاد کرنا، یا حج کو جانا مکروہ ہے اگر اس کے پاس اس قدر مال نہیں ہے کہ جس سے اپنا قرضہ چکا سکے تو قرض خواہوں سے اجازت لے کر جانا جائز ہے اگر اس کے قرض کا کوئی کفیل ہے اور وہ قرض دار کی اجازت سے کفیل ہوا ہے تو دونوں کی اجازت کے بغیر نہ جائے اور اگر قرض دار کی اجازت کے بغیر کفیل بنا ہے تو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر نہ جائے، کفیل کی اجازت کے بغیر جانا جائز ہے (مقطعات فتاویٰ قاضی خاں)

دوسرا باب
میقات[1] کے احکام

جن مقامات سے احرام کے بغیر آگے بڑھنا جائز نہیں وہ پانچ ہیں

(۱) اہلِ مدینہ کے لئے ________ ذوالحلیفہ[2]

(۲) اہلِ عراق کے لئے ________ ذات عرق[3]

(۳) اہلِ شام کے لئے ________ جحفہ[4]

(۴) اہلِ نجد کے لئے ________ قرن[5]

(۵) اہلِ یمن کے لئے ________ یلملم[6]

میقات مقرر کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ اس سے آگے احرام میں تاخیر کرنا ممنوع ہے (ہدایہ) اگر میقات سے پہلے کسی شخص نے احرام باندھ لیا تو جائز ہے، بلکہ جس شخص کو اپنے اوپر اطمینان ہے کہ اس سے احرام کی ممنوعات کا ارتکاب نہ ہوگا اس کے لئے یہی افضل ہے کہ میقات

---

[1] میقات کا لفظ متعین وقت اور متعین جگہ دونوں کے لئے مشترک طور پر استعمال ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ میقات کا لفظ متعین وقت میں اصل ہے اور مکان احرام کے لئے اس کو مستعار لیا گیا ہے، بہر حال میقات اس جگہ کا نام ہے جہاں سے احرام کے بغیر آگے بڑھنا جائز نہیں ہے، بات دراصل یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی عظمت و بزرگی و شرف کے پیش نظر حق جل شانہٗ کو یہ منظور ہے کہ انسان مکہ معظمہ میں ایک والہانہ انداز میں تلبیہ کا ترانہ پڑھتے ہوئے آئے، سر پر خاک، بدن میں میل کچیل، ایک چادر اوڑھے ہوئے ایک باندھے ہوئے داخل ہو، پس ضروری ہوا کہ مکہ سے پہلے احرام باندھا جائے اگر اس بات کا حکم دیا جاتا کہ اپنے اپنے شہروں سے احرام باندھ کر آئیں تو بہت زیادہ دقت تھی، لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ مکہ معظمہ کے ارد گرد چند ایسے مقامات تجویز کر دیئے جائیں کہ جن کے آگے احرام کے بغیر نہ جا سکیں، ان ہی مقامات کو عربی میں میقات کہتے ہیں

[2] یہ مدینہ والوں کا میقات ہے، مدینہ طیبہ سے چھ میل اور مکہ معظمہ سے دس منزل کے فاصلہ پر واقع ہے اس جگہ کے کنوؤں کو عرب کے لوگ آبارِ علیؓ کہتے ہیں، ان لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہاں جنوں سے قتال کیا اور ان کو وہاں کسی کنوئیں میں بند کر دیا تھا حالانکہ یہ جھوٹ ہے اور تاریخی حیثیت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے [3] ذاتِ عرق یہ مقام مکہ معظمہ سے مشرق کی جانب دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے [4] جحفہ مکہ معظمہ سے تین منزل کے فاصلہ پر رابغ کے قریب واقع ہے، جحفہ کا اب کوئی نام و نشان باقی نہیں ہے اس لئے اب لوگ رابغ سے احرام باندھتے ہیں (حاشیہ شرح طحاوی) [5] قرن ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے عرفات سے یہ پہاڑ نظر آتا ہے [6] یلملم تہامہ کا پہاڑ ہے مکہ معظمہ سے جانب جنوب دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے، ہندوستانیوں کا میقات بھی ہے (مترجم)

سے پہلے احرام باندھ لے اور اگر ممنوع چیزوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو میقات تک احرام میں تاخیر کرنا افضل ہے (جوہرہ نیرہ) ان مواقیت میں سے ہر میقات نہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو لوگ اس طرف رہتے ہیں، بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو اس طرف سے گذرتے ہیں (تبیین)، ایک شخص احرام کے بغیر میقات سے بڑھ گیا، پھر ایک اور میقات پر پہنچ گیا اور وہاں سے احرام باندھا تو جائز ہے لیکن اپنے میقات سے احرام باندھنا افضل ہے (جوہرہ نیرہ)، یہ حکم مدینہ والوں کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ اہلِ مدینہ کو اپنے میقات سے ایک قسم کی زیادہ خصوصیت حاصل ہے (سراج الوہاج)، ایک شخص مکہ معظمہ اگر ایسے راستہ سے گیا جو عام راستہ نہیں ہے تو ان مواقیت میں سے کوئی میقات جب اس کے مقابل آجائے تو احرام باندھ لے (محیط سرخسی)، ایک شخص اگر سمندر میں سفر کر رہا ہے تو وہ اس وقت احرام باندھے جب کسی میقات کے مقابل آجائے اس جگہ سے احرام کے بغیر آگے نہ بڑھے (سراج الوہاج)، اگر دریا یا خشکی کا ایسا راستہ ہے کہ وہ دونوں میقاتوں میں ہو کر گذرتا ہے تو جس میقات پر چاہے احرام باندھ لے، اس میقات سے احرام باندھنا زیادہ اولیٰ ہے جو مکہ معظمہ سے زیادہ فاصلہ پر ہو (تبیین)، اگر راستہ اس قسم کا ہے کہ کوئی بھی میقات اس کے مقابل اور محاذی نہیں ہوتا تو مکہ جب دو منزل کے فاصلہ پر رہ جائے تو وہاں سے احرام باندھ لے (بحر الرائق)، اگر ایک شخص کے بال بچے میقات یا میقات اور حرم کے درمیانی حصہ میں رہتے ہیں تو حج اور عمرہ کے لئے ان کا میقات "حل" کی جگہ ہو گی جو میقات اور حرم کے مابین ہے، اگر حرم تک احرام کو مؤخر کیا تو جائز ہے (محیط) مکہ کے لوگ حج کے لئے حرم سے احرام باندھیں اور عمرہ کے لئے حل سے باندھیں (کافی) پس جو شخص عمرہ کرنا چاہتا ہے وہ کسی بھی جانب سے حل میں جا کر احرام باندھ سکتا ہے اور تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہے (ہدایہ) آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا شخص) کا احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے خواہ وہ حج کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر مکہ میں داخل ہو گیا تو اس پر حج یا عمرہ لازم ہو جائے گا (محیط سرخسی باب دخول مکۃ بغیر احرام)، جو شخص میقات اور مکہ کے درمیان رہتا ہے مثلاً بستانی تو یہ شخص اپنی ضرورت کے ماتحت احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہو سکتا ہے لیکن اگر حج کا ارادہ کر لیا تو احرام کے بغیر ادا نہ ہو گا اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے (کافی)، اسی طرح اگر مکہ کا رہنے والا لکڑیاں یا گھاس پوس لینے حل میں پہنچ گیا پھر مکہ میں داخل ہوا تو احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہو سکتا ہے اور آفاقی اگر اہل بستان میں شامل ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے (محیط سرخسی)

تیسرا باب — احرام کے مسائل

احرام[1] میں کچھ شرائط ہیں اور کچھ ارکان، رکن تو یہ ہے کہ حاجی سے کوئی ایسی شئے پائی جائے جو حج کے ساتھ مخصوص ہو اس کی دو قسمیں ہیں قولی اور فعلی، قولی یہ ہے،

قولی رکن	
لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ	اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں

[1] احرام کا اطلاق لغتِ عرب میں دخول فی الحرمۃ (یعنی بے حرمتی نہ کرنا) پر کیا جاتا ہے اور شریعت میں احرام ایک سادہ لباس کو کہتے ہیں جس میں صرف ایک تہبند اور ایک چادر ہوتی ہے جس کے پہننے کے بعد حاجی پر کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں احرام صحیح ہونے کے لئے صرف اتنا ضروری ہے کہ حاجی سے کوئی ایسی چیز پائی جائے جو حج کے ساتھ مخصوص ہو، خواہ قولی ہو، جیسے تلبیہ وغیرہ، یا فعلی ہو جیسے قربانی کو ہنکا کر لیجانا، یا قربانی کے گلے میں پٹہ ڈالنا، احرام صحیح

بقیہ ص ۱۶ پر

وَالْمُلْکُ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔ ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

احرام باندھتے ہوئے تلبیہ ایکبار کہنا شرط ہے اور اس سے زیادہ سنت ہے اور اگر اس نے نہ کہا تو اس کا یہ فعل برا ہوگا (محیط سرخسی) اگر لبیک کی جگہ سُبْحَانَ اللهِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہہ دیا یا ان کے علاوہ کوئی ایسا کلمہ کہا جس میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہے اور اس کلمہ سے احرام کی نیت کی تو احرام صحیح ہو جائے گا یہ حکم بالاتفاق ہے، خواہ وہ تلبیہ کے الفاظ اچھی طرح ادا کر لیتا ہو یا نہ ادا کر سکتا ہو اسی طرح لبیک کے معنی اگر کسی دوسری زبان میں ادا کئے تب بھی احرام صحیح ہو جائے گا خواہ وہ عربی میں یہ الفاظ اچھی طرح ادا کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو (شرح طحاوی) لیکن عربی میں کہنا افضل ہے، اگر صرف اَللّٰهُمَّ پر اکتفا کر لیا اور اس سے زائد کچھ نہ کہا تو جن حضرات کے نزدیک اللھم کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے ان کے نزدیک احرام بھی شروع ہو جائے گا اور جن لوگوں کے نزدیک نماز درست نہیں ہوتی ان کے نزدیک احرام بھی درست نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

فعلی رکن یہ ہے کہ قربانی کے جانور اونٹ، یا گائے کے گلے میں پٹہ ڈال دے، اگر حج کے ارادہ سے اسکو ہنکاتا ہوا لے چلا تو وہ محرم ہو جائے گا اگرچہ اس نے لبیک کے الفاظ نہ کہے ہوں، خواہ قربانی نفلی ہو، یا نذر کی ہو، یا شکار وغیرہ کے عوض کی، اگر قربانی کا جانور کسی شخص کے ہاتھ بھیجدیا اور خود اس کے ساتھ نہ گیا، پھر خود چل پڑا تو جب تک قربانی کے جانور سے نہ ملے گا اس وقت تک صاحب احرام نہ ہوگا لیکن اگر ہدی (قربانی کا جانور) تمتع یا قران کی ہے تو صرف اس کی طرف متوجہ ہونے سے صاحب احرام ہو جاتا ہے (محیط سرخسی) پس جس وقت ہدی کے ساتھ مل جائے گا یا اس کو ہانکے گا تو اس کی نیت ایسے عمل سے متصل ہو گئی جو احرام کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے وہ محرم بن جائے گا، جس طرح ابتداء میں قربانی کے ہانکنے سے محرم بن جاتا ہے (ہدایہ) اگر چند لوگ قربانی کے اونٹ یا گائے میں شریک ہیں اور وہ سب کعبہ کی طرف جا رہے ہیں اور ایک شخص نے ان سب کے حکم سے اس قربانی کے گلے میں پٹہ ڈال دیا تو سب کا احرام ہو جائے گا اور اگر ان کے حکم کے بغیر ڈالا تو صرف اس شخص کا احرام ہوگا دوسرے لوگوں کا نہ ہوگا۔

پٹہ کس طرح ڈالا جائے پٹہ ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ یا گائے کی گردن میں نعل یا چمڑے کا کوئی ٹکڑا ڈالیں یا درخت کی چھال کا ہار اس کی گردن میں پہنا دیں، (محیط سرخسی) اگر قربانی کے جانور پر جھول ڈالی، یا بکری کے گلے میں پٹہ ڈالا اور ان دونوں سے احرام کی نیت کر کے ان کو ہنکا کر چل پڑا تو وہ محرم نہ ہوگا، اسی طرح اگر قربانی کے جانور میں اشعار کیا اور اس سے احرام کی نیت کی تب بھی یہی حکم ہے (یعنی محرم نہ ہوگا) (مضمرات) قربانی پر جھول ڈالنا اور پھر اس کو صدقہ کرنا مستحب ہے اور پٹہ ڈالنا جھول ڈالنے سے زیادہ بہتر ہے (فتح القدیر)

بدنہ عربی میں "بُدْنَہ" کا لفظ اونٹ یا گائے کی قربانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اشعار کی تعریف یہ ہے کہ اونٹ یا گائے کے کوہان میں ایسا زخم لگائے جس سے خون بہنے لگے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ بہتر ہے (مضمرات)

تجلیل عربی میں یہ لفظ جانور پر جھول ڈالنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (شرح طحاوی)

احرام کی شرط یہ ہے کہ دل سے ارادہ کرے اگر احرام کی نیت کے بغیر لبیک وغیرہ کے الفاظ ادا کئے تو احرام درست نہ ہوگا، (محیط سرخسی) صرف نیت سے بھی احرام درست نہ ہوگا جب تک لبیک یا اس کے قائم مقام کوئی اور ذکر نہ کرے

ہونے کے لئے قولی اور فعلی دونوں کا پایا جانا ضروری نہیں ہے صرف ایک کا پایا جانا کافی ہے۔

یا قربانی کو نہ ہانکے، یا اس کے گلے میں پٹہ نہ ڈالے (مضمرات)

احرام باندھنے کا طریقہ

جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے، تو غسل کرے یا وضو کرے، لیکن غسل کرنا افضل ہے یہ غسل صفائی اور پاکیزگی کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے حائضہ (حیض والی عورت بھی) غسل کرے گی (ہدایہ) بچے اور نفاس والی عورت کے لئے بھی یہ غسل مستحب ہے، خوب اچھی طرح غسل کرے جسمیں میل کچیل اور ہر قسم کی گندگی سے جسم کی صفائی اور پاکیزگی کی پوری کوشش کی جائے موچھیں اور ناخن ترشوائے بغلی اور زیرناف کے بال بھی صاف کرے اگر ایک شخص اپنے سر کے بال منڈاتا کرتا ہے یا اسدن اس نے اس کا ارادہ کیا ہے تو سر منڈائے ورنہ بالوں میں کنگھا کرے خطمی اور اشنان وغیرہ استعمال کرے تاکہ میل کچیل اور ہر قسم کی گندگی سے جسم اور بالوں کی صفائی ہو جائے اگر اپنے پاس بیوی یا باندی موجود ہے اور کوئی چیز مانع بھی نہیں ہے تو احرام باندھنے سے پہلے جماع کرنا مستحب ہے اور یہ سنت سے ثابت ہے (بحر الرائق) سلے ہوئے کپڑے اور موزے اتار کر صرف دو کپڑے پہن لے ایک تہ بند، اور ایک چادر دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے ہوں، لیکن اگر نئے ہوں تو افضل ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کسی نے صرف ایک کپڑا ایسا پہن لیا جس سے اس کا ستر ڈھک جاتا ہے تو جائز ہے (اختیار شرح مختار) تہ بند ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو، اور چادر کمر، سینے اور کاندھوں پر اوڑھ کر ناف سے اوپر باندھ لے اگر چادر کے دونوں پلے تہ بند میں کھونس لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگر چادر میں کوئی کانٹا یا سوئی لگا دی یا اپنے اوپر رسی باندھ لی تو یہ فعل برا شمار کیا جائے گا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (بحر الرائق) چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لے اور داہنے کاندھے کو کھلا ہوا رکھے (خزانۃ المفتین) جو تیل پسند ہو لگائے خواہ اسمیں خوشبو ہو یا نہ ہو فقہار رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احرام سے پہلے ایسی خوشبودار چیز لگانی چاہیئے کہ احرام کے بعد اس کی ذات باقی نہ رہے اگرچہ احرام کے بعد تک اس کی خوشبو باقی رہے اسی طرح ہمارے نزدیک ظاہر روایت کے مطابق اس خوشبودار چیز کے لگانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے جس کی ذات احرام کے بعد تک باقی رہے، جیسے مشک اور غالیہ (فتاویٰ قاضی خاں) یہی صحیح ہے (محیط) صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کی ایک روایت کے مطابق تمام حضرات کے نزدیک ایسی خوشبودار چیز ہرگز نہ لگائے جس کی ذات احرام کے بعد باقی رہے فقہار نے فرمایا ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں (بحر الرائق) اس کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے دونوں رکعتوں میں جو سورت مناسب سمجھے پڑھے، لیکن پہلی رکعت میں الحمد اور سورت قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ہو اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے پڑھنا افضل ہے (محیط) ہمارے اکثر علمار قل یا ایہا الکفرون کے بعد یہ آیت

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ پ۳ سورہ آل عمران

اے ہمارے پروردگار دلوں کو کج نہ کیجے اس کے بعد کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت خاصہ عطا فرمائیے بلا شبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں

اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ آیت

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۔ پ۱۵ سورہ کہف

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرما اور ہمارے لئے اس کام میں درستی کا سامان مہیا کر دیجئے

پڑھتے ہیں (خزانۃ المفتین) یہ نماز مکروہ وقت میں نہ پڑھے اگر صرف فرض نماز ادا کی تب بھی کافی ہے (بحر الرائق) نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگے،

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِىْ

اے اللہ میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے اس کو میرے لئے آسان فرما اور

وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ
اپنے فضل وکرم سے قبول فرما

پھر نماز کے بعد یا سوار ہونے کے بعد تلبیہ پڑھے، نماز کے بعد تلبیہ پڑھنا ہمارے نزدیک افضل ہے (فتاویٰ قاضی خاں) تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں،،

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ

اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں، ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں،

إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ میں إِنَّ اور أَنَّ دونوں پڑھ سکتے ہیں، کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تلبیہ میں یہ سب کلمات پڑھے ان کو کم نہ کرے (محیط) تلبیہ میں اگر کچھ اور الفاظ شامل کرلیے تو بہتر ہے مثلاً اس طرح کہے،

لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّيْكَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ (محیط سرخسی)

اے لوگوں کے خالق میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں، میں نے تیری اطاعت کی توفیق پائی، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، اور ہر طرح کی رغبت تیری ہی طرف ہے،

تلبیہ کے الفاظ کم کرنا بالاتفاق مکروہ ہے (بحر الرائق) پھر جب تلبیہ پڑھ چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے، جو نیکیوں کے سکھانے والے ہیں، دعا جو چاہے پڑھے لیکن درود پڑھتے ہوئے آواز پست رہے (فتح القدیر) فرض نمازوں کے بعد تلبیہ کی کثرت رکھیں (محیط) یہی ظاہر روایت ہے، حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھے، قضا اور نفل کے بعد نہ پڑھے (شرح طحاوی) جب کسی سے ملے، جب بلندی پر چڑھے، یا نشیب میں اترے، یا صبح کا وقت ہو، یا نیند سے بیدار ہوا ہو، ہر موقع پر اس تلبیہ کا ورد رکھے (محیط) جب سواری کو پھیرے، اور جب اس پر سوار ہو، یا اس سے نیچے اترے، ہر موقع پر تلبیہ پڑھے، تلبیہ بلند آواز سے پڑھے لیکن اتنی بلند آواز نہ کرے، جس سے تکلیف لاحق ہو جائے (فتح القدیر)

متعلقہ مسائل

اگر تلبیہ پڑھ کر قران یا افراد کی نیت کی، تو ان میں سے جس کی نیت کرلی اس کا احرام ہو جائے گا اگرچہ ان دونوں میں سے کسی کا ذکر احرام میں نہ کیا ہو (ایضاح) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص نے حج کے ارادہ سے سفر کیا اور احرام باندھتے ہوئے اس کی نیت حاضر نہ تھی تو یہ حج کا احرام سمجھا جائے گا، پھر حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جو بلا کسی نیت کے سفر پر چلا گیا اور اس نے احرام باندھ لیا اور اب بھی کچھ نیت نہ کی، جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا، جب تک اس نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا وہ حج کی کسی بھی قسم کا احرام باندھ سکتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور جب وہ ایک مرتبہ چکر لگا چکا، تو یہ احرام عمرہ کا --- شمار کیا جائے گا (محیط سرخسی) اگر طواف نہ کیا اور صحبت کرلی، یا حج میں حاضر ہونے سے کوئی مانع پیش آ گیا، تب بھی یہ احرام عمرہ کا ہوگا اس لیے کہ قضا واجب ہوگی پس ہم اس چیز کو واجب کریں گے، جو کم ہو اور یقینی ہو اور وہ عمرہ ہی ہے (ایضاح) ایک شخص نے حج کا احرام باندھا جس پر حج فرض تھا، لیکن اس نے فرض یا نفل کی نیت نہ کی تو یہ فرض کا احرام ہوگا اور یہ مطلق نیت سے ادا ہو جاتا ہے (ظہیریہ) اگر میقات یا کسی اور جگہ پر ایک شخص نے دو حجوں کا احرام باندھا تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں حج لازم ہو جاتے ہیں اور اسی طرح اگر میقات پر یا کسی اور جگہ میں دو عمروں کا احرام باندھا تو دو عمرے لازم ہو جائیں گے (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص نے احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ میں سے کسی کی نیت نہ کی پھر دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھا تو پہلا احرام عمرہ کا سمجھا جائے گا، اور اگر دوسرا عمرہ کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام حج کا

ہو جائے گا اور اگر دوسرے احرام میں کچھ نیت نہ کی تو قرآن کا احرام ہو جائے گا، ایک شخص نے تلبیہ حج کا پڑھا اور نیت عمرہ کی کی، یا تلبیہ عمرہ کا پڑھا اور نیت حج کی کرلی تو اس نے جس کی نیت کی اس کا احرام سمجھا جائے گا اگر تلبیہ حج کا پڑھا اور نیت حج اور عمرہ دونوں کی کرلی، تو یہ قرآن ہو جائے گا (محیط سرخسی) ایک شخص نے کسی چیز کا احرام باندھا اور اس کو بھول گیا تو اس پر حج اور عمرہ دونوں لازم ہوں گے اور اگر دو چیزوں کا احرام باندھا اور دونوں چیزیں یاد نہ رہیں تو استحساناً حج اور عمرہ بطور قرآن اس پر لازم نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں) ایک شخص نے صرف حج کا احرام باندھا تو اسی سال کے حج کا احرام شمار کیا جائے گا (محیط سرخسی) ایک شخص نے نذر اور نفل کا احرام باندھا، تو نفل کا احرام ہوگا اور اگر فرض اور نفل کا احرام باندھا تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفل کا احرام ہوگا اور اصح قول کے مطابق حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے (فتح القدیر)

چوتھا باب — احرام کے بعد محرم کو کیا کرنا چاہیئے

احرام باندھنے کے بعد ان چیزوں سے الگ تھلگ رہے جن کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جیسے رفث، فسوق اور جدال،

رفث ______ صحبت کرنے کو کہتے ہیں،

فسوق ______ فسوق کے معنی ہیں نافرمانی کرنا اور اللہ کی بندگی سے باہر نکلنا

جدال ______ کے معنی ہیں اپنے ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا، (محیط سرخسی)

کسی شکار کو نہ مارے (ہدایہ) شکار سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے، نہ اس کو پکڑے نہ اس کی طرف اشارہ کرے نہ کسی کو بتائے، اور نہ شکار کرنے میں کسی کی مدد کرے، سلا ہوا کپڑا نہ پہنے، خواہ قمیص ہو، قبا ہو، پاجامہ ہو، عمامہ ہو، ٹوپی ہو، یا موزے ہوں لیکن اگر موزے کعبین کے نیچے سے کاٹ لے تو جائز ہے (فتاوی قاضی خاں)

کعب سے کیا مراد ہے — کعب سے مراد وہ جوڑ ہے جو پیروں کے وسط میں تسمہ کی گرہ لگانے کی جگہ پر ہوتا ہو (تبیین) سر اور چہرہ نہ ڈھکے، منہ ٹھوڑی اور رخساروں کو بھی نہ ڈھکے، ناک پر ہاتھ رکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (البحر الرائق) جس طرح موزے نہیں پہن سکتا اسی طرح جرابیں بھی نہ پہنے (محیط) سلا ہوا کپڑا پہننا اس صورت میں ممنوع ہے جب عادت کے موافق پہنے یہاں تک کہ اگر اس نے کرتے یا پائجامہ کا تہ بند باندھ لیا، یا شیروانی اپنے کاندھوں اور مونڈھوں پر ڈال لی اور اس میں ہاتھ داخل نہ کئے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاوی قاضی خاں) محرم اگر اپنی کمر میں ہمیانی یا پٹکہ باندھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، خواہ پانی میں خود اس کے مصارف ہوں یا کسی دوسرے کے اور پٹکہ ریشم سے باندھے یا سبور سے (بدائع، سراج الوہاج) طیلسان کو گھنڈی یا کانٹے سے نہ اٹکائے اس لئے کہ وہ سلے ہوئے کپڑے سے مشابہ ہو جائے گی (خز ایک قسم کی چادر) اور کتان باریک کپڑا پہننا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ سلے ہوئے نہ ہوں (فتاوی قاضی خاں) رنگین کپڑا نہ پہنے، خواہ کسم کا رنگ ہو یا زعفران کا، یا کسی اور چیز کا لیکن اگر دھلا ہوا ہو اور اس میں نفض نہ ہو یعنی اس کا رنگ نہ چھوٹے تو کوئی حرج نہیں ہے،

نفض کے معنی — میں اختلاف ہے بعض نے کہا نفض یہ ہے کہ اس کا رنگ بدن پر چھوٹ جائے اور بعض نے کہا کہ نفض یہ ہے کہ اس میں رنگ کی بو آتی ہو رہی اصح ہے (محیط سرخسی) سر اور بدن کے بال نہ مونڈے، استرے سے بال مونڈنا، نورہ سے بال گرانا، دانتوں سے یا کسی اور طرح بال اکھاڑنا اس حکم میں سب برابر ہیں، اپنی داڑھی نہ کتروائے (سراج الوہاج) اپنے ناخن نہ تراشے

(محیط سرخسی) خوشبو نہ چھوئے، اگرچہ لگانے کا ارادہ نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں) نیل نہ لگائے (ہدایہ) مہندی سے خضاب نہ کرے اس لئے کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے (جوہرہ نیرہ) سرمہ میں اگر خوشبو نہ ہو تو اس کے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، احرام کی حالت میں اپنی عورت کا بوسہ نہ لے، نہ شہوت سے چھوئے (فتاویٰ قاضی خاں) اپنے سر اور داڑھی کو خطمی سے نہ دھوئے، اپنا سر نہ کھجائے، اور اگر کھجلانے کی ضرورت ہو تو بہت آہستہ کھجائے تاکہ کوئی بال نہ گرے، اور کوئی جوں نہ مرے اس لئے کہ یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں اور اگر اس کے سر پر بال نہیں ہیں یا گندگی نہیں ہے تو زور سے کھجلانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے (محیط سرخسی) اگر کسی مکان یا محمل کا سایہ حاصل کرے تو کوئی حرج نہیں ہے (کافی)، اگر خیمہ کا سایہ حاصل کرے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص کعبہ کے پردہ کے نیچے داخل ہوا اور اس میں چھپ گیا لیکن پردہ اس کے سر اور منہ سے الگ رہا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر پردہ سر اور منہ پر بھی آپڑا تو مکروہ ہے اس لئے کہ یہ سر اور منہ ڈھک جائے گا (محیط سرخسی) محرم نے اگر پچھنے لگائے یا فصد کھول دی، یا ٹوٹے ہوئے جوڑ کو باندھ دیا یا ختنہ کر دی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اذخر (ایک قسم کی گھاس) کے علاوہ حرم کا کسی قسم کا درخت نہ کاٹے، جو شخص احرام میں نہیں ہے اس کے لئے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ بھی حرم کا کوئی درخت نہیں کاٹ سکتا) (شرح طحاوی)

پانچواں باب
حج کس طرح ادا کرے!

مکہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، حائضہ اور نفاس والی عورت کے لئے بھی غسل کرنا مستحب ہے، مکہ میں بلند راستہ کی طرف سے داخل ہونا چاہیئے (جس کو عربی میں "کداء" کہتے ہیں اور یہ مکہ کی بلند زمین کی طرف اونچی سڑک کا نام ہے) حج کے لئے مکہ میں رات میں داخل ہو یا دن میں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، عمرہ کے لئے بھی یہی حکم ہے (تبیین) لیکن دن میں داخل ہونا مستحب ہے (فتاویٰ قاضی خاں) مکہ میں داخل ہونے کے بعد اپنا اسباب رکھے اور پھر فوراً مسجد حرام میں حاضر ہو جائے (جوہرہ نیرہ) تلبیہ پڑھتے ہوئے جانا مستحب ہے اور باب بنی شیبہ سے داخل ہونا بہتر ہے، خشوع و خضوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے اور اس مقدس گھر کی عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہونا چاہیئے، اگر کوئی مزاحم ہو تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے (بحر الرائق) مسجد میں ننگے پاؤں داخل ہو اور اگر ننگے پاؤں چلنے میں نقصان ہو تو کچھ پہن لے (اختیار) داخل ہوتے ہوئے پہلے داہنا پیر بڑھائے اور یہ دعا پڑھے،

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی فیہا اللھم انی اسئلک فی مقامی ھذا ان تصلی علی سیدنا محمد عبدک ورسولک وان ترحمنی وتقیل عثرتی وتغفر ذنوبی وتضع عنی وزری (تبیین)

میں اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہو رہا ہوں، اور اللہ ہی کے لئے مدح و ستائش ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور رحمتیں نازل فرمائے اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کشادہ کر دے اور مجھے اس میں داخل فرما، اے اللہ میں اس مقام پر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، مجھے بھی اپنی رحمت سے ڈھانپ لے، میری لغزشوں سے درگذر کر، میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرا بوجھ اتار دے

اور جب خانۂ کعبہ پر نظر ڈالے تو اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے۔

لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم انت السلام — اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تیرا ہی نام

ومنك السلام واليك يرجع السلام حينا ربنا بالسلام اللهم زد بيتك هذا تعظيما وتشريفا ومهابة وزد من تعظيمه وتشريفه من حجه واعتمره تعظيما وتشريفا ومهابة (سراج الوهاج)

ہی نام سلام ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے، ہم کو سلامتی اور عافیت کے ساتھ زندہ رکھ، اے اللہ اس مقدس گھر کی عزت وعظمت، شرافت وہیبت میں ترقی عطا فرما، اور حج اور عمرہ کرنے والوں میں جو اس کی تعظیم وتکریم کریں، ان کو بھی شرافت و عظمت عطا فرما۔

اور اس کے علاوہ جو مناسب سمجھے دعا کرے۔ پھر حجر اسود سے ابتدا کرے اور کسی اور جگہ سے ابتدا نہ کرے لیکن اگر لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے (ظہیریہ) حجر اسود کی طرف رخ کر کے اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھ اٹھائے، جس طرح نماز میں تکبیر کہتا ہی پھر دونوں ہاتھ چھوڑدے (فتاوی قاضی خاں) بدائع اور دوسری کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے، صحیح یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے (نہر الفائق) اور حجر اسود کو بوسہ دے اور بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھے اور بوسہ دے، یہ حکم اس صورت میں ہے جب کسی کو ایذا دئے بغیر ممکن ہو بوسہ دیتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللھم اغفر لی ذنوبی وطھر لی قلبی واشرح لی صدری ویسر لی امری وعافنی فیمن عافیت (محیط)

میں اللہ کے نام کے ساتھ بوسہ دیتا ہوں اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرا قلب پاک وصاف کر اور میرے لئے اپنا سینہ کشادہ کرے اور میرا کام آسان کرے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ عافیت عطا فرما جن کو تو نے عافیت دی ہے

اگر کسی کو ایذا پہنچائے بغیر بوسہ نہیں دے سکتا تو حجر اسود کو ہاتھ سے چھوئے اور پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لے، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے ہاتھ میں کوئی شاخ یا ٹہنی لے کر حجر اسود کو لگائے اور پھر اس شاخ کو بوسہ دیدے (کافی) اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کی طرف رخ کرے اور دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے گویا ان کی ہتھیلیاں حجر اسود کی جانب ہو جائیں، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے اور الحمد للہ اور درود شریف پڑھے (فتح القدیر) حجر اسود کی طرف رخ کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے (سراج الوہاج) ہتھیلیوں کی اندرونی جانب کا رخ آسمان کی طرف نہ کرے، جیسا کہ دعا مانگنے کے وقت کیا کرتے ہیں (نہایہ) اور یہ دعا پڑھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لنبیک وسنۃ نبیک اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ امنت باللہ وکفرت بالجبت والطاغوت۔

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ میں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے، اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے، اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے، اور تیرے نبی کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے (کعبہ کا طواف شروع کرتا ہوں) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور بت اور شیطان کا منکر ہوا (محیط)

پھر اپنی داہنی طرف (جدھر کعبہ کا دروازہ ہے) سے طواف شروع کرے اور سات چکر لگائے، اور اس سے پہلے اضطباع کرے یعنی احرام کے اوڑھنے کی چادر داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکالکر بائیں مونڈھے کے اوپر ڈال لے (کافی) طواف حجر اسود کے اس کنارہ سے شروع کرنا چاہیئے جو رکن یمانی کی جانب ہے تاکہ تمام بدن حجر اسود کے سامنے سے گذر جائے اور جن لوگوں کے نزدیک حجر اسود کے سامنے سے تمام بدن کا گذرنا شرط ہے ان کے اختلاف سے بچ جائے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حجر اسود کی طرف رخ کرکے اس طرح کھڑا ہو کہ تمام حجر

اسود اپنی طرف رہے پھر اسی جانب رخ کئے ہوئے چلے یہاں تک کہ حجرِ اسود سے آگے بڑھ جائے اور جب اس سے گذر جائے تو پیچھے ہٹ کر خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کیجانب کرے اور یہ حکم صرف طواف شروع کرنے کے وقت ہے (فتح القدیر فی فروع الطواف) اور اگر بائیں جانب سے طواف شروع کیا تو جائز ہے لیکن اس کا یہ فعل برا ہوگا (سراج الوہاج)

اضطباع کی تعریف

یہ ہے کہ اوڑھنے کی چادر کا ایک پلو بائیں کاندھے پر ڈالے اور پھر چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر دوسرا پلو بھی بائیں کاندھے کے اوپر ڈالے، داہنا کاندھا کھلا ہوا ہے اور بایاں کاندھا چادر کے دونوں پلوؤں سے ڈھکا ہوا ہو (تبیین) حجرِ اسود سے شروع کر کے حجرِ اسود تک طواف کا ایک چکر ہوتا ہے (کافی) حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا ہمارے اکثر مشایخ کے نزدیک سنت ہے اور اگر کسی اور جگہ سے طواف شروع کیا تو جائز ہے، لیکن اس کا یہ فعل مکروہ ہوگا (محیط سرخسی) خانہ کعبہ کا طواف حطیم کے باہر سے کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اگر اس خالی جگہ میں داخل ہوگیا، جو حطیم اور بیت اللہ کے درمیان ہے تو طواف جائز نہ ہوگا (ہدایہ) اور دوبارہ طواف کرنا پڑے گا، پھر اگر اس نے صرف حطیم کا طواف کیا، تب بھی جائز ہے (اختیار شرح مختار) طواف کرتے ہوئے جب حجرِ اسود کے سامنے آئے تو اگر کسی شخص کو تکلیف پہنچائے بغیر بوسہ دے سکتا ہے تو بوسہ دے ورنہ حجرِ اسود کی طرف رخ کرے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور حجرِ اسود کے بوسہ دینے پر طواف ختم کرے (ہدایہ) اگر حجرِ اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع کیا اور اسی پر ختم کیا اور اس کے درمیان کے اشواط (چکروں) میں حجرِ اسود کو بوسہ دیا تو جائز ہے، اور اگر طواف کے کسی بھی چکر میں بوسہ نہ دیا تو اس کا یہ فعل برا شمار کیا جائیگا (شرح طحاوی) ظاہر روایت کے مطابق رکن یمانی کو بھی بوسہ دینا بہتر ہے (کافی) اور اگر رکنِ یمانی کو بوسہ نہ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، رکنِ عراقی اور رکنِ شامی کو بوسہ نہ دے (محیط سرخسی) طواف کے پہلے تین چکروں میں ذرا اکڑ کر چلے اور باقی چار چکروں میں اپنی اصلی حالت پر چلے (کافی) جس طواف کے بعد سعی ہے اس میں اکڑ کر چلنے کا حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اکڑ کر چلنے کے معنی یہ ہیں کہ جلد جلد چلے اور اپنے دونوں کاندھوں کو اس طرح ہلائے جس طرح ایک لڑنے والا سپاہی لڑائی کی دو صفوں کے درمیان اپنا فخر ظاہر کرنے کے لئے دونوں کاندھوں کو ہلاتا ہے اور اکڑ کر چلنا حجرِ اسود سے شروع کر کے حجرِ اسود ہی پر ختم کرے، لوگوں کی زیادہ ہجوم کی بنا پر اگر اس طرح نہیں چل سکتا تو ٹھہر جائے اور جب راستہ پائے تو اکڑ کر چلے (محیط سرخسی) طواف کے پہلے چکر میں اگر اکڑ کر نہ چلا تو اس کے بعد دو چکروں میں اکڑ کر چلے، اور اگر تینوں چکروں میں اکڑ کر چلنا یاد نہ رہا تو باقی چار چکروں میں اکڑ کر نہ چلے، اور اگر طواف کے ساتوں چکروں میں اکڑ کر چلا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (بحر الرائق) اگر اس طواف کے بعد سعی (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا) نہیں کرتا اور طواف زیارت تک اس کو مؤخر کر دیتا ہے تو اس طواف میں اکڑ کر نہ چلے (تبیین) اس طواف کو طواف قدوم، طواف تحیۃ اور طواف لقا کہتے ہیں، مکہ کے رہنے والوں کے لئے طواف قدوم نہیں ہے (کافی)

محرم پہلے مکہ میں داخل نہ ہوا بلکہ عرفات چلا گیا اور وقوف کر لیا تو طواف قدوم اس سے ساقط ہو جائے گا (ہدایہ) طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر آئے اور اس جگہ دو رکعتیں پڑھے اور اگر لوگوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے اس جگہ دو رکعتیں نہ پڑھ سکا تو مسجد میں جہاں جگہ ملے وہاں پڑھ لے (ظہیریہ) اور اگر مسجد سے باہر دو رکعتیں پڑھیں تب بھی جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) ہمارے نزدیک دونوں رکعتیں واجب ہیں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اگر ان دونوں رکعتوں کے بدلے فرض نماز ادا کریں تو ہمارے نزدیک جائز نہیں (زاہدی) نماز کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو کر ان چیزوں کی دعا مانگے جو اس کے دین یا دنیا سے متعلق ہیں (تبیین) طواف کی دو رکعتیں ایسے وقت میں ادا کرے، جس وقت میں نفل کا پڑھنا مباح ہو (شرح طحاوی) دو رکعتیں پڑھنے کے بعد صفا اور مروہ پر جانے سے پہلے زم زم پر آئے اور اس کا پانی خوب پیٹ

بھر کر پئے، اور باقی کنوئیں میں ڈال دے اور یہ دعا پڑھے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اے اللہ میں تجھ سے فراخ رزق، علم نافع اور ہر بیماری سے شفا طلب کرتا ہوں،

پھر صفا پر جانے سے پہلے ملتزم[1] پر آئے (فتح القدیر) اور جب صفا و مروہ پر سعی کرنے کا ارادہ کرے، تو پہلے حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے (تبیین) اگر ممکن ہو تو بوسہ دے اور اگر نہ ہو سکے تو حجرِ اسود کی طرف رخ کرکے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے اور اگر اس طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ نہیں ہے، تو طواف کی دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد حجرِ اسود کی طرف نہ جائے (فتاویٰ قاضی خاں)

قاعدہ کلیہ اس میں اصل یہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی کرے، تو طواف کی دو رکعتوں کے بعد حجرِ اسود کو دوبارہ بوسہ دے اور جس طواف کے بعد سعی نہ کرے تو دوبارہ حجرِ اسود کو بوسہ نہ دے (ظہیریہ)، اس کے بعد صفا پر جائے اور باب الصفا سے نکلنا افضل ہے اور باب الصفا باب بنی مخزوم کو کہتے ہیں، ادھر سے جانا ہمارے نزدیک سنت نہیں ہے اور اگر کسی اور طرف سے نکلا تو جائز ہے (جوہرہ نیرہ)، باہر نکلتے ہوئے پہلے بایاں پیر بڑھائے (تبیین) پہلے صفا کی طرف جائے اور اس پر چڑھے، صفا اور مروہ پر چڑھنا سنت ہے اگر صفا اور مروہ پر نہ چڑھا تو اس کا یہ فعل مکروہ ہوگا (محیط سرخسی) اس قدر چڑھے کہ بیت اللہ سامنے نظر آنے لگے (ہدایہ) بیت اللہ کی طرف رخ کرکے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہے (ظہیریہ) لا الٰہ الا اللہ کہے اللہ کی مدح و توصیف بیان کرے، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں اور حاجتیں طلب کرے (محیط سرخسی) دعا کے وقت دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے (سراج الوہاج) پھر نیچے اتر کر مروہ کی طرف اپنی اصل رفتار پر چلے اور جب دو سبز ستون نظر آئیں تو دوڑ کر چلے اور جب ان سے آگے بڑھ جائے تو پھر اپنی رفتار پر چلے، اور مروہ پر پہنچ جائے اور اس پر چڑھ جائے یہاں بھی اسی طرح قبلہ رخ کھڑے ہو کر الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ ثنا اور درود شریف پڑھے یہاں بھی تمام افعال وہی کرے جو صفا پر کئے تھے اسی طریقہ پر صفا اور مروہ کے درمیان سات پھیرے پورے کرے، صفا سے شروع کرے، اور مروہ پر ختم کرے اونچے کی زمین میں سبز ستونوں کے پاس ہر مرتبہ دوڑ کر چلے (محیط سرخسی) صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہوتا ہے، یہی مختار ہے (سراجیہ) یہی صحیح ہے (شرح طحاوی) اور اگر اس کے برعکس سعی کی یعنی مروہ سے شروع کی تو ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک اس کا اعتبار کیا جائے گا لیکن اس کا یہ فعل مکروہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ پہلے پھیرے کا اعتبار نہ ہوگا (ذخیرہ) صفا اور مروہ کے درمیان جو سعی ہوتی ہے اس میں شرط یہ ہے کہ طواف کے بعد ہو، یہاں تک کہ اگر ایک شخص نے پہلے سعی کی اور بعد میں طواف کیا تو اگر مکہ میں ہے تو دوبارہ سعی کرے، اگر احرام سے باہر ہو جانے کے بعد سعی کی تو بالاتفاق جائز ہے اسی طرح حج کے مہینوں کے بعد اگر سعی کی تب بھی جائز ہے، سعی جنابت اور حیض کی حالت میں بھی کی جا سکتی ہے (محیط سرخسی)

قاعدہ کلیہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ حج سے متعلق جو عبادت مسجد سے باہر ادا ہوتی ہے اس میں طہارت شرط نہیں ہے، جیسے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، عرفہ اور مزدلفہ میں قیام کرنا، اور جمرات پر کنکریاں مارنا وغیرہ وغیرہ، اور جو عبادت مسجد میں

---

[1] حجرِ اسود اور باب کعبہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب بیت اللہ شریف کی دیوار کا جو حصہ ہے وہ ملتزم کہلاتا ہے یہ دعا کی مقبولیت کا خاص مقام ہے یہ وہ مقام ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح لپٹ جاتے تھے جس طرح بچہ ماں کے سینے سے لپٹ جاتا ہے۔

ہوتی ہے اس میں طہارت شرط ہے اور طواف مسجد میں ادا ہوتا ہے (شرح طحاوی) جس شخص نے صرف حج کا احرام باندھا ہے اس کے لئے طواف قدوم کرنے کے بعد افضل یہ ہے کہ سعی نہ کرے اور طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر آٹھویں تاریخ کو یا اس سے پہلے کسی شخص نے حج کا احرام باندھا تو افضل یہ ہے کہ منیٰ میں جانے سے پہلے طواف اور سعی کرے، لیکن اگر آٹھویں تاریخ زوال کے بعد کسی نے احرام باندھا تو یہ حکم نہیں ہے (محیط سرخسی)

ایک شخص طواف یا سعی کر رہا تھا کہ نماز کی اقامت شروع ہو گئی، تو طواف اور سعی چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جسقدر طواف اور سعی باقی ہے ادا کرے (فتح القدیر) اور اسی طرح اگر جنازہ آگیا تو سعی چھوڑ کر پہلے نماز پڑھے اور پھر جسقدر سعی باقی ہے ادا کرے (فتح القدیر) طواف اور سعی میں خرید و فروخت کی باتیں کرنا مکروہ ہیں (تاتارخانیہ) سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ میں احرام کی حالت میں آٹھویں تاریخ تک ٹھیرا رہے، جو چیزیں احرام کی حالت میں ممنوع ہیں ان میں سے کوئی چیز اس کے لئے جائز نہ ہوگی۔ مکہ کے قیام کے زمانہ میں جتنی بار موقع ملے بیت اللہ کا طواف کرے یہ طواف کے سات پھیرے ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں) ان ایام میں بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد سعی نہ کرے (محیط) طواف کے ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں ایسے وقت ضرور پڑھے جن میں نفل پڑھنا جائز ہے (شرح طحاوی) ایک طواف کے سات پھیرے کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھے بغیر حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دوسرا طواف شروع نہ کرے خواہ جفت مرتبہ طواف کر کے چھوڑا ہو، یا طاق مرتبہ (سراج الوہاج) مسافروں کے لئے نفلی طواف نفلی نماز سے افضل ہے اور اہلِ مکہ کے لئے نفل نماز اولیٰ ہے (شرح طحاوی) (بحر الرائق) طواف کے وقت اللہ کا ذکر کرنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے (سراجیہ) آٹھویں تاریخ سے ایک دن پہلے امام خطبہ پڑھے، جس میں لوگوں کو منیٰ کی طرف جانے اور عرفات میں نماز پڑھنے اور وقوف کے احکام سکھائے،

حج میں تین خطبے ہیں

پہلا خطبہ یہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا، دوسرا خطبہ نویں تاریخ کو میدان عرفات میں ہوتا ہے اور تیسرا خطبہ گیارھویں تاریخ کو منیٰ میں ہوتا ہے، تینوں خطبوں میں ایک ایک دن کا فصل ہے (ہدایہ) عرفہ کے خطبہ کے علاوہ جو دو خطبے ہیں، ان میں سے ہر خطبہ منفرد اور مستقل ایک ہی خطبہ ہے اس لئے ان کے درمیان نہ بیٹھے، لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ درحقیقت دو خطبے ہیں، اس لئے اس کے درمیان بیٹھے، امام عرفہ کے دن زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھے اور بقیہ دونوں خطبے زوال کے بعد اور ظہر کی نماز کے بعد پڑھے (تبیین)

منیٰ کی طرف روانگی

آٹھویں تاریخ کو صبح کی نماز اور سورج نکلنے کے بعد سب لوگوں کے ساتھ منیٰ جائے (فتاویٰ قاضی خاں) یہی صحیح ہے اگر سورج نکلنے سے پہلے منیٰ چلا گیا تو جائز ہے، لیکن سورج نکلنے کے بعد جانا اولیٰ ہے (بدائع)، ہر مقام پر تلبیہ کا ورد کثرت کے ساتھ جاری رہے، خواہ مکہ میں ہو، یا مسجدِ حرام میں ہو یا کسی اور جگہ ہو، مکہ سے نکلتے ہوئے تلبیہ پڑھے جو دعائیں مناسب سمجھے کرے اور لا الٰہ الا اللہ کہے (تبیین)، رات کو منیٰ میں قیام کرے اور یہیں صبح کی نماز عرفہ کے دن اندھیرے میں پڑھے پھر عرفات چلا جائے، ایک شخص نے آٹھویں تاریخ کو ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی، پھر وہاں سے نکلا اور رات کو منیٰ میں قیام کیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر رات بھی مکہ میں گذار دی اور عرفہ کے دن صبح کی نماز بھی مکہ میں پڑھی پھر منیٰ ہوتا ہوا عرفات چلا گیا تب بھی جائز ہے لیکن اس کا یہ فعل مکروہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی باقی نہیں رہتی، آٹھویں تاریخ کو اگر جمعہ کا دن ہو تو زوال سے پہلے پہلے منیٰ جا سکتا ہے اس لئے کہ ابھی تک جمعہ واجب نہیں ہوا اور زوال کے بعد چونکہ جمعہ واجب ہو جاتا ہے اس لئے جمعہ کی نماز ادا کئے بغیر منیٰ نہ جائے (تبیین)

جبلِ رحمت کے قریب وقوف کی فضیلت

جب عرفات میں پہنچ جائے تو جہاں چاہے قیام کرے (فتاویٰ قاضی خاں) لیکن جبل رحمت کے قریب قیام کرنا افضل ہے (تبیین) راستہ میں نہ اترے تاکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو (محیط) سورج کے زوال کے بعد اگر چاہے تو غسل کرے اس وقت امام ممبر پر چڑھے اس کے بعد مؤذن اذان دے (محیط سرخسی) یہی ظاہر مذہب ہے یہی صحیح ہے (بحر الرائق) پھر اذان کے بعد امام کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے۔ جیسے جمعہ کے خطبہ میں جلسہ کیا کرتا ہے (محیط سرخسی) بیٹھ کر خطبہ پڑھا تب بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا افضل ہے اگر خطبہ نہ پڑھا یا زوال سے پہلے پڑھ دیا تو جائز ہے لیکن اس کا یہ فعل برا شمار کیا جائے گا (جوہرہ نیرہ) اس خطبہ میں امام لوگوں کو وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ، اور عرفات سے مزدلفہ جانے کے مسائل نیز قربانی کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے، قربانی اور سر کے بال منڈوانے، طواف زیارت اور قربانی کے دوسرے دن تک کی تمام احکام سکھلائے (غایہ سروجی شرح ہدایہ) خطبہ دینے کے بعد امام نیچے اتر جائے۔ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائے، یہاں امام ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھے گا، ان دونوں نمازوں میں جہر نہ کرے (محیط سرخسی) دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل نہ پڑھے، اگر نفل پڑھی تو مکروہ ہے اور ظاہر روایت کے مطابق دوبارہ عصر کی اذان کہے (کافی) اسی طرح دونوں نمازوں کے درمیان اگر کسی اور عمل میں مشغول ہوگیا، مثلاً کوئی چیز کھائی پی تو عصر کی اذان دوبارہ کہے (سراج الوہاج)

دو وقت کی نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کی شرائط

پھر دونوں نمازوں کو جمع کرنے یعنی عصر کو اپنے وقت سے مقدم کرنے اور ظہر کے وقت میں ادا کرنے کے لئے چند شرائط ہیں (۱) ایک شرط یہ ہے کہ عصر کی نماز ظہر کے جائز وقت میں ادا کی جائے (بدائع) پس اگر ایک شخص نے ظہر کی نماز زوال سے پہلے پڑھ لی اور اسے یہ خیال تھا کہ سورج ڈھل چکا ہے اور اس کے بعد عصر کی نماز پڑھی، تو استحساناً خطبہ اور دونوں نمازیں دوبارہ پڑھے (محیط سرخسی)

(۲) ایک شرط یہ ہے کہ عرفہ کا دن ہو، یعنی ذالحجہ کی نویں تاریخ ہو (۳) ایک شرط یہ ہے کہ میدان عرفات ہو (کفایہ) (۴) ایک شرط یہ ہے کہ حج کا احرام ہو، فقہاء نے کہا ہے کہ دونوں نمازوں کے ادا کرنے کے وقت حج کا احرام ہونا چاہیئے، یہاں تک کہ اگر ظہر پڑھتے وقت عمرہ کا احرام تھا اور عصر ادا کرنے کے وقت حج کا احرام تھا تو دونوں نمازوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) ایک روایت کے مطابق یہ ضروری ہے کہ حج کا احرام زوال سے پہلے پہلے باندھ لے تاکہ احرام جمع وقت سے مقدم ہو جائے اور دوسری روایت یہ ہے کہ نماز سے پہلے پہلے احرام باندھ لینا کافی ہے اس لئے کہ مقصود نماز ہے (ہدایہ) یہی صحیح ہے (بحر الرائق)

(۵) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں جماعت شرط ہے، اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جماعت شرط نہیں ہے، پس اگر تنہا ایک شخص نے ظہر کی نماز اپنے سامان کے پاس پڑھ لی تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عصر کی نماز عصر ہی کے وقت میں ادا کرے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک۔۔۔ اکیلا نماز پڑھنے والا بھی جمع کر سکتا ہے (ہدایہ) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول صحیح ہے (زاد) اگر دونوں نمازیں امام کے ساتھ فوت ہو گئیں، یا دونوں میں سے ایک فوت ہوئی، تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق عصر کی نماز اپنے وقت میں پڑھی، وقت سے پہلے ادا کرنا جائز نہ ہوگا (شرح طحاوی) یہ ضروری نہیں ہے کہ ظہر کی تمام رکعتیں جماعت سے ملیں (بحر الرائق) پس اگر امام کے ساتھ دونوں نمازوں میں سے ایک رکعت یا کچھ نماز ملی تو بالاتفاق جمع کرنا جائز ہے (جوہرہ نیرہ) اگر مقتدی امام کے پیچھے سے بھاگ گئے اور

اس نے دونوں نمازیں تنہا پڑھیں تو جائز ہے، اس مسئلہ میں کوئی قید ذکر نہیں کی گئی ہے، حالاں کہ مسئلہ کی نوعیت کچھ اس طرح کی ہے کہ اگر مقتدی نماز شروع کرنے کے بعد بھاگ گئے تو بالاتفاق جمع کرنا جائز ہے، اور اگر نماز شروع کرنے سے پہلے بھاگ گئے تو اس میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے کہا ہے، کہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جمع کرنا جائز ہے اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں نمازوں کو جمع کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ سب حضرات کے نزدیک جمع کرنا جائز ہے (محیط سرخسی)

اگر امام کا ظہر کی نماز میں وضو ٹوٹ گیا اور اس نے کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنایا، تو خلیفہ دونوں نمازوں کو جمع کرے اور اگر امام اس وقت حاضر ہوا جب خلیفہ عصر کی نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو امام عصر کی نماز عصر ہی کے وقت میں ادا کرے اور اس کے لئے دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز نہیں ہے (تبیین) خطبہ دینے کے بعد اگر امام کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے کسی دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا حالاں کہ وہ شخص خطبہ میں حاضر نہ تھا تو وہ دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھا سکتا ہے، اگر امام نے کسی کو حکم نہیں دیا تھا اور ایک شخص خود بخود آگے بڑھ گیا اور اس نے دونوں نمازیں پڑھائیں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق جائز نہیں ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک امام یا امام کا قائم مقام جمع بین الصلوٰتین کے جائز ہونے کے لئے شرط ہے، اور اگر آگے بڑھنے والا شخص صاحبِ حکومت تھا، جیسے قاضی یا والی شہر یا ان کے علاوہ کوئی اور شخص تو بالاتفاق جائز ہے (شرح طحاوی)

(۲) جمع بین الصلوٰتین میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سب سے بڑے امام کا یا اس کے نائب کا ہونا بھی شرط ہے (جوہرہ نیرہ) پس اگر ایک شخص نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن امیر یا اس کا نائب نہ تھا اور عصر کی نماز امیر کے ساتھ پڑھی، تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عصر کی نماز جائز نہ ہوگی، یہی قول صحیح ہے (بدائع) اگر سب سے بڑے امام یعنی خلیفہ کا انتقال ہو گیا، تو اس کا نائب یا حاکمِ شہر دونوں نمازوں کو جمع کرے، اور اگر خلیفہ کا کوئی نائب یا حاکمِ شہر نہیں ہے تو ہر نماز کو اپنے اپنے وقت میں ادا کریں (تبیین) امام جب عصر کی نماز سے فارغ ہو جائے تو موقف کی طرف چلا جائے (محیط)

موقف کسے کہتے ہیں

بطنِ عرنہ کے علاوہ عرفات کا تمام میدان موقف کہلاتا ہے (کنز) جہاں مناسب سمجھے قیام کرے (فتاویٰ قاضی خاں)

وقوفِ عرفات کی دو شرطیں

عرفات کے وقوف اور قیام میں دو چیزیں شرط ہیں (۱) عرفات کے میدان میں وقوف ہو (۲) عرفہ کا دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہو، وقوف عرفات میں کھڑا ہونا شرط ہے اور نہ واجب یہاں تک کہ اگر ایک شخص بیٹھا رہا تو جائز ہے اسی طرح اس میں نیت بھی شرط نہیں ہے (بحر الرائق) قبلہ رو کھڑا ہونا افضل ہے (محیط) سورج کی غروب ہونے تک میدان عرفات میں وقوف کرنا واجب ہے۔

وقوفِ عرفات کی سنتیں

وقوفِ عرفات میں یہ چیزیں سنت ہیں داخل ہیں (۱) غسل کرنا (۲) دو خطبوں کا ہونا (۳) ظہر اور عصر کی نمازوں کو ظہر کے جائز وقت میں ادا کرنا (۴) دونوں نمازوں کے فارغ ہونے کے بعد جلدی سی اپنے قیام کی طرف چلا جانا (۵) نویں تاریخ کو روزہ نہ رکھنا (۶) باوضو رہنا (۷) سواری کے اوپر وقوف کرنا (۸) امام کے قریب وقوف کرنا (۹) دل کا حاضر ہونا (۱۰) جن چیزوں سے دعا میں جی بٹتا ہے ان باتوں سے خالی ہونا۔

میدانِ عرفات میں کسی ایسی جگہ پر وقوف نہ کرنا چاہیئے جو قافلے والوں کی راہ گذر ہو، تاکہ ان لوگوں سے کسی قسم کا جھگڑا نہ ہونے پائے سیاہ پتھروں کے پاس وقوف کرنا چاہیئے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے اگر وہاں وقوف نہ کر سکا تو حتی الامکان اس کے قریب کوئی جگہ ہو (بحر الرائق) حائضہ اور جنبی کا وقوف کرنا، اسی طرح اس شخص کا وقوف کرنا جو جمع بین الصلوٰتین نہ کر سکا

جائز ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آتا (محیط سرخسی)، ہاتھوں کو کشادہ کر کے اٹھائے، اور قبلہ کی طرف رُخ کرے جس طرح کسی کو پکارنے والا اس کی طرف ہاتھ اور منہ سے متوجہ ہوتا ہے (بدائع) الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد رکھے، درود شریف پڑھے اور دعائیں مانگے لوگوں کو حج کے احکام سکھلائے، کوشش اور محنت کے ساتھ دعا طلب کرے، بار بار تلبیہ پڑھتا رہے (کافی) اپنے لئے والدین کے لئے اور سب مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لئے بار بار استغفار پڑھے (ظہیریہ) اسی طرح سورج کے غروب ہونے تک حضورِ قلب اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ تلبیہ لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ، ثنا اور درود شریف پڑھتا رہے اور اپنی حاجتوں اور مرادوں کے لئے دعائیں مانگے (مضمرات) ہمارے اصحاب کے نزدیک میدانِ عرفات کے لئے کوئی خاص دعا متعین نہیں ہے، جو دعا مناسب سمجھے مانگے (بدائع)

میدانِ عرفات میں اکثر یہ دعا پڑھنی چاہیئے،

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر۔ لا نعبد الا ایاہ ونعرف ربا سواہ اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری اللھم ھذا مقام المستجیر العائذ من النار اجرنی من النار بعفوک وادخلنی الجنۃ برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم انی ھدیتنی الاسلام فلا تنزعہ عنی ولا تنزعنی عنہ حتی تقبضنی وانا علیہ (محیط سرخسی)

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے سلطنت اور مدح و توصیف ہے وہ زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے وہ زندہ ہے اس پر موت طاری نہیں ہوتی، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ کسی کو معبود نہیں جانتے، اے اللہ میرے دل میں نور میرے کانوں میں نور میری آنکھوں میں نور عطا فرما، اے اللہ میرا سینہ کشادہ کر دے اور میرا معاملہ آسان کر دے، اے اللہ یہ فریاد کرنے والے اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگنے والے کا مقام ہے، مجھکو معاف کر کے دوزخ کی آگ سے بچا اور جنت میں اپنی رحمت کے ساتھ داخل کر، اے ارحم الراحمین، اے اللہ جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے، تو اس کو مجھ سے نہ نکال، اور نہ مجھکو اس سے خارج کر، یہانتک کہ تو میری روح قبض کرے اور میں اسی پر ہوں

پست آواز سے دعا کرنا سنت ہے (جوہرہ نیرہ) عرفہ میں وقوف کا وقت سورج ڈھلنے سے دسویں تاریخ کی طلوع فجر تک باقی رہتا ہے، اس وقت میں جو شخص بھی عرفات میں آگیا خواہ اس سے واقف ہو یا ناواقف ہو، سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو، افاقہ کی حالت میں ہو یا جنون میں ہو یا بے ہوش ہو، وہاں پر وقوف کرے یا گذرتا ہوا چلا جائے، اور وہاں نہ ٹھیرے تو وہ حج کا پانے والا شمار کیا جائے گا اور اس کے بعد حج فاسد نہیں ہوتا (شرح طحاوی) اور جس شخص نے اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں وقوف کیا تو وہ حج کا پانے والا شمار کیا جائے گا (لیکن اگر ذی الحجہ کے چاند میں شبہ ہو گیا تھا اور لوگوں نے ذی قعدہ کا مہینہ پورے تیس دن کا شمار کیا پھر ظاہر ہوا کہ جس روز وقوف کیا تھا وہ قربانی کا دن تھا تو استحساناً اس کا وقوف جائز ہے اور قیاس کے لحاظ سے اس کا وقوف جائز نہیں ہے اور اگر ظاہر ہوا کہ جس دن وقوف کیا تھا وہ آٹھویں تاریخ تھی تب بھی یہی حکم ہے (یعنی استحساناً اس کا وقوف جائز ہے (فتاوی قاضی خاں)

اگر دسویں تاریخ یعنی قربانی کے پہلے دن کی طلوع فجر تک عرفات میں حاضر نہ ہو سکا تو اس کا حج فوت ہو جائے گا اور حج کے افعال اس سے ساقط ہو جائیں گے اور جو احرام اس نے حج کے لئے باندھا ہے وہ عمرہ کا ہو جائے گا اس کو چاہیئے کہ عمرہ کے افعال پورے کر کے احرام سے باہر ہو جائے اور آئندہ سال حج کی قضا اس پر واجب ہو گی (شرح طحاوی)

حج کی راتیں گذرے ہوئے دن کے تابع ہوتی ہیں

جتنی راتیں ہیں وہ اگلے دن کے تابع ہوتی ہیں، گذرے ہوئے دن کے تابع نہیں ہوتیں، لیکن حج کی راتیں گذرے ہوئے دن سے متعلق ہوتی ہیں، اگلے دن سے متعلق نہیں ہوتیں، عرفہ کی رات آٹھویں تاریخ سے متعلق ہے، اس لئے کہ اس رات میں وقوفِ عرفات جائز نہیں ہے جس طرح آٹھویں تاریخ میں وقوفِ عرفہ جائز نہیں اور قربانی کے پہلے دن یعنی دسویں تاریخ کی رات عرفہ کے دن سے متعلق ہے اس لئے کہ اس میں وقوف عرفہ کر سکتا ہے، جس طرح کہ عرفہ کے دن وقوف کیا جاتا ہے، اسی طرح اس شب میں قربانی جائز نہیں ہے، جس طرح عرفہ کے دن جائز نہیں (محیط سرخسی)

مزدلفہ کو روانگی

جب سورج غروب ہو جائے تو امام اور اس کے ساتھ سب لوگ اسی ہیئت سے مزدلفہ آجائیں (ہدایہ) اپنی حالت اور ہیئت پر چلنا افضل ہے اگر خالی جگہ پائے تو لپک کر چلے (تبیین) امام کے ساتھ روانہ ہونا چاہیئے امام سے پہلے نہ چلے، لیکن اگر امام نے سورج کے غروب ہونے کے بعد تاخیر کی تو لوگ اس سے پہلے جا سکتے ہیں اس لئے کہ وقت داخل ہو چکا ہے (اختیار شرح مختار) راستہ میں اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اور الحمد للہ پڑھتے ہوئے جائیں اور بار بار تلبیہ اور استغفار کا ورد رکھیں (تبیین) اگر ایک شخص لوگوں کے ازدہام کے خوف سے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی وقوف کی جگہ سے چل کھڑا ہوا لیکن عرفات کے حدود سے سورج غروب ہونے سے پہلے نہ نکلا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (محیط) اور افضل یہ ہے کہ اسی جگہ ٹھیرا رہے تاکہ وقوف کی جگہ سے مزدلفہ کو روانگی وقت سے پہلے عمل میں نہ آئے اس لئے کہ اس میں سنت کی مخالفت ہے (تبیین) اگر سورج غروب ہونے اور امام کے روانہ ہونے کے بعد ازدہام کے خوف سے کچھ دیر وہاں ٹھیرا رہا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (ہدایہ) اگر ایک شخص نے مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد اور مزدلفہ میں آنے سے پہلے پڑھ لی تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک مزدلفہ میں آکر دوبارہ پڑھے اور اسی طرح اگر عشاء کا وقت راستہ میں شروع ہو گیا تھا، اور عشاء کی نماز راستہ ہی میں ادا کر لی تو مزدلفہ پہنچ کر اس کو پھر دوبارہ پڑھے اور اگر دونوں نمازوں کو دوبارہ پڑھنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھ لی تو سب حضرات کے قول کے مطابق یہ دونوں نمازیں جائز ہو جائیں گی (شرح طحاوی) اگر مزدلفہ پہنچنے سے پہلے فجر کے طلوع ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے مغرب اور عشاء کی نمازیں راستہ میں ادا کر لیں تو جائز ہے (تبیین) اگر مزدلفہ میں پہنچنے کے بعد عشاء کی نماز مغرب سے پہلے پڑھ لی تو مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد عشاء کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر عشاء کی نماز دوبارہ نہیں پڑھی اور فجر طلوع ہو گئی تو عشاء کی نماز جائز ہو جائے گی (ظہیریہ) مزدلفہ میں پیادہ پا پہنچنا مستحب ہے (تبیین) جب مزدلفہ میں آجائیں تو جہاں مناسب سمجھیں قیام کریں، راستہ میں قیام نہ کریں (محیط سرخسی)

جبل قزح کے قریب اترنا افضل ہے

مزدلفہ میں اس پہاڑی کے قریب اترنا افضل ہے، جس کو "قزح" کہتے ہیں (فتاوی قاضی خاں)

عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرے

پھر جب عشاء کا وقت ہو جائے تو مؤذن اذان دے اور اقامت (تکبیر) کہے اور امام مغرب کی نماز عشاء کی وقت میں پڑھائے، پھر اسی اذان و اقامت سے عشاء کی نماز ہمارے تینوں اصحاب کے قول کے مطابق پڑھائے (بدائع) دونوں نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھے اور اگر نفل پڑھی یا کسی اور کام میں مشغول ہو گیا تو دوبارہ اقامت کہے، اس مقام پر دونوں نمازوں کو جمع کرنے کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماعت شرط نہیں ہے (کافی) چنانچہ اگر ایک شخص نے مغرب اور عشاء کی نمازیں اکیلے جمع کیں تو جائز ہے اس کے برخلاف عرفہ میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرنا حضرت امام ابو حنیفہ رح کے اصول کے مطابق جماعت

کے بغیر جائز نہیں ہے، لیکن مزدلفہ میں بھی امام اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا افضل ہے (ایضاح) امام محبوبیؒ نے ذکر کیا ہے، کہ مزدلفہ میں نمازوں کو جمع کرنے کے لئے خطبہ، سلطان، جماعت اور احرام وغیرہ کا ہونا شرط نہیں ہے (کفایہ) جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو جائے تو رات مزدلفہ ہی میں گذارے (محیط) تمام رات نماز، تلاوت قرآن شریف، اذکار، اور نہایت خشوع وخضوع اور عاجزی کے ساتھ دعاؤں میں گذارے (تبیین) اگر مزدلفہ میں رات نہ گذاری اور طلوع فجر کے بعد وہاں سے گذرتا ہوا چلا گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا لیکن ترک سنت کی قباحت لازم آئے گی (بدائع) جب فجر طلوع ہو جائے تو امام فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھائے پھر وقوف کرے اور لوگ اس کے ساتھ وقوف کریں (قدوری) لوگ امام کے پیچھے وقوف کریں، یا جہاں مناسب سمجھیں وہاں وقوف کریں (محیط سرخسی) افضل یہ ہے کہ لوگ امام کے پیچھے جبل قزح پر وقوف کریں (شرح طحاوی) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر تلبیہ اور درود پڑھے (زاد) اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے اور اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگے (محیط) بطن محسر کے علاوہ مزدلفہ میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) جب وادی محسر میں پہنچے تو اگر پیدل چل رہا ہے وہاں سے تیزی سے گذر جائے اور اگر سوار ہے تو ایک تیر کی مقدار سواری کو تیز چلائے (کرمانی)، اس پر اجماع ہے (غایۃ السروجی، شرح ہدایہ)

مزدلفہ میں وقوف کا وقت

فجر کے طلوع ہونے سے خوب روشنی ہو جانے تک رہتا ہے اور سورج کے طلوع ہونے کے بعد اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اگر اس وقت وقوف کیا یا گذرتا ہوا نکل گیا تو جائز ہے (جیسے عرفہ کے وقوف کا حکم ہے)، اور اگر اس وقت سے پہلے یا بعد میں وقوف کیا تو جائز نہیں ہے (تبیین) اگر طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ کی حدود سے نکل گیا تو وقوف چھوڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی، لیکن اگر وہ بیمار یا مریض تھا یا ضعیف تھا اور لوگوں کے ازدہام کے خوف سے رات ہی میں وہاں سے چلا گیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (سراج الوہاج)

منیٰ کی طرف واپسی

جب خوب روشنی ہو جائے تو سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے چل پڑیں اور منیٰ میں آ جائیں (زاد) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ روشنی خوب ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ سورج نکلنے میں صرف اتنی دیر ہو کہ دو رکعتیں پڑھ سکے تب وہاں سے چلنا چاہیئے (محیط) اگر امام سورج نکلنے کے بعد چلا، یا لوگوں کو فجر کی نماز پڑھانے سے پہلے چلا تو اس کا یہ فعل برا شمار کیا جائے گا اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (بدائع)

جمرہ عقبہ کی رمی

پھر جمرہ عقبہ پر زوال سے پہلے آئے اور یہاں نیچی زمین میں پہنچ کر ٹھیکرے کی کنکریوں کے برابر سات کنکریاں نیچے سے اوپر کو پھینکے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے، اس روز جمرہ عقبہ کے علاوہ اور کسی جمرہ پر کنکریاں نہ پھینکے اور وہاں وقوف نہ کرے (شرح طحاوی)، اگر اللہ اکبر کے بدلے سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہا تو جائز ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے (بدائع)

تلبیہ کب موقوف کرے

صحیح روایت کے مطابق پہلی کنکری پھینکنے پر تلبیہ موقوف کر دے (فتاویٰ قاضی خاں)، مفرد حج کرنے والے، تمتع کرنے والے، اور قران کرنے والے میں کچھ فرق نہیں ہے (یعنی سب کا یہی حکم ہے کہ جمرہ عقبہ پر کی پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کر دیں اور عمرہ کرنے والا حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد تلبیہ موقوف کر دیں، اور جس شخص سے حج فوت ہو گیا اگر اس نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو طواف شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کر دے اور اگر وہ شخص قارن تھا تو دوسرا طواف شروع کرنے پر تلبیہ موقوف کرے اور جو شخص کسی مانع کی وجہ سے حج نہ کر سکا وہ جب قربانی ذبح کرے اس وقت تلبیہ موقوف کرے اگر حج کرنے والے نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکنے سے پہلے سر کے بال منڈائے تو اسی وقت تلبیہ موقوف کر دے، اور اگر کنکریاں پھینکنے اور سر کے بال

مونڈوانے اور ذبح سے پہلے بیت اللہ شریف کی زیارت کرلی، تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اسی وقت سے تلبیہ موقوف کرے (محیط سرخسی) پھر منیٰ کی طرف واپس چلا جائے اور اگر اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو تو ذبح کرے اور اگر نہ ہو تو صرف حج کرنے والے کے لئے کوئی حرج نہیں ہے، قران اور تمتع کرنے والے شخص کے لئے قربانی ذبح کرنا ضروری ہے، پھر سر کے بال منڈوائے یا کتروائے اور سر کے بال منڈوانا افضل ہے (شرح طحاوی) یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کا کسی مانع کی وجہ سے حج ملتوی نہیں ہوا اور اگر کسی مانع کی وجہ سے حج نہ کرسکا تو اس پر سر کے بال منڈوانا لازم نہیں ہے (نہر الفائق) سر کے بال منڈوانے اور کتروانے میں جو اختیار ہے یہ اس صورت میں ہے جب اسے کسی قسم کا عذر نہ ہو اور اگر سر کے بال منڈوانے میں کسی عارض کی بنا پر عذر ہو تو ایسی صورت میں بال ہی کتروائے اور اگر بال کتروانے میں عذر ہو، تو حلق یعنی سر کے بال منڈوائے، مثلاً سر پر گوند لگا ہوا تھا اور اس وجہ سے قینچی کام نہیں کرتی، اگر اس نے گوند چھڑا دیا تو کچھ بال ٹوٹ جائیں گے، حالاں کہ محرم کے لئے ان دونوں صورتوں (حلق یا تقصیر) کے علاوہ کسی اور طرح بالوں کو جدا کرنا جائز نہیں ہے تو ایسی صورت میں یہ حکم ہے کہ بال ہی منڈوائے (بحر الرائق)

بال کتروانے کی مقدار

بال کتروانے کی مقدار یہ ہے کہ عورت اور مرد چوتھائی سر کے بال ایک انگلی کی لمبائی کے بقدر اوپر سے کتروائیں (تبیین) بدائع میں ہے، فقہاء نے کہا ہے کہ ایک انگلی کی مقدار سے کچھ زائد بال کتروانے واجب ہیں اس لئے کہ عمومی طور پر بالوں کے سرے برابر نہیں ہوتے، پس ایک انگلی کی مقدار سے کچھ زائد بال کتروانے واجب ہیں تاکہ ایک انگلی کے بقدر یقینی طور پر بال کٹ جائیں (غایۃ السروجی، شرح ہدایہ) سر کے پورے بال منڈوانے افضل ہیں اس لئے کہ اس میں نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہے (کافی) سر کے بال منڈوانے کے لئے قربانی کے ایام یعنی دسویں، گیارہویں، بارھویں تاریخ متعین ہے اور پہلے دن یعنی دسویں تاریخ میں سر کے بال منڈوانے افضل ہیں (غایۃ السروجی، شرح ہدایہ)

اگر سر منڈانے کے وقت اس کے سر پر بال نہ ہوں، مثلاً اس سے پہلے سر کے بال منڈوا چکا تھا یا کسی اور وجہ سے بال نہیں ہیں، تو اصل میں مذکور ہے کہ اپنے سر پر استرہ پھروائے اس لئے کہ اگر اس کے سر پر بال ہوتے تو ایسی صورت میں دو کام ہوتے ایک سر پر استرہ چلنا اور دوسرے بال صاف ہوتے، پس جس چیز سے وہ عاجز ہے وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور جس چیز سے عاجز نہیں ہے وہ اس کے ذمے لازم رہے گی، مشایخ رحمہم اللہ کا استرہ پھروانے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اصح یہ ہے کہ استرہ پھروانا واجب ہے (محیط) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کے سر پر کچھ زخم ہیں جن کی وجہ سے استرہ نہیں پھروا سکتا اور اتنے بال نہیں ہیں جو کترے جاسکیں تو وہ اسی طرح احرام سے باہر شمار کیا جائے گا، جس طرح سر کے بال منڈوانے والے احرام سے باہر ہو جاتے ہیں اس لئے کہ وہ سر کے بال منڈوانے اور کتروانے سے عاجز ہے پس یہ دونوں چیزیں اس کو ساقط ہو جائیں گی، اور بہتر یہ ہے کہ وہ احرام سے باہر ہونے میں قربانی کے ایام میں آخر وقت تک تاخیر کرے اور اگر تاخیر نہ کی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اگر سر پر زخم نہیں ہیں لیکن وہ جنگل چلا گیا، جہاں نہ استرہ ہے اور نہ سر مونڈنے والا ہے تو یہ عذر معتبر نہ ہوگا، سر کے بال مونڈنے یا بال کتروانے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے (محیط سرخسی) اگر نورہ سے بال صاف کرے تو جائز ہے (سراج الوہاج)، سر کے بال منڈوانے میں سنت یہ ہے کہ حجام اپنی داہنی طرف سے شروع کرے سر منڈوانے والے کی جانب کا اعتبار نہیں ہے پس اس کی بائیں جانب سے ابتدا کرنی چاہیے (فتح القدیر) بالوں کو دفن کرنا مستحب ہے، سر کے بال منڈواتے ہوئے اور منڈوانے کے بعد اللہ اکبر کے ساتھ دعا مانگنا مستحب ہے۔ اگر بال پھینک دیئے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، پاخانہ میں یا نہانے کی جگہ میں بالوں کا ڈالنا مکروہ ہے (بحر الرائق) سر کے بال منڈوانے کے بعد ناخنوں اور مونچھوں کو ترشوانا اور زیر ناف کے بال صاف کرنے مستحب ہیں (غایۃ السروجی

شرح ہدایہ) داڑھی ذراسی بھی نہ کتروائے، اگر کچھ بال کتروائے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (تبیین) سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام ہوگئیں تھیں وہ حلال ہوجائیں گی. لیکن عورت سے صحبت حلال نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اسی طرح صحبت کے لوازم جیسے چھونا یا بوسہ دینا وغیرہ بھی حلال نہ ہوں گے (سراج الوہاج) فرج سے باہر جماع کرنا بھی ہمارے نزدیک حلال نہیں ہے (ہدایہ) اگر سر کے بال نہ منڈوائے، یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرلیا تو جب تک سر نہ منڈوائے گا اس کے لئے کوئی چیز حلال نہ ہوگی (تبیین)

طوافِ زیارت

پھر اگر ہوسکے تو اسی دن بیت اللہ شریف کا طواف کرے، اس طواف کا نام طوافِ زیارت ہے دوسرے اور تیسرے روز بھی یہ طواف کرسکتا ہے اس سے زیادہ مؤخر نہ کرے، حطیم سمیت سات چکر کرے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھے (فتاویٰ قاضی خاں) اس کے بعد عورت سے صحبت کرنی جائز ہے اور صحبت کا جائز ہونا طواف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ سر کے بال منڈوانے کے سبب سے ہے، چار پھیرے پورے کرنے کے بعد عورت سے صحبت کرنی جائز ہوجاتی - اس لئے کہ اس قدر طواف فرض ہے اور اس سے زائد جو پھیرے ہیں وہ واجب ہیں قربانی سے ان کا نقصان پورا کیا جاسکتا ہے، یہی صحیح ہے (تبیین) اگر بالکل ہی طواف نہ کیا تو عورت سے صحبت اس کے لئے جائز نہ ہوگی اگرچہ برسہا برس گذر جائیں، یہ حکم بالاتفاق ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اگر طوافِ زیارت بے وضو کیا، یا جنابت کی حالت میں کیا تو احرام سے نکل جائے گا اور عورت سے صحبت اس کے لئے حلال ہوجائے گی یہاں تک اگر عورت کے ساتھ صحبت کرلی تو حج فاسد نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) بیت اللہ شریف کا اگر الٹی طرف سے طواف کیا، یعنی بائیں طرف سے شروع کیا اور سات پھیرے لگا کر طواف پورا کردیا، تو یہ طواف معتبر ہوگا اور وہ احرام سے نکل جائے گا اور جب تک مکہ میں ہے اس پر دوبارہ طواف کرنا واجب ہوگا، اگر طواف کیا اور اس کا ستر اس قدر کھلا ہوا تھا جس سے نماز جائز نہیں ہوتی تو طواف ادا ہوجائے گا، اگر طوافِ زیارت ایسی حالت میں کیا کہ اس کے تمام کپڑے ناپاک ہیں تو اس طرح طواف کرنا اور ننگے طواف کرنا دونوں برابر ہیں اگر صرف اتنا کپڑا پاک ہے جس سے ستر ڈھک جاتا ہے اور باقی کپڑا ناپاک ہے تو طواف جائز ہوگا اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (ظہیریہ) یہاں تک کہ ایک شخص پر طواف واجب تھا اس نے حطیم کے باہر سے طواف نہیں کیا بلکہ اندر سے کیا اگر وہ شخص مکہ میں مقیم ہے تو دوبارہ پورا طواف کرے تاکہ ترتیب کے موافق ادا ہو اور اگر پورے طواف کا اعادہ نہیں کیا صرف حطیم کا طواف دوبارہ کرلیا تو ہمارے نزدیک جائز ہے (سراج الوہاج) اس طواف کا نام طوافِ زیارت، طوافِ رکن اور طوافِ یوم النحر بھی ہے (فتاویٰ قاضی خاں) حجۃ میں ہے اس طواف کو طوافِ واجب بھی کہتے ہیں (تاتارخانیہ)

اگر طوافِ قدوم کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرچکا ہے تو اس طواف میں (یعنی طوافِ زیارت میں) اکڑ کر نہ چلے اور سعی بھی نہ کرے اور اگر پہلے سعی نہیں کی تھی تو اس طواف میں اکڑ کر چلے اور سعی کرے (کافی) طوافِ زیارت تک سعی اور رمل (اکڑ کر چلنا) دونوں کو مؤخر کرنا افضل ہے تاکہ یہ دونوں چیزیں فرض کے ساتھ ادا ہوں سنت کے ساتھ ادا نہ ہوں (بحر الرائق)

پھر منیٰ چلا جائے اور باقی ایام جمرات پر کنکریاں پھینکنے کی وجہ سے وہیں گذارے، مکہ میں یا اس کے راستہ میں رات بسر نہ کرے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) ایامِ منیٰ میں کسی اور مقام پر رات بسر کرنا مکروہ ہے (شرح طحاوی) پس اگر عمداً رات کسی اور جگہ بسر کی، تو ہمارے نزدیک اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا (ہدایہ) خواہ وہ حاجیوں کو پانی پلانے والوں میں سے ہو، یا کوئی اور ہو (سراج الوہاج) ہمارے نزدیک قربانی کے دن خطبہ نہیں ہے (غایۃ السروجی)

جمرات ثلثہ پر رمی

قربانی کے دوسرے دن جب سورج ذرا ڈھل جائے تو تینوں جمرات پر کنکریاں پھینکے اور اس جمرہ سے ابتدا کرے جو مسجد خیف سے متصل ہے یہاں سات کنکریاں پھینکے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے اس کے بعد اُس جمرہ پر کنکریاں پھینکے جو اس سے متصل ہے اور یہ درمیانی جمرہ ہے اس پر بھی سات کنکریاں اسی طرح پھینکے، پھر جمرہ عقبہ پر آئے اور یہاں نیچی زمین سے سات کنکریاں پھینکے، ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے، جمرہ عقبہ کے پاس وقوف نہ کرے، پہلے جمرہ پر اور درمیانی جمرہ کے پاس جہاں لوگ وقوف کیا کرتے ہیں وہاں وقوف کرے (کافی) جسجگہ لوگ وقوف کرتے ہیں وہ اونچی جگہ ہے (محیط)

قاعدہ کلیہ

اگر کنکریاں مارنے کے بعد پھر کنکریں مارنی ہوں تو اس کے بعد وقوف کیا جائے گا اور اگر کنکریاں مارنے کے بعد پھر کنکریں مارنی نہ ہوں تو وقوف نہ کیا جائے گا اس لئے کہ اسجگہ عبادت ختم ہو جاتی ہے (جوہرہ نیرہ) دیر تک کھڑا رہے تضرع و عاجزی کرے (تبیین) اللہ تعالیٰ کی مدح و ثنا لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور درود شریف پڑھے اپنی حاجتوں کے لئے دعا مانگے دونوں کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے اپنی دونوں ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی جانب کرے، جس طرح دعا میں سنت ہے حاجی کو وقوف کے تمام مقامات پر سب مسلمانوں کے لئے دعا مغفرت کرنی چاہیے (کافی) پھر اگلے دن جو قربانی کا تیسرا دن ہے زوال شمس کے بعد اسی طرح تینوں جمروں پر کنکریاں پھینکے اور اس دن اگر چاہے تو وہ یہاں سے جا سکتا ہے، اس صورت میں چوتھے دن کی رمی اس سے ساقط ہو جائے گی اور اگر اس دن رات میں طلوع فجر تک وہیں رہا تو جب تک زوال کے بعد تینوں جمروں پر کنکریاں نہ مارے تب تک وہاں سے نکلنا جائز نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

رمی (کنکریاں مارنے) کے مسائل

کنکریاں مارنے کے اوقات

یہاں بہت سی باتوں کا جاننا ضروری ہے، کنکریاں مارنے کے تین وقت ہیں، قربانی کا دن ایام تشریق کے تین دن، قربانی کے پہلے دن رمی میں تین قسم کے اوقات ہیں ایک مکروہ، دوسرے مسنون تیسرے مباح، فجر کے طلوع ہونے سے سورج نکلنے تک مکروہ وقت ہے اور سورج کے طلوع ہونے سے زوال تک مسنون وقت ہے اور زوال کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک مباح وقت ہے رات بھی مکروہ وقت میں داخل ہے (محیط سرخسی) طلوع فجر سے پہلے کنکریاں پھینکنا بالاتفاق صحیح نہیں ہے (بحر الرائق) دوسرے اور تیسرے دن رمی کا وقت زوال کے بعد سے اگلے دن سورج کے طلوع ہونے تک رہتا ہے زوال سے پہلے رمی (کنکریاں پھینکنا) جائز نہیں ہے زوال کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک مسنون وقت ہے اور غروب کے بعد سے طلوع فجر تک مکروہ وقت ہے۔ ظاہر روایت میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے، چوتھے روز رمی (کنکریاں پھینکنا) کا وقت حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے لیکن زوال سے پہلے مکروہ وقت ہے، اور اس کے بعد مسنون وقت ہے (محیط سرخسی)

کن چیزوں کی رمی جائز ہے

جو چیزیں زمین کی جنس سے ہوں اور معمولی قیمت کی ہوں ان کی رمی (پھینکنا) جائز ہے اسی بنا پر فیروزہ اور یاقوت کی رمی جائز نہیں ہے (سراج الوہاج) نہایہ، عنایہ، موج الدرایہ) پتھر، ڈھیلا، مٹی، گیرو، چونہ، گندھک، پہاڑی نمک اور سرمہ وغیرہ کی رمی جائز ہے، مٹھی بھر کر ریتا پھینک دینا بھی جائز ہے لکڑی، عنبر، موتی، اور سونے اور چاندی کا پھینکنا جائز نہیں ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

پھینکی جانے والی چیزوں کی مقدار

کیا ہو، ہمارا قول یہ ہے کہ ٹھیکرے کی ٹکڑیوں کے برابر چھوٹی چھوٹی کنکریں پھینکے (محیط) ان کی مقدار میں اختلاف ہے، مختار یہ ہے کہ کنکریاں باقلہ کے دانہ کے برابر ہوں، اگر کسی نے بڑا یا چھوٹا پتھر پھینک دیا تو جائز ہے (اختیار شرح مختار) لیکن مستحب نہیں ہے (تاتارخانیہ)

(۴) کنکریاں پہلے دھولی جائیں

ہمارا قول یہ ہے کہ کنکریاں دھلی ہوئی ہونی چاہئیں (سراج الوہاج) اگر کسی نے ایسی کنکریاں پھینکیں جو یقیناً ناپاک ہیں تو مکروہ ہے لیکن جائز ہے (فتح القدیر) مزدلفہ سے یا راستہ سے کنکریاں اٹھانا مستحب ہے، جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھاکر نہ پھینکے اور اگر ان ہی کنکریوں کو پھینکدیا تو جائز ہے، لیکن یہ فعل برا شمار کیا جائے گا (سراج الوہاج)، ایک پتھر کو اٹھاکر اس کے چھوٹے چھوٹے ستر ٹکڑے کرلینا جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کرلیا کرتے ہیں مکروہ ہے (فتح القدیر)

(۵) کنکریاں پھینکنے کا طریقہ

مشائخ کا اس میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کے پورے سے کنکری اٹھائے جس طرح عقدِ انامل (انگلیوں کے پوروں پر اعداد شمار کرنے کا طریقہ) میں تیس کا عقد کرتے ہیں اور پھر اس کو پھینک دے (محیط) ولوالجیہ میں لکھا ہے کہ یہی اصح ہے (تاتارخانیہ) فقہاء نے لکھا ہے کہ کنکری پھینکنے والے اور کنکری گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ گز یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اصل میں مذکور ہے کہ اگر جمرہ کے پاس کھڑے ہوکر وہیں کنکری رکھدی تو جائز نہیں ہے، لیکن کنکری ڈال دی تو جائز ہے لیکن یہ فعل برا سمجھا جائے گا اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل کے خلاف ہے (محیط)

کنکری پھینکنے والے کی حالت

اگر کنکریاں پھینکنے کے بعد پھر کنکریاں پھینکنی ہوں تو کنکری پھینکنے والے کا پیادہ ہونا افضل ہے اور اگر اس کے بعد پھر کنکری پھینکنی نہ ہو تو سوار ہوکر کنکریاں پھینکے (متنوں میں لکھا ہے)

(۷) کنکریاں پھینکنے کی جگہ

ہمارے نزدیک کنکریاں پھینکنے کی جگہ تینوں جمرے ہیں پہلا جمرہ مسجد خیف سے متصل ہے اس کے بعد جو جمرہ ہے وہ درمیانی جمرہ ہے اور سب سے آخر میں جمرہ عقبہ ہے (محیط)

(۸) کنکریاں کہاں سے پھینکے

ہمارے نزدیک نشیبی زمین سے یعنی نیچے سے اوپر کی جانب کنکریاں پھینکے (سراج الوہاج) اور اس زمین کی داہنی جانب کھڑے ہوکر کنکریاں پھینکے (شرح طحاوی) اگر کسی نے بلندی پر سے کنکریاں پھینکیں، تو جائز ہے لیکن نیچے سے اوپر کی جانب کنکریاں پھینکنا سنت ہے اور عذر کی بنا پر اس کے خلاف جائز ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)، کنکریاں پھینکتے ہوئے جمرہ عقبہ کی طرف منہ کرے، منی کو داہنی طرف اور کعبہ کو بائیں جانب کرے اور اس طرح کھڑا ہو کہ کنکریاں گرنے کی جگہ نظر آتی ہو (فتاوی قاضی خاں)

(۹) کنکریاں کہاں گرنی چاہئیں

ہمارے نزدیک کنکریاں جمرہ یا اس کے قریب گرنی چاہئیں اور اگر دور گریں تو جائز نہیں ہے (محیط) اگر کنکری کسی آدمی کی پشت پر یا کسی اونٹ کے کجاوہ پر گری اور وہیں ٹھیر گئی تو دوبارہ کنکری پھینکے اور اگر کجاوہ سے یا آدمی کی پشت سے گر گئی تو کافی ہوگی (ظہیریہ)

(۱۰) کنکریوں کی تعداد

ہمارا قول یہ ہے کہ ہر جمرہ پر سات کنکریاں مارے، ینابیع میں ہے کہ داہنے ہاتھ سے کنکریاں پھینکے، (تاتارخانیہ) اگر ایک شخص نے ساتوں کنکریاں ایک مرتبہ پھینک دیں تو وہ ایک کنکری کے قائم مقام سمجھی جائیں گی اور اس پر چھ کنکریوں کا پھینکنا واجب ہوگا، ہر کنکری علیحدہ علیحدہ پھینکے، اگر کسی نے سات سے زیادہ کنکریاں پھینکیں تو

کوئی حرج نہیں ہے (محیط سرخسی)

(۱۱) ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے

ہر کنکری پھینکتے ہوئے اللہ اکبر کہے، اور یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطَانِ وَحِزْبِهٖ

میں شیطان اور اس کی جماعت کے خلاف اللہ کا نام لے کر کنکری پھینکتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے،

اور یہ دعا پڑھے،

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَّسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا (محیط)

اے اللہ میرے حج کو مقبول، میری جد و جہد اور کوشش کو کامیاب، اور میرے گناہوں کی مغفرت فرمائے،

(۱۲) پہلے دن صرف جمرہ عقبہ کی رمی کرے

پہلے دن صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکے اس کے علاوہ کسی اور جمرے پر کنکریاں نہ پھینکے اور باقی ایام میں اول پہلے جمرہ پر پھر درمیانی جمرہ پر، پھر جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکے (محیط) اگر دوسرے دن جمرہ عقبہ سے ابتدا کی، پہلے اس پر کنکریاں پھینکیں، پھر درمیانی جمرہ پر اور اس کے بعد اس جمرہ پر جو مسجد کے متصل ہے کنکریاں پھینکیں، تو اگر اس نے درمیانی جمرہ اور جمرہ عقبہ کی رمی کا اعادہ کیا تو مستحسن ہے (محیط سرخسی) اگر ایک شخص نے دوسرے دن درمیانی جمرہ پر، اور تیسرے جمرہ پر کنکریاں پھینکیں اور پہلے جمرہ پر کنکریاں نہ پھینکیں تو اگر وہ شخص اس کے بعد پہلے جمرہ پر کنکریاں پھینکے اور دوسرے اور تیسرے جمرہ کی رمی کا بھی اعادہ کرے تو مستحسن ہے تاکہ ترتیب باقی رہے اور اگر صرف پہلے ہی جمرہ پر کنکریاں پھینکیں تو ہمارے نزدیک کافی ہے (تاتارخانیہ) اگر ایک شخص نے ہر جمرہ پر تین تین کنکریاں پھینکیں، تو پہلے جمرہ پر چار کنکریاں اور پھینک کر اس کو پورا کرے اور باقی دونوں جمروں پر سات سات کنکریاں پھینکے اگر ہر جمرہ پر چار کنکریاں پھینکیں تو اس کے بعد ہر ایک جمرہ پر تین تین کنکریاں اور پھینکے اور از سر نو کنکریاں پھینکنا افضل ہے، مناسک حسن میں ہے ایک شخص نے پہلے جمرہ پر ایک کنکری پھینکی پھر درمیانی جمرہ پر ایک کنکری پھینکی، پھر آخر کے جمرہ پر ایک کنکری پھینکی پھر لوٹا اور ہر جمرہ پر ایک کنکری پھینکی، اسی طرح ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں پھینکے تو پہلے جمرہ کی کنکریاں پوری ہوگئیں اور درمیانی جمرہ کی چار کنکریں شمار ہونگی تو تین کنکریاں اور پھینک کر اس کو پورا کرے اور جمرہ عقبہ کی ایک کنکری شمار ہوگی اس پر چھ کنکریاں اور پھینکے (محیط) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جب تینوں جمروں پر کنکریاں پھینک چکا تو اس کے ہاتھ میں چار کنکریاں باقی بچیں اور یہ معلوم نہیں کہ کون سے جمرہ کی باقی رہ گئیں ہیں، تو ان کو پہلے جمرہ کی ٹھیرا کر پھینکے اور باقی دونوں جمروں پر از سر نو کنکریاں پھینکے اور اگر تین کنکریاں اس کے ہاتھ میں باقی رہیں، تو ہر جمرہ پر ایک ایک کنکری پھینکے، اسی طرح اگر ایک یا دو کنکری باقی رہیں تو ہر جمرہ کی ایک ایک کنکری کا اعادہ کرے (محیط سرخسی) یہ مکروہ ہے کہ پہلے اپنا سامان مکہ بھیجدے اور خود رمی کرنے کے لئے یہاں مقیم رہے (ہدایہ)

محصب میں نزول

پھر محصب میں جائے اور اس وادی کا نام ابطح ہے یہاں کچھ دیر ٹھیر لے، ہمارے نزدیک یہاں کچھ دیر قیام کرنا سنت ہے اگر یہاں نہ ٹھیرا تو اس کا یہ فعل برا شمار کیا جائے گا

مکہ کی طرف واپسی اور طوافِ صدر

پھر مکہ میں آجائے، طواف صدر کرے، اور سات پھیرے لگائے اور اس طواف میں اکڑ کر نہ چلے (کافی) اس طواف کو طواف صدر، طواف وداع (رخصت کا طواف) طواف افاضہ (بیت اللہ کا آخری طواف) اور طواف واجب بھی کہتے ہیں (تبیین) اس طواف کے دو وقت ہیں ایک وقت جواز اور دوسرا وقت استحباب، جواز کا وقت طواف زیارت سے شروع ہو جاتا ہے، بشرطیکہ سفر کا ارادہ ہو، یہاں تک کہ اگر یہ طواف کیا

اور ایک سال تک مکہ میں رہا، لیکن اقامت کی نیت نہیں کی اور نہ مکہ کو گھر بنایا، تو یہ طواف جائز ہوگا، اور اس کا آخری وقت کوئی مقرر نہیں ہے جب تک مکہ میں مقیم ہے اس وقت تک اس کا بھی وقت ہے یہاں تک اگر ایک سال مکہ میں ٹھیرا رہا اور اقامت کی نیت نہیں کی تو اس کے بعد بھی طواف کرنا جائز ہے اور اس صورت میں یہ طواف ادا واقع ہوگا نہ قضا،

اور وقت استحباب یہ ہے کہ جب جانے لگے اس وقت طواف کرے یہانتک کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ اگر طواف کے بعد عشاء تک ٹھیرا، تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ دوبارہ طواف کرے، تاکہ چلتے ہوئے خانہ کعبہ سے رخصت ہو (بحر الرائق) اگر طواف صدر قربانی کے ایام کے بعد کیا تو بالاجماع اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا (بدائع) طوافِ صدر حاجی پر اس وقت واجب ہوتا ہے جب وہ مکہ سے چلے جانے کا قصد کرے، عمرہ کرنے والے پر، اہل مکہ پر اور اہل میقات اور میقات کے آگے رہنے والوں پر طواف صدر واجب نہیں ہے (ایضاح) حیض والی اور نفاس والی عورت پر اور اس شخص پر جس کا حج فوت ہوگیا ہے طوافِ صدر واجب نہیں ہے (محیط سرخسی) کوفہ کے رہنے والے نے افعال حج سے فارغ ہوکر مکہ میں اپنا گھر بنالیا، تو اس پر طوافِ صدر واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ طواف اس پر واجب ہوتا ہے جو مکہ سے چلا جائے، اس پر واجب نہیں ہوتا، جس نے وہاں رہنے کا ارادہ کرلیا ہے، یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب نفر اول ختم ہونے سے پہلے سکونت کا ارادہ کرے اور ... نفر اول یوم نحر کے بعد سے دو دن تک رہتا ہے اگر اس کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ کیا، تو طوافِ صدر اس پر واجب ہوگا اور سکونت اختیار کرنے سے باطل نہ ہوگا، یہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے (شرح جامع صغیر مصنفہ صدر الشہید حسام الدین)

کوفہ کے رہنے والے شخص نے حج کے بعد مکہ میں اپنا گھر بنالیا پھر وہاں سے نکلا تو اس پر طوافِ صدر واجب ہوگا اس لئے کہ وہاں جب اس کا وطن ہوگیا تو وہ مکہ والوں میں شمار کیا جائے گا اور مکہ کا آدمی جب مکہ سے نکلتا ہے، تو اس پر طواف صدر واجب نہیں ہوتا، پس یہی حکم اس شخص کا بھی ہوگا، حائضہ اگر مکہ سے نکلنے سے پہلے پاک ہوگئی تو اس پر طواف صدر واجب ہوگا، اور اگر مکہ کی آبادی سے اتنی دور چلی گئی جتنی دور پر سفر کا اعتبار ہوتا ہے، پھر پاک ہوئی تو طوافِ صدر کے لئے واپس جانا اس پر واجب نہیں ہے اگر خون بند ہو جانے کے بعد ابھی اس نے غسل نہیں کیا اور کسی نماز کا وقت بھی نہیں گذرا اور اس وقت وہ مکہ سے چلی گئی تو واپس جانا اس پر واجب نہیں ہے اگر حیض کی حالت میں مکہ سے نکلی، پھر اس نے غسل کیا پھر میقات سے باہر جانے سے پہلے مکہ کی طرف واپس ہوئی تو اس پر طواف واجب ہوگا (محیط سرخسی) ایک شخص مکہ سے طواف کے بغیر چلا گیا، تو جب تک وہ میقات سے باہر نہیں گیا، طواف صدر کے لئے اس کو لوٹنا چاہئے اور اگر میقات سے گذر جانے کے بعد یاد آیا تو واپس نہ ہو، اور اگر واپس ہوا تو عمرہ کی بھی نیت کرے اور جب عمرہ کی بھی نیت کرلی ہے تو پہلے عمرہ کا طواف کرے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد طواف صدر کرے (سراج الوہاج)

مقام ابراہیمؑ پر دو رکعتیں

شیخ امام کرخیؒ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب طواف صدر سے فارغ ہوجائے تو مقام ابراہیمؑ پر آئے اور یہاں دو رکعتیں پڑھے،

چاہ زم زم

پھر زم زم پر آئے اور اس کا پانی پئے (ظہیریہ) اس کا طریقہ یہ ہے کہ زم زم کا پانی اپنے ہاتھ سے نکالے اور اس کو قبلہ رو سیراب ہوکر کئی سانس میں پئے، ہر سانس پر نگاہ اٹھائے اور خانۂ کعبہ کو دیکھے، زم زم کو اپنے منہ پر، سر پر، اور جسم پر لگائے اور اگر ہوسکے تو اپنے اوپر بہائے،

بیت اللہ شریف میں داخل ہونا

جب بیت اللہ شریف میں آئے ...... تو چوکھٹ کو بوسہ دینا مستحب ہے بیت اللہ شریف میں ننگے پیر داخل ہو پھر ملتزم میں آئے (تبیین) ملتزم سے مراد وہ جگہ ہے جو

حجرِ اسود سے کعبہ کے دروازہ تک ہے، اس پر اپنا سینہ اور چہرہ رکھدے، اور اپنا داہنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ کی طرف اٹھاتے ہوئے یوں کہے

السائل ببابک یسئلک من فضلک ومغفرتک ویرجو رحمتک (ظہیریہ) تیرے در کا بھکاری تیرے فضل و احسان کا خواستگار ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے

تھوڑی دیر اس سے لپٹا رہے اور روتا رہے (کافی) اگر بیت اللہ شریف کے پردے قریب ہوں اور اس کا ہاتھ پہنچ سکتا ہو تو ان کو پکڑے ورنہ دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر اس طرح دیوار کو لگائے کہ وہ دونوں کھڑے ہوئے ہوں (بحر الرائق) اگر ممکن ہو تو اپنے رخسارے بیت اللہ کی دیوار سے لگائے (کافی) اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے، حمد و ثنا اور درود پڑھے، اور اپنی حاجت کے لئے دعائیں مانگے (فتاویٰ قاضی خاں) حجرِ اسود کو بوسہ دے، اللہ اکبر کہے اگر بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ کوئی مضائقہ نہیں ہے (محیط سرخسی) پھر بیت اللہ شریف کی طرف منہ کئے ہوئے پیچھے کو لوٹے، اور اسی طرح روتا ہوا اور بیت اللہ شریف کی جدائی پر حسرت کرتا ہوا مسجدِ حرام سے نکلجائے (کافی) جب مکہ سے جانے لگے تو نیچی سڑک سے جائے، جو مکہ کی نیچی زمین میں ہے (فتح القدیر)

عورتوں کے مسائل

عورت بھی ان تمام احکام میں مردوں ہی کی طرح ہے، بس فرق اتنا ہے کہ عورت اپنا سر نہ کھولے گی وہ اپنا منہ کھولے گی، اگر اس نے اپنے منہ پر اس طرح کپڑا ڈالا کہ وہ اس سے الگ ہو تو جائز ہے، تلبیہ آواز سے نہ پڑھے، بلکہ اس طرح پڑھے کہ وہ خود تو سن لے لیکن دوسرا نہ سن سکے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے (تبیین) عورت طواف کرتے ہوئے اکڑ کر نہ چلے اور دونوں ستونوں کے درمیان تیز نہ چلے، اور اپنے سر کے بال نہ منڈوائے، بلکہ صرف کتروائے (ہدایہ) عورت حسب دلخواہ سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے، جیسے کرتہ، قمیص، دوپٹہ، موزے اور دستانے، لیکن، ورس، زعفران اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتی، اور اگر یہ رنگین کپڑے دھل چکے ہوں تو ان کو بھی پہن سکتی ہے (کفایہ) احرام والی عورت نے اگر ریشمی یا غیر ریشمی سلے ہوئے کپڑے اور زیور پہن لئے تو کوئی مضائقہ نہیں، حجرِ اسود کے پاس اگر ہجوم ہے تو بوسہ نہ دے اور اگر جگہ خالی ہو تو بوسہ دے (ہدایہ) بحر میں ہے کہ عورت کے لئے صفا اور مروہ پر چڑھنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر خالی جگہ پائے تو ان پر چڑھے، ان تمام مسائل میں خنثیٰ مشکل کا حکم وہی ہے جو عورتوں کا ہے (تبیین)

فصل متفرق مسائل

ایک شخص بے ہوش ہو گیا اور اس کی طرف سے اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے احرام باندھ لیا تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اگر اس نے کسی سے کہا تھا کہ اگر وہ بے ہوش ہو جائے، یا سو جائے تو اس کی طرف سے احرام باندھ لے پھر اسی شخص نے احرام باندھا جس کو اس نے حکم دیا تھا تو بالاتفاق صحیح ہے اور اگر اس شخص کو بے ہوشی سے افاقہ ہوا یا نیند سے بیدار ہو گیا اور اس نے حج کے افعال ادا کر لیے تو جائز ہے (ہدایہ) وہ شخص جس نے کسی بے ہوش کی طرف سے احرام باندھا ہے اس کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑوں سے بچنا واجب نہیں ہے (بحر الرائق) ایک شخص حج کے افعال ادا کرنے تک بے ہوش رہا تو اس میں فقہاء کا

اختلاف ہے، ایک جماعت کے نزدیک اس کے ساتھیوں پر واجب ہے کہ اس کو تمام مقامات میں لیجائیں اور سعی اور وقوف کرادیں[1]، اور ایک جماعت کے نزدیک اس شخص کو نہ لیجائیں بلکہ سب ساتھی ہی اس کی طرف سے افعالِ حج ادا کرلیں، مبسوط میں اسی قول کو صحیح کہا ہے (فتح القدیر) اگر اس کی طرف سے ایسے شخص نے طواف کیا اور کنکریاں پھینکیں جو اس کے ساتھیوں میں سے نہیں ہے تو فقہاء کا اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جائز ہے (محیط سرخسی) منتقیٰ میں ہے کہ عیسیٰ ابن ابان نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور اس وقت وہ تندرست تھا، پھر وہ مسلوب الحواس ہوگیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے حج کے ارکان ادا کئے اور اس کو وقوفِ عرفہ کرادیا اور برسہا برس تک اس کا یہی حال رہا پھر اس کو افاقہ ہوا تو اس کا حج فرض ادا ہوگیا، اسی طرح اگر ایک شخص مکہ میں آیا وہ تندرست یا مریض تھا لیکن اس کی عقل درست تھی پھر دن میں تھوڑی دیر بے ہوش رہا اسی حالت میں اس کے ساتھیوں نے اس کو اٹھا کر طواف کرادیا اور جب پورا یا کچھ طواف کرچکے تو اسے افاقہ ہوگیا اور بے ہوشی پورے دن نہیں رہی تو اس کا طواف جائز ہے (محیط) اسبیجانی نے کہا ہے کہ اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرادیں تو اٹھانیوالے کا اور جس شخص کو اٹھایا گیا ہے دونوں کا طواف ہوجائے گا، خواہ اٹھانے والے نے اپنی طرف سے طواف کی نیت کی ہو، یا جس شخص کو اٹھایا ہے اس کی طرف سے نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو، یا اٹھانے والے نے عمرہ کا طواف کیا ہو اور جس شخص کو اٹھایا ہے اس نے حج کا طواف کیا ہو، یا اس کے برعکس ہو، اور اگر اٹھانے والا صاحبِ احرام نہیں ہے تو جس شخص کو اٹھایا ہے اس کا طواف اسی چیز کی طرف سے ادا ہوگا جس کا احرام باندھا تھا (بحر الرائق) شرح طحاوی)

ایک بیمار میں طواف کرنے کی طاقت نہ تھی وہ سو رہا تھا اسی حالت میں اس کے ساتھیوں نے اس کو طواف کرادیا، تو اگر اس نے اپنے ساتھیوں کو اس کا حکم نہیں دیا تھا تو اس کا طواف جائز نہ ہوگا، اور اگر ان کو حکم دیا تھا، پھر سوگیا تھا تو اس کا طواف جائز ہوگا، اسی طرح اگر اس کو طواف میں داخل کرایا، یا اس طرف کو متوجہ کرایا اور اس وقت وہ سوگیا، پھر اسکو طواف کرایا تو جائز ہے (محیط) بیمار شخص جو کنکریاں نہیں پھینک سکتا، اس کے ہاتھ پر کنکریاں رکھدیں گے اس کے بعد وہ یا تو خود انھیں پھینکدے، یا کسی دوسرے شخص کو پھینکنے کا حکم کرے (محیط سرخسی) اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے لئے لوگوں کو اجرت پر مقرر کردو تاکہ مجھکو اٹھا کر طواف کرادیں اس کے بعد وہ سوگیا، اور جس شخص کو حکم کیا تھا اس نے فوراً حکم ادا نہ کیا، بلکہ دیر تک اور کام میں مشغول رہا، پھر اسکے بعد کچھ لوگوں کو اجرت پر مقرر کرکے لایا، اور انھوں نے سوتے ہوئے شخص کو اٹھا کر طواف کرادیا، تو حسن نے کہا ہے کہ اگر وہ فوراً طواف کراتا تو جائز ہو جاتا، لیکن جب بہت دیر کے بعد وہ سوگیا، پھر اس کو اٹھا کر طواف کرادیا اور وہ ویسے ہی سوتا رہا تو طواف جائز نہ ہوگا، لیکن اجرت لازم ہوگی (محیط) کچھ لوگوں کو اجرت دی اور انھوں نے طواف کی نیت کرکے ایک عورت کو اٹھا کر طواف کرادیا، تو ان کا اپنا طواف ادا ہوجائے گا، اور ان کی اجرت بھی لازم ہوگی، اور عورت کا طواف بھی ادا ہوجائے گا، اور اگر اٹھانے والے نے قرض دار کے پکڑنے کی نیت کی تھی اور جس کو اٹھایا وہ ہوش میں تھا اور اس نے طواف کی نیت کرلی، تو اس کا طواف ادا ہوجائے گا اور اٹھانے والونکا طواف نہ ہوگا اور اگر وہ بے ہوش ہے تو اس کا طواف بھی ادا نہ ہوگا (فتح القدیر)

قاعدہ کلیہ ایک طواف کے وقت میں جو طواف پایا جائے گا وہ اسی کا طواف شمار کیا جائے گا اگرچہ اس میں نفل کی یا کسی اور چیز کی وہ نیت کرے، پس حج کا احرام باندھنے والا اگر مکہ میں آکر نفل کی نیت سے طواف کرے گا تو طوافِ قدوم

[1] اسی قول پر فتویٰ ہے،

ادا ہوگا، اور عمرہ کے احرام باندھنے والے اگر طواف کیا ہے تو وہ عمرہ کا طواف ہوگا، اور اگر قِران کرنے والے نے طواف کیا ہے تو اس کا پہلا طواف عمرہ کا ہوگا اور دوسرا طواف حج کا ہوگا، اور اگر طواف زیارت کے وقت کسی اور نیت سے طواف کیا تو طوافِ زیارت ہی ادا ہوگا لیکن طواف کی نیت ضروری ہے صرف پھیرے کا اعتبار نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر خانہ کعبہ کا طواف اس غرض سے کیا کہ قرض دار کو پکڑے گا، یا دشمنی سے بھاگنا مقصود تھا، تو اس کا اعتبار نہیں ہے وقوفِ عرفہ کا حکم اس کے برخلاف ہے اس لئے کہ وہاں کسی بھی نیت سے جائے وقوف ادا ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) فصل کیفیت ادا ء حج)

لڑکے نے اگر خود احرام باندھا، یا اس کی طرف سے کسی اور نے احرام باندھا، تو احرام صحیح ہوگا (تبیین) اصل میں ہے کہ اگر لڑکے کو باپ حج کرائے تو اس کی طرف سے ارکان ادا کرے، اور جمروں پر کنکریاں مارے یہ حکم اس صورت میں ہے جب لڑکے کو خود ارکان ادا کرنے کی تمیز نہ ہو (محیط) اگر جمرات پر کنکریاں نہ ماریں اور مزدلفہ میں وقوف نہ کیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (محیط سرخسی) اگر لڑکا ارکان ادا کرنا جانتا ہے تو خود تمام ارکان بالغوں کی طرح ادا کرے، اگر لڑکے نے حج کے بعض اعمال ترک کر دیئے، مثلاً جمرات پر کنکریاں نہ ماریں یا اس کے مثل کوئی اور عمل ترک کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا، باپ نے اگر اپنے چھوٹے بیٹے کی طرف سے احرام باندھا اور اس سے کچھ ایسی چیزوں کا ارتکاب ہو گیا جو احرام میں ممنوع ہیں تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (محیط باب الحج عن الغیر) جو شخص لڑکوں کے احرام باندھے اس کو چاہیئے کہ ان لڑکوں کے کپڑے اتار کر دو کپڑے یعنی تہ بند اور چادر ان کو پہنا دے اور جو چیزیں احرام میں منع ہیں ان سے ان لڑکوں کو بچائے، پھر اگر لڑکے نے کوئی ممنوع کام کر لیا تو نہ کچھ اس لڑکے پر واجب ہوگا اور نہ اس کے ولی پر اور اگر لڑکے نے حج فاسد کر دیا تو اس پر قضا بھی لازم نہ ہوگی، اسی طرح اگر اس نے حرم میں کوئی شکار پکڑ لیا تب بھی کچھ لازم نہ ہوگا (شرح طحاوی) ایک شخص نے اپنی بیوی اور چھوٹے بچے کے ساتھ حج کیا، فقہاء نے کہا ہے کہ چھوٹے بچے کی طرف سے وہ شخص احرام باندھے، جو رشتہ داری میں اس سے قریب ہو، یہاں تک کہ اگر بچہ کا باپ اور بھائی دونوں ساتھ ہوں تو باپ اس کی طرف سے احرام باندھے بھائی نہ باندھے (فتاویٰ قاضی خاں فصل کیفیت ادا حج)

چھٹا باب — عمرہ کا بیان

شریعت میں عمرہ بیت اللہ شریف کی زیارت اور صفا و مروہ کے درمیان بحالت احرام سعی کرنے کا نام ہے (محیط سرخسی)
ہمارے نزدیک عمرہ سنت ہے واجب نہیں ہے سال میں کئی عمرے کرنا جائز ہیں

عمرہ کا زمانہ

عمرہ کا وقت تمام سال ہے صرف پانچ دن ایسے ہیں جس میں غیر قارن کے لئے عمرہ کرنا مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) وہ پانچ دن یہ ہیں (۱) عرفہ کا دن (۲) قربانی کا دن (۳) ایام تشریق کے تین دن، ظاہر مذہب یہی ہے جو ابھی ذکر ہوا، لیکن کراہت کے باوجود اگر ان ایام میں عمرہ کر لیا تو صحیح ہوگا اور اس کا احرام باقی رہے گا (ہدایہ) میں ہے امالی میں بشرؒ نے حضرت امام ابو یوسف رح سے روایت بیان کی ہے کہ جس شخص نے عمرہ کا احرام اول عشرہ میں باندھا، اور مکہ کے اندر ایام تشریق میں داخل ہوا تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ طواف میں اسقدر تاخیر کرے کہ تشریق کے دن گذر جائیں پھر طواف کرے احرام کا توڑنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر ان ہی دنوں میں طواف کر لیا تو جائز ہے اور اس پر قربانی لازم نہ ہوگی، اور اگر اس نے ایام تشریق میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس کو توڑنے کا حکم کیا جائے گا پھر اگر اس نے نہ توڑا اور نہ طواف کیا یہاں تک کہ ایام تشریق

گذر گئے، پھر عمرہ کا طواف کیا تو کافی ہے اور اس پر ایسا کرنے سے جرمانہ کی قربانی لازم نہ ہو گی (محیط)

عمرہ کا رکن بیت اللہ شریف کا طواف کرنا عمرہ کا رکن ہے۔

عمرہ کے واجبات صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، اور سر کے بال منڈانا، یا کتروانا عمرہ میں واجب ہے (محیط سرخسی)

عمرہ کی شرائط حج کے وقت کے علاوہ عمرہ کی بھی وہی شرائط ہیں جو حج کی شرطیں ہیں (بدائع)

سنن اور آداب عمرہ کی بھی وہی سنتیں اور آداب ہیں، جو سعی سے فارغ ہونے تک حج کی سنتیں اور آداب ہیں

عمرہ کو فاسد کرنے والی چیزیں طواف کے سات پھیروں میں اکثر پھیروں سے پہلے جماع کر لینے سے عمرہ فاسد ہو جاتا ہے (بحر الرائق، باب فوت الحج نقل عن البدائع) جو شخص فقط عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ میقات سے یا میقات کے قبل سے حج کے مہینوں میں یا ان کے علاوہ اور مہینوں میں احرام باندھ سکتا ہے، تلبیہ کے وقت دل سے عمرہ کی نیت کرے اور زبان سے بھی اس طرح کہے لبیک بالعمرۃ (میں عمرہ کا احرام باندھ کر حاضر ہوں) یا صرف دل سے ارادہ کرلے زبان سے نہ کہے لیکن زبان سے ادا کرنا افضل ہے (محیط) جو چیزیں حج کے احرام میں ممنوع ہیں وہ عمرہ کے احرام میں بھی ممنوع ہیں عمرہ کے احرام میں طواف اور صفا و مروہ کے درمیان اس طرح سعی کرے جس طرح حج میں کیا کرتے ہیں، اور جب طواف اور سعی سے فارغ ہو جائے اور سر کے بال منڈوالے، تو وہ عمرہ کے احرام سے باہر ہو جائے گا اور اصح روایت کے مطابق حجر اسود کو بوسہ دے کر تلبیہ موقوف کردے (ظہیریہ)

ساتواں باب — قرآن اور تمتع کے مسائل

قارن کی تعریف قارن وہ شخص ہے جو حج اور عمرہ دونوں کے احرام جمع کرے، خواہ میقات سے احرام باندھے یا اس سے پہلے، اور خواہ حج کے مہینوں میں احرام باندھے یا ان سے پہلے (معراج الدرایہ) خواہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے، یا حج کا احرام باندھ کر پھر اس میں عمرہ کا احرام شامل کرے، یا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کا احرام ملالے لیکن اگر اس نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا، پھر عمرہ کا احرام شامل کرلیا۔ تو اس کا یہ فعل برا شمار کیا جائے گا (محیط) جب کوئی شخص قران کا ارادہ کرے تو اس طرح احرام باندھے، جس طرح صرف حج کرنے والا باندھتا ہے یعنی غسل کرے۔ وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے اور سلام کے بعد یہ کہے اللّٰھم انی اریدُ العمرۃ والحج (اے اللہ میں نے حج اور عمرہ دونوں کا ارادہ کیا ہے)، پھر تلبیہ میں یہ الفاظ کہے لبیک بعمرۃ وحجۃ معًا (میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر حاضر ہوں) (فتاویٰ قاضی خاں) تلبیہ کے وقت حج اور عمرہ دونوں کی دل سے نیت کرے اور زبان سے بھی کہے، یا صرف دل سے نیت کرے زبان سے نہ کہے لیکن زبان سے کہنا افضل ہے، پس جب اس طرح دونوں کا تلبیہ کہہ چکا تو دونوں کا احرام ہو جائے گا، پس حج کے مہینوں میں یا اس

سے پہلے عمرہ ادا کرے اور اسی سال حج بھی ادا کرے (محیط فضل تعلیم اعمال حج) قارن پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے، اس کے بعد حج کے افعال ادا کرے (محیط سرخسی)

قارن طواف قدوم میں سات چکر لگائے، پھر سعی کرے (ہدایہ) اگر حج اور عمرہ دونوں کے لئے پے بہ پے طواف کر لئے، اور سعی نہ کی، پھران دونوں کے لئے دو بار سعی کرلی تو جائز ہے لیکن یہ فعل برا شمار کیا جائے گا (تبیین) قارن نے عمرہ کے طواف میں تین پھیرے لگائے، پھر عمرہ کی سعی کرلی، پھر حج کا طواف بھی اسی طرح کیا، پھر وقوف عرفہ کیا، تو جس قدر حج کا طواف کیا تھا وہ عمرہ کے طواف میں محسوب ہوگا، ایک مرتبہ چکر لگا کر عمرہ کے طواف کو پورا کرے اور حج اور عمرہ دونوں کی سعی کا ارادہ کرے۔ حج کی سعی کا اعادہ واجب ہے اور عمرہ کی سعی کا اعادہ مستحب، اور وہ شخص قارن ہو جائے گا (محیط سرخسی) اگر قارن نے پہلے حج کے لئے طواف اور سعی کی، پھر عمرہ کے لئے طواف اور سعی کی، تو پہلا طواف اور سعی عمرہ کا شمار ہوگا اور دوسرا حج کا (جوہرہ نیرہ) اگر قارن نے عمرہ اور حج کے لئے طواف کیا پھر حج کی نیت سے سعی کی، تو وہ سعی عمرہ کی شمار ہوگی (محیط) حج اور عمرہ کے درمیان سر کے بال نہ منڈوائے (ہدایہ) جب قربانی کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینک چکے تو قران کی قربانی ذبح کرے اس قربانی کا شمار مناسک حج میں کیا جاتا ہے (فتاوی قاضی خاں) ہمارے نزدیک سر کے بال منڈوانے کے بعد احرام سے باہر ہو جاتا ہے، ذبح کرنے سے نہیں ہوتا (ہدایہ) اگر خود قارن قربانی کے جانور کو ہنکا کرے جائے تو افضل ہے، پھر اس کے بعد سر کے بال منڈوائے، یا کتروائے (فتاوی قاضی خاں)

متمتع کی تعریف

متمتع وہ شخص ہے جو عمرہ کے اعمال حج کے مہینوں میں ادا کرے، یا حج کے مہینوں میں طواف کے تین سے زائد چکر لگائے اس کے بعد حج کا احرام باندھے اور اسی سال اپنے بال بچوں کے پاس آنے سے پہلے حج ادا کرے (فتاوی قاضی خاں) خواہ پہلے احرام سے باہر نکلا ہو یا نہ نکلا ہو (محیط سرخسی) تمتع میں یہ شرط نہیں ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام پایا جائے، بلکہ یہ شرط ہے کہ حج کے مہینوں میں طواف .... یا اس کے تین سے زائد چکر ہو جائیں پس اگر رمضان میں طواف کے تین چکر لگائے، پھر شوال کا مہینہ داخل ہو گیا، تو اس نے باقی چار چکر لگائے، پھر اسی سال حج کیا تو وہ متمتع شمار کیا جائے گا (فتح القدیر) اگر متمتع نے عمرہ کے طواف کے تین سے زائد چکر حج کے مہینوں سے پہلے لگائے، اور اسی سال حج کیا، تو وہ متمتع شمار نہ کیا جائے گا، بلکہ وہ مستقل عمرہ اور مستقل حج کرنے والا سمجھا جائے گا اور اس پر متمتع کی قربانی بھی لازم نہ ہوگی (ظہیریہ) تمتع میں یہ شرط نہیں ہے کہ جس سال عمرہ کا احرام باندھے اس سال حج بھی کرے، بلکہ یہ شرط ہے کہ جس سال عمرہ کیا ہے اسی سال حج بھی کرے، یہاں تک اگر ایک شخص نے رمضان میں احرام باندھا اور آئندہ سال شوال کے مہینہ تک اسی طرح احرام باقی رکھا پھر عمرہ کا طواف آئندہ سال کیا اور اسی سال حج کر لیا تو وہ شخص متمتع شمار کیا جائے گا (بحر الرائق)

المام صحیح

المام صحیح کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص بال بچوں کے پاس واپس چلا جائے اور مکہ کی طرف واپس ہونا اس پر واجب نہ ہو (محیط) المام صحیح اس متمتع سے ممکن ہے جو ہدی (قربانی) کو ہانک کر نہ لیجائے، لیکن اگر ہدی کو خود ہانک کرے گیا تو اس کا المام فاسد ہے، لیکن اس کا تمتع صحیح ہے (سراج الوہاج) اگر حج کے زمانہ میں عمرہ کیا پھر اس سے باہر نکل گیا اور اپنے بال بچوں میں لوٹ کر آگیا، پھر اسی سال حج کیا تو تمتع نہ ہوگا، اگر حج کے زمانہ میں عمرہ کیا اور تین پھیرے لگا کر احرام سے نکل گیا اور اپنے بال بچوں میں واپس آگیا، پھر مکہ واپس ہوا اور اپنے باقی عمرہ کو پورا کر کے احرام سے نکل گیا اور پھر اسی سال حج کر لیا تو وہ متمتع سمجھا جائے گا اور اگر چار پھیرے لگائے تھے پھر واپس ہو گیا اور باقی صورت وہی ہے جو پہلے مسئلہ میں ذکر ہوئی تو متمتع نہ ہوگا (محیط سرخسی) اگر حج کے زمانہ میں عمرہ کیا اور احرام سے باہر نکلنے سے پہلے اپنے بال بچوں کے پاس واپس آگیا اس کا احرام اسی طرح باقی رہا، پھر اس احرام سے مکہ واپس ہوا

اور عمرہ کو پورا کرلیا، پھر اسی سال حج کیا تو بالاتفاق متمتع ہو جائے گا، یہ صورت اس طرح بھی ہو سکتی ہے، کہ ایک شخص نے عمرہ کے طواف میں تین پھیرے یا اس سے کم لگائے، پھر احرام کی حالت میں اپنے بال بچوں کے پاس واپس آگیا، باقی صورت وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی، تو متمتع سمجھا جائے گا، اگر عمرہ کا طواف آدھے سے زیادہ کر چکا تھا، یا پورا طواف کرلیا تھا، لیکن احرام سے باہر نہیں ہوا تھا، پھر اپنے اہل و عیال کے پاس واپس آگیا اور اسی طرح احرام باقی رہا، پھر مکہ واپس ہوا اور باقی عمرہ کو پورا کیا اور اسی سال حج کیا تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول کے مطابق وہ متمتع ہو جائے گا اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متمتع نہ ہوگا (ظہیریہ)

تمتع کی دو قسمیں

متمتع کی دو قسمیں ہیں، ایک متمتع وہ ہے جو ہدی کو ہنکا کر لیجائے، دوسرے وہ جو ہدی کو نہ ہنکائے، جو متمتع قربانی کو ہنکا کر لیجائے وہ عمرہ کا احرام میقات سے باندھے اور مکہ میں داخل ہو، عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرے اور اپنے سر کے بال منڈوائے یا کتروائے اس کے بعد وہ عمرہ سے باہر ہو جائے گا (سراج الوہاج) میقات سے احرام باندھنا عمرہ اور تمتع کے لئے شرط نہیں ہے یہاں تک کہ اگر اپنے گھر سے یا کسی اور جگہ سے احرام باندھا تو صحیح ہے اور وہ متمتع ہو جائے گا اسی طرح عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد سر کے بال منڈوانا ضروری نہیں ہیں، اگر چاہے تو احرام سے نکلجائے اور اگر چاہے تو اسی طرح احرام میں باقی رہے یہاں تک کہ حج کا احرام باندھ لے (تبیین) جب طواف شروع کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے تو تلبیہ چھوڑ دے (سراج الوہاج) پھر احرام کے بغیر مکہ میں رہے (ہدایہ) مکہ میں رہنا شرط نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر اسی سال حج کرنے کا ارادہ ہو، تو حج کے احرام کے وقت تک بغیر احرام کے رہے اگر مکہ میں بحالت احرام رہا تو جائز ہے (سراج الوہاج) جب آٹھویں تاریخ آجائے تو حج کا احرام مسجد سے باندھے اور شرط یہ ہے کہ حرم سے باندھے، مسجد سے احرام باندھنا لازم نہیں ہے (ہدایہ) لیکن مسجد سے باندھنا افضل ہے اور مکہ سے احرام باندھنا حرم کے ان مقامات کے بہ نسبت جو مکہ کے علاوہ ہیں افضل ہے (فتح القدیر) آٹھویں تاریخ کو بھی احرام باندھنا لازم نہیں ہے بلکہ اگر عرفہ کے دن احرام باندھا تب بھی جائز ہے (جوہرہ نیرہ) اور اگر آٹھویں تاریخ سے پہلے احرام باندھا تو جائز ہے اور یہ افضل ہے (تبیین) اور جس قدر جلدی کرے افضل ہے (جوہرہ نیرہ) اور تمام وہی افعال ادا کرے جو صرف حج کرنے والا کیا کرتا ہے، مگر طواف تحیۃ نہ کرے اور طواف زیارت میں اکڑ کر چلے اور اس کے بعد سعی کرے، اگر اس متمتع نے حج کا احرام باندھا لینے کے بعد طواف قدوم کیا اور سعی کی تو طوافِ زیارت میں اکڑ کر نہ چلے خواہ طواف قدوم میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس کے بعد سعی بھی نہ کرے (نہایہ، فتح القدیر)

تمتع کی قربانی لازم ہے

متمتع پر اللہ جل شانہ کے اس انعام پر کہ اس کو حج اور عمرہ دونوں کے جمع کرنے کی توفیق ہوئی ہے، بطور شکرانہ قربانی دینی لازم ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اس وقت تک اپنے سر کے بال نہ منڈائے، جب تک قربانی ذبح نہ کرے، متمتع اگر تنگدست ہو اور قربانی کے پیسے نہ ہوں، تو ایام حج میں تین دن کے روزے رکھے، یہ تینوں روزے عمرہ کے احرام کے بعد عرفہ کے دن تک رکھنے جائز ہیں اس سے پہلے اور عرفہ کے بعد جائز نہیں ہیں، ساتویں، آٹھویں، نویں ذی الحجہ کو روزے رکھنا افضل ہے، تاکہ عرفہ کے دن آخری روزہ ہو (ظہیریہ) ان روزوں میں اگر رات سے نیت نہ کی، تو جائز نہ ہونگے جس طرح تمام کفاروں کے روزوں کا حکم ہے، اس شخص کو اختیار ہے مسلسل روزے رکھے یا درمیان میں ناغہ کرے (جوہرہ نیرہ) جب اس سے فارغ ہو جائے اور قربانی کا دن آئے تو سر کے بال منڈوائے، یا کتروائے پھر ہمارے نزدیک ایام تشریق گذر جانے کے بعد سات روزے اور رکھے (ظہیریہ) اگر یہ روزے حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ ہی میں رکھے تو ہمارے نزدیک جائز ہے (قدوری) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے تین روزے نہیں رکھے اس پر سات روزے رکھنے بھی واجب نہیں ہیں (محیط سرخسی) اگر تین دن کے روزے پورے ہونے سے پہلے قربانی پر قادر ہو گیا تو اس کے روزے باطل ہو جائیں گے اور قربانی کے بغیر احرام سے باہر نہ نکلے گا، اگر سر کے بال منڈائے اور احرام سے باہر نکلنے کے بعد اور سات روزے رکھنے سے پہلے قربانی میسر آگئی تو اس کے روزے صحیح ہوں گے اور قربانی کا ذبح کرنا اس پر لازم نہ ہوگا اگر تین دن کے روزے رکھ لئے اور احرام سے باہر نہیں نکلا یہاں تک کہ ذبح کے دن گذر گئے، پھر قربانی میسر آگئی

تو اس کے روزے جائز نہیں اور اس پر کچھ واجب ہو گا حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی روایت بیان کی ہے اگر تین دن کے روزے نہیں رکھے تو اس کے بعد اس کو روزے رکھنا جائز نہیں اور قربانی کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اگر قربانی نہ پائی اور احرام سے باہر نکل گیا تو اس پر دو قربانی لازم ہوں گی ایک ذبح کی اور ایک ذبح سے پہلے احرام سے باہر نکلنے پر، اور روزے چھوڑنے کی وجہ سے کوئی قربانی لازم نہ ہو گی (ظہیریہ) اگر قربانی دینے سے عاجز تھا، یا اس کا انتقال ہو گیا اور وصیت کر گیا تو فدیہ جائز نہ ہو گا اور قربانی ہی اس کی طرف لازم ہو گی (تاتارخانیہ) اگر قربانی موجود ہے اور اس کے باوجود اس نے روزے رکھے تو دیکھیں گے اگر قربانی اس کے پاس ذبح کے دن تک باقی رہی تو روزے جائز نہ ہوں گے اور اگر اس سے پہلے ہلاک ہو گئی تو جائز ہو جائیں گے (تبیین) قربانی کے واجب ہونے میں قارن کا بھی وہی حکم ہے جو متمتع کا ہے یعنی اگر قربانی میسر ہو تو قربانی واجب ہو گی اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو روزے رکھے (ظہیریہ)

متمتع بسوق الہدی

متمتع اگر قربانی کو ہنکا کر لے چلنے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے پھر قربانی کو ہنکائے (قدوری) قربانی ہنکا کر لے چلنے والا شخص اس سے افضل ہے جو قربانی ہانک کر نہ لیجائے (جوہرہ نیرہ) اگر قربانی ہانک کر لے چلا اور اس کی نیت تمتع کی تھی اور جب عمرہ سے فارغ ہو گیا تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ تمتع نہیں کرے گا تو اس شخص کو اختیار ہے کہ اپنی قربانی کا جو چاہے کرے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) قران ان لوگوں کے لئے جو میقات کے باہر رہنے والے ہیں، تمتع اور مفرد حج کرنے سے افضل ہے اور تمتع ان کے حق میں مفرد حج کرنے سے افضل ہے ظاہر روایت میں یہی مذکور ہے (محیط) اہل مکہ کے لئے تمتع اور قران نہیں ہے ان کے واسطے صرف حج ہے (ہدایہ) اسی طرح میقات پر رہنے والوں کا اور میقات کے اندر رہنے والوں کو وہی حکم ہے جو اہل مکہ کا ہے (سراج الوہاج) اگر مکی (نکل کر) کوفہ گیا اور وہاں سے قران کر کے آیا تو اس کا قران صحیح ہو گا اور اگر وہ کوفہ گیا اور عمرہ کا احرام باندھا، اور عمرہ کیا پھر حج کیا تو متمتع نہ ہو گا اور اگر مکہ کا رہنے والا کوفہ گیا اور اس نے عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی ہنکا کر لے گیا تو متمتع نہ ہو گا اور قربانی ہانکنے کے ساتھ اس کا المام صحیح ہو جائے گا کوفہ میں رہنے والے شخص کا حکم اس کے برخلاف ہے (محیط) اگر حج کے زمانے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ ادا کر کے احرام سے نکل گیا اور مکہ میں مقیم رہا، پھر عمرہ کا احرام باندھا پھر اسی سال حج کیا تو متمتع نہ ہو گا اور اگر پہلے عمرے سے فارغ ہو کر مکہ سے چلا گیا اور حج کے زمانہ سے پہلے میقات سے باہر نکل گیا اور وہاں سے عمرہ کا احرام حج کے زمانہ میں باندھا اور اسی سال حج کیا تو متمتع ہو جائے گا اور اگر حج کے زمانہ میں میقات سے باہر نکلا تو متمتع نہ ہو گا۔ لیکن اگر اپنے اہل وعیال کے پاس چلا گیا، پھر عمرہ کیا، پھر اسی سال حج کیا تو متمتع ہو جائے گا، یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں متمتع ہو جائے گا خواہ حج کے زمانہ سے پہلے میقات سے باہر نکلا ہو، یا حج کے زمانہ کے بعد نکلا ہو (محیط سرخسی)

اگر کوفہ کے رہنے والے نے حج کے زمانہ میں عمرہ اور مکہ یا بصرہ میں ٹھیر ارہا اور اسی سال حج کیا تو متمتع ہو جائے گا (متنوں میں لکھا ہے) اگر حج کے زمانہ میں عمرہ کیا پھر اس کو فاسد کر دیا اور اس فساد کی حالت میں پورا کیا، اور اسی سال حج بھی کیا تو متمتع نہ ہو گا اور اگر فاسد عمرہ کی قضا کی اور اسی سال حج کیا تو اگر میقات کی طرف لوٹنے سے پہلے قضا کر لیا تھا تو فقہاء کے قول کے مطابق متمتع نہ ہو گا اور اگر میقات سے لوٹنے کے بعد قضا کیا تو متمتع ہو جائے گا اگر فاسد عمرہ کی قضا نہ کی اور کسی ایسی جگہ چلا گیا، جہاں کے لوگ متعہ اور قران کر سکتے ہیں، پھر مکہ واپس ہوا اور فاسد عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال حج کیا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ وہ متمتع نہ ہو گا، لیکن اگر وہ اپنے بال بچوں کے پاس چلا گیا، پھر عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹا تو متمتع ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے حج کے زمانہ میں عمرہ کیا تھا اور پھر اس کو فاسد کر دیا تھا اور اگر اس نے حج کے زمانہ سے پہلے عمرہ کیا تھا اور پھر اس کو فاسد کر دیا اور پھر فساد ہی کی حالت میں اس کو پورا کر لیا تھا اور حج کے زمانہ میں میقات سے باہر نکل کر حج کے زمانہ میں عمرہ کی قضا کر لی تھی اور پھر اسی سال حج کر لیا تھا تو وہ بالاتفاق متمتع ہو جائے گا، اگر اپنے اہل وعیال

کے علاوہ کہیں کسی ایسی جگہ چلا گیا، جہاں کے لوگ قران اور تمتع کر سکتے ہیں، پھر مکہ واپس ہوا اور حج کے زمانہ میں عمرہ کی قضا کر لی، پھر اسی سال حج کر لیا تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اگر شوال کا چاند میقات سے باہر دیکھا تھا اور جب حج کا زمانہ شروع ہوا تو اسمیں تمتع کی اہلیت تھی، پھر مکہ آیا اور حج کے زمانہ میں عمرہ قضا کر لیا اور اسی سال حج کیا، تو متمتع ہو جائے گا اور اگر شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھا تھا اور حج کا زمانہ جب شروع ہوا تو اس میں تمتع کی اہلیت نہ تھی تو تمتع کرنا اس وقت تک جائز نہ ہوگا جب تک وہ اپنے اہل وعیال میں واپس نہ آ جائے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں متمتع ہو جائے گا (شرح طحاوی) جس نے حج کے زمانہ میں عمرہ کیا اور اسی سال حج کر لیا اور ان میں سے کسی کو فاسد کر دیا، تو اسی طرح ارکان ادا کرتا رہے اور تمتع کی قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی (ہدایہ) ایک شخص نے تمتع کیا اور بقر عید کے دن قربانی کی تو یہ تمتع کی قربانی کے قائم مقام نہ ہوگی (کنز)

آٹھواں باب — حج کے گناہوں کا بیان (پانچ فصلیں)

پہلی فصل — خوشبو اور تیل لگانے سے واجب ہونے والی چیزیں

خوشبو سے مراد وہ چیز ہے جسمیں اچھی بو آئے اور عقلمند لوگ اس کو خوشبو میں شمار کریں (سراج الوہاج) ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ وہ خالص خوشبو ہو اور خوشبو ہی میں اس کا شمار ہوتا ہو، جیسے مشک، کافور، عنبر وغیرہ جس طرح بھی ان کا استعمال کرے گا کفارہ واجب ہوگا فقہاء کرامؒ نے یہاں تک کہا ہے کہ ان میں سے کسی چیز کو اگر دوا کے طریقہ پر بھی آنکھ میں لگایا تو کفارہ واجب ہوگا،

دوسری قسم یہ ہے کہ اس کی ذات میں خوشبو نہ ہو اور نہ وہ خوشبو کے حکم میں ہو اور نہ کسی طرح اس سے خوشبو بنے۔ جیسے چربی وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو کھا لیا۔ یا تیل کی طرح مل لیا یا پیر کے شگاف میں بھر لیا تو کفارہ واجب نہ ہوگا

تیسری قسم یہ ہے کہ اس کی ذات میں خوشبو نہ ہو، لیکن خوشبو کی اصل ہو اور خوشبو کے طور پر بھی کام آتی ہو اور دوا کے طریقہ پر بھی استعمال کیجاتی ہو، جیسے زیتون اور تل کا تیل، اس صورت میں استعمال کا اعتبار کیا جائے گا اگر تیل لگانے کے طور پر یہ چیز استعمال کی ہے تو خوشبو کا حکم ہوگا اور اگر اس چیز کو کھانے میں استعمال کیا یا پیر کے شگاف میں بھر لیا تو خوشبو کا حکم نہ ہوگا (بدائع) خوشبو استعمال نہ کرنے کا حکم بدن پر، تہبند پر اور بچھونے پر برابر ہے (فتح القدیر) اگر خوشبو کا استعمال کثیر مقدار میں کیا تو قربانی لازم ہوگی، اور اگر تھوڑی مقدار میں کیا، تو صدقہ واجب ہوگا (محیط)

قلیل اور کثیر مقدار کا تعین

قلیل اور کثیر کی حد میں مشایخ کا اختلاف ہے، بعض مشایخ نے کثرت کا اعتبار بڑے عضو سے کیا ہے جیسے ران، پنڈلی وغیرہ اور بعض مشایخ نے کثرت کا اعتبار بڑے عضو کی چوتھائی سے کیا ہے اور حضرت شیخ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قلت اور کثرت کا تعین اصل خوشبو سے کیا ہے، یعنی اگر خوشبو اتنی ہو جس کو لوگ زیادہ سمجھتے ہیں، مثلاً دو چلو گلاب اور ایک چلو غالیہ (ایک قسم کی خوشبو) اور مشک تو کثیر ہے، اور جس کو لوگ کثیر نہیں سمجھتے وہ قلیل ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونوں قولوں میں تطبیق کیجائے اور یہ کہا جائے کہ اگر خوشبو تھوڑی ہے تو عضو سے اس کا اعتبار کیا جائے گا، خوشبو کی ذات کا اعتبار نہ ہوگا پس اگر خوشبو پورے عضو پر لگائی تو کثیر ہوگی اور قربانی لازم ہوگی اور اگر عضو کے کچھ حصہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر خوشبو زیادہ ہے تو خوشبو کی ذات

کا اعتبار ہوگا، عضو کا اعتبار نہ ہوگا، پس اگر خوشبو عضو کے چوتھائی حصہ پر لگائی تو قربانی واجب ہوگی (محیط سرخسی، تبیین) یہ حکم بدن پر خوشبو لگانے کا تھا۔ اور اگر کپڑے اور بچھونے پر خوشبو لگائی تو اس میں بھی بہر صورت قلت اور کثرت کا اعتبار ہوگا اور قلیل و کثیر کا تعین اس طرح کیا جائے گا کہ جس کو عرف میں کثیر سمجھتے ہیں وہ کثیر ہے اور جسکو قلیل سمجھتے ہیں وہ قلیل ہے اور کوئی عرف مقرر نہ ہو، خوشبو لگانے والا جس کو کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اور جس کو قلیل سمجھے وہ قلیل ہے (نہر الفائق) خوشبو کی وجہ سے جزا کا حکم سب صورتوں میں برابر ہے خواہ قصداً لگائی ہو، یا بھول کر لگائی ہو، یا اپنی خوشی سے لگائی ہو، یا کسی کی زبردستی سے لگائی ہو، مرد نے لگائی ہو یا عورت نے لگائی ہو (بدائع) اگر تمام اعضا پر خوشبو لگائی تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ جنس متحد ہے (تبیین) اگر ہر عضو پر الگ الگ مجلس میں خوشبو لگائی تو حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ہر عضو کے عوض کفارہ واجب ہوگا اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر پہلے عضو کا کفارہ دے چکا تھا تو دوسرے عضو کے بدلے قربانی واجب ہوگی اور اگر پہلے عضو کا کفارہ نہیں دیا تھا تو ایک ہی قربانی کافی ہے (سراج الوہاج)

اگر سر پر مہندی کا خضاب لگالیا تو قربانی واجب ہوگی یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مہندی پتلی اور رقیق ہو اور اگر گاڑھی مہندی سر پر لگائی تو دو قربانی واجب ہوں گی ایک خوشبو ملنے کی وجہ سے اور دوسرے سر ڈھکنے کی بنا پر (کافی) اگر سر پر وسمہ کا خضاب کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر سر پر وسمہ کا خضاب اس لئے لگایا تاکہ سر کا درد جاتا رہے تو اس پر جزا لازم ہوگی، اس لئے کہ اس سے سر ڈھک جاتا ہے، یہی صحیح ہے (ہدایہ) سر اور داڑھی کو خطمی سے نہ دھوئیں اگر سر یا داڑھی کو خطمی سے دھویا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قربانی لازم ہوگی۔

اگر محرم اشنان سے نہایا اور اس میں خوشبو نہ تھی تو دیکھنے والا اگر اس کو اشنان سمجھے تو صدقہ لازم ہوگا اور اگر خوشبو سمجھے تو قربانی لازم ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اگر خوشبو پورے عضو پر لگائی تو قربانی لازم ہوگی خواہ خوشبو لگانے کا ارادہ کرے یا نہ کرے اور اگر اس سے کم لگائی، تو صدقہ واجب ہوگا اگر خوشبو کو ہاتھ لگایا لیکن وہ نہیں لگی تو کچھ واجب نہ ہوگا اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے خوشبو دار سرمہ ایک یا دو مرتبہ لگایا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا اور اگر بہت سی مرتبہ لگایا تو قربانی واجب ہوگی (سراج الوہاج) اگر خوشبو اس کے اعضا پر متفرق جگہ لگی ہوئی ہو تو سب جمع کیجائے گی، پس اگر وہ سب ملاکر ایک کامل عضو کے برابر ہو جائے، تو اس پر قربانی لازم ہوگی اور اگر ایک کامل عضو کے برابر نہیں ہوتی تو صدقہ لازم ہوگا، اگر زخم میں ایسی دوا لگائی، جسمیں خوشبو تھی، پھر دوسرا ایک زخم پیدا ہوا پھر ان دونوں زخموں میں ساتھ دوا لگائی پس جب تک پہلا زخم اچھا نہ ہوگا دوسرے زخم کا کفارہ اس پر واجب نہ ہوگا[1] (بحر الرائق) اگر خوشبو کی چیز کسی کھانے میں پک گئی اور متغیر ہوگئی تو محرم پر اس کے کھانے سے کچھ واجب نہ ہوگا خواہ اس میں خوشبو باقی رہے یا نہ رہے (بدائع)

اگر خوشبو کی چیز کھانے کی چیز میں بغیر پکائے ملادی تو دیکھیں گے اگر خوشبو کی چیز مغلوب ہے تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن اگر خوشبو آتی ہے تو مکروہ ہوگی اور اگر خوشبو غالب ہے تو جزا واجب ہوگی، اگر خوشبو کی چیز پینے کی چیز میں ملادی تو دیکھیں گے اگر خوشبو غالب ہے تو قربانی لازم ہوگی اور اگر خوشبو غالب نہیں ہے تو صدقہ لازم ہوگا، لیکن اگر اس کو (جسمیں خوشبو غالب نہیں ہے) کئی مرتبہ پیا تو قربانی لازم ہوگی (نہر الفائق) اگر خوشبو کھانے کی چیز میں ملائے بغیر کھائے اور وہ زیادہ ہے تو قربانی لازم ہوگی (بدائع) اگر ایسے گھر میں داخل ہوا، جو خوشبو میں بسا ہوا تھا اور اس کی وجہ سے اس کے کپڑوں میں بھی خوشبو آنے لگی، تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اس لئے کہ خود اس نے کوئی نفع حاصل نہیں کیا، لیکن اگر کپڑے

---

[1] اگر پہلا زخم اچھا ہوگیا اور پھر دوسرے زخم میں دوا لگائی، تو دو کفارے واجب ہوں گے۔

(مترجم)

خوشبو میں بسے ہوئے تھے اور اس میں بھی خوشبو آنے لگی تو اگر زیادہ خوشبو آگئی ہے تو قربانی واجب ہوگی، اگر خوشبو تھوڑی ہے تو صدقہ واجب ہوگا اس لئے کہ خود اس سے نفع حاصل کیا ہے اور اگر کپڑوں میں کچھ خوشبو نہ بسی تو کچھ واجب نہ ہوگا (محیط سرخسی) اگر بدن پر تیل لگایا اور وہ خوشبودار ہے جیسے روغن بنفشہ اور اسی طرح تمام وہ تیل جو خوشبودار ہیں ان سب کا حکم یہ ہے کہ اگر کامل عضو کو لگائے گا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر وہ تیل خوشبودار نہیں ہے، جیسے زیتون اور تل کا تیل، تب بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق قربانی لازم ہوگی (بدائع) جب خوشبو لگانے کی وجہ سے جزا لازم ہے تو اس کا بدن یا کپڑے سے دور کرنا بھی لازم ہے اور کفارہ ادا کرنے کے بعد بھی اگر اس کو دور نہ کیا تو دوسری قربانی کے واجب ہونے میں اختلاف ہے، اظہر یہ ہے کہ باقی رہنے کی وجہ سے دوسری قربانی واجب ہوگی (بحر الرائق) پھول، خوشبودار چیز اور خوشبودار پھلوں کے سونگھنے سے کچھ لازم نہیں ہوتا لیکن ان کا سونگھنا مکروہ ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر مشک، کافور یا عنبر کو اپنے تہ بند کے کنارے میں باندھ لیا تو فدیہ لازم ہوگا، اور اگر عود باندھا تو کچھ لازم نہ ہوگا اگرچہ اس کی خوشبو آرہی ہو، عطار کی دوکان پر بیٹھنے میں، یا ایسی جگہ بیٹھنے میں جہاں خوشبو کی دھونی دی گئی ہو، کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن خوشبو سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے، احرام والے شخص کو خبیص (حلوا) کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، خبیص ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے، جس میں زعفران ڈالا جاتا ہے (سراج الوہاج) اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی تھی، پھر احرام کے بعد وہ بدن کے کسی دوسرے حصہ میں منتقل ہوگئی، تو بالاتفاق کچھ واجب نہ ہوگا (بحر الرائق)

دوسری فصل لباس کے مسائل

اگر محرم نے سلے ہوئے کپڑے عادت کے مطابق ایک دن رات تک پہن لئے تو قربانی واجب ہوگی اور اگر اس سے کم پہنے تو صدقہ لازم ہوگا (محیط) خواہ بھولے سے پہن لے یا جان کر پہنے اور اس مسئلہ کے حکم سے واقف ہو یا ناواقف ہو اور اپنے اختیار سے پہنے یا کسی کی زبردستی سے (بحر الرائق) اگر اپنے دونوں مونڈھوں پر قبا ڈالی اور دونوں ہاتھ آستینوں میں داخل نہ کئے، تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اسی طرح اگر طیلسان پہنی اور اس کی گھنڈیاں نہ لگائیں تب بھی یہی حکم ہے، اگر قبا یا طیلسان کی گھنڈیاں دن بھر لگائے رکھیں تو قربانی لازم ہوگی، اگر چادر یا تہ بند کو کسی رسی سے دن بھر باندھ رکھا تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے (فتح القدیر) اگر محرم نے سلا ہوا کپڑا کئی دن تک پہنا اور رات دن میں کبھی نہ نکالا، تو بالاتفاق ایک قربانی کافی ہے اور قربانی دینے کے بعد پھر اگر دن بھر پہنا تو بالاتفاق دوسری قربانی واجب ہوگی، اس لئے کہ اس مداومت کرنا دوسرے لباس کے حکم میں ہے، چنانچہ اگر کسی نے سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھا، پھر اس کے بعد دن بھر یہ کپڑے پہنے رہا، تو اس پر قربانی لازم ہو جائے گی اور اگر سلے ہوئے کپڑے اتار دیئے اور یہ ارادہ کیا، کہ اس کو نہ پہنے گا، پھر سلا ہوا کپڑا پہن لیا، اگر پہلے کا کفارہ ادا کر چکا ہے تو اس پر دوسرا کفارہ بالاتفاق واجب ہے، اور اگر ابھی پہلے کا کفارہ نہ دیا تھا تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دو کفارے لازم ہوں گے اور اگر سلا ہوا کپڑا دن میں پہن لیتا ہے اور رات کو اتار دیتا ہے، لیکن اس ارادہ سے نہیں اتارتا کہ دوبارہ نہ پہنے گا، تو بالاتفاق ایک ہی قربانی لازم ہوگی (شرح طحاوی) اگر دن کے کچھ حصہ میں قمیص پہنی، پھر اسی دن پائجامہ پہن لیا، پھر اسی دن موزے پہنے اور ٹوپی اوڑھی، تو ایک کفارہ واجب ہوگا (محیط سرخسی) اگر محرم نے دن بھر اپنے سر یا منہ کو ڈھکے رکھا تو اس پر قربانی لازم ہوگی اور اگر ایک دن سے کم ڈھکا، تو صدقہ لازم ہوگا (خلاصہ) اسی طرح اگر رات بھر اپنے سر یا منہ کو ڈھکے رکھا تب بھی یہی حکم ہے یعنی قربانی لازم ہوگی، خواہ جان کر ڈھکا ہو، یا بھولے سے، یا سوتے میں ڈھکا ہو (سراج الوہاج) اگر دن بھر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ ڈھکا، تو اس پر قربانی واجب

ہو گی اور اگر اس سے کم ڈھکا تو صدقہ واجب ہو گا، روایت مشہور میں بھی مذکور ہے (محیط) بیماری کے بغیر سر پر یا منہ پر پٹی باندھنا مکروہ ہے اگر دن بھر پٹی باندھے رکھی تو صدقہ واجب ہو گا (شرح طحاوی)، اور اگر اپنے بدن پر کسی اور جگہ پٹی باندھی اگرچہ بڑی ہو کچھ واجب نہ ہو گا لیکن عذر کے بغیر پٹی باندھنی مکروہ ہے (فتح القدیر) اگر محرم نے کوئی ایسی چیز اپنے سر پر رکھی، جس سے سر نہیں ڈھکا کرتے، جیسے طشت، برتن اور گیہوں ناپنے کا پیمانہ، یا اس کے علاوہ اور چیزیں، تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا اور اگر کپڑے کی قسم کی کوئی ایسی چیز رکھی، جس سے سر ڈھکتے ہیں تو جزا لازم ہو گی (محیط)

اگر محرم نے کسی محرم یا غیر محرم کو سلا ہوا یا خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنا دیا، تو بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہ ہو گا (ظہیریہ) اگر صاحبِ احرام سلا ہوا کپڑا پہننے پر مجبور تھا لیکن اس نے ضرورت کے موقعہ پر ایک کپڑے کے بجائے دو کپڑے پہن لئے، تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہو گا اور اس کو ضرورت کا کفارہ کہتے ہیں، مثلاً ایک قمیص کے پہننے پر مجبور تھا اور اس نے دو قمیص پہن لیں یا ایک قمیص اور ایک جبہ پہن لیا یا ایک ٹوپی کی ضرورت تھی اور اس نے ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی باندھ لیا تو ایک ہی کفارہ واجب ہو گا اور اگر دو کپڑے دو مختلف جگہوں پر پہنے، ایک ضرورت کے موقعہ پر اور دوسرے غیر ضرورت کے موقعہ پر، مثلاً اس کو عمامہ یا ٹوپی کی ضرورت تھی اور اس نے ان دونوں کے ساتھ قمیص بھی پہن لی، یا اس قسم کی کوئی اور صورت ہو تو اس پر دو کفارے لازم ہوں گے ایک ضرورت کی وجہ سے اور دوسرے اختیار کی وجہ سے اور اگر ضرورت کی وجہ سے کپڑا پہنا تھا پھر وہ ضرورت جاتی رہی اور اسی طرح ایک یا دو دن پہنے رکھا پس جب تک ضرورت کے زائل ہونے میں شک ہے اس وقت تک ضرورت کا کفارہ واجب ہو گا، اور جب ضرورت کے زائل ہو جانے کا یقین ہو جائے، تو اس پر دو کفارے لازم ہوں گے، ایک کفارۂ ضرورت اور دوسرے کفارۂ اختیار (بدائع)

ایک مفید اصول اس قسم کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ ضرورت کے موقعہ پر زیادتی مستقل خیانت نہیں شمار کیجاتی، بلکہ کل کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور اگر موقعِ ضرورت کے علاوہ کہیں اور زیادتی پائی جائے تو مستقل خیانت شمار ہوتی ہے (محیط ذخیرہ) محرم اگر بیمار ہو گیا، یا اس کو بخار آ گیا، اور اس کو کبھی کپڑا پہننے کی ضرورت پڑتی ہے اور کبھی نہیں پڑتی، تو جب تک بیماری زائل نہیں ہو گی اس وقت تک ایک ہی کفارہ لازم ہو گا اور اگر پہلا بخار اتر گیا اور دوسرا بخار چڑھ گیا، یا پہلی بیماری ختم ہو گئی اور دوسری بیماری پیدا ہو گئی تو حضرت امام اعظم اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول کے مطابق اس پر دو کفارے لازم ہوں گے (شرح طحاوی) اگر دشمن مقابلہ پر آ گیا اور کپڑے پہننے کی ضرورت پڑی اس نے کپڑے پہن لئے پھر دشمن چلا گیا اور اس نے کپڑے اتار دیئے پھر دشمن لوٹا، یا دشمن نہیں گیا تھا، بلکہ صورت یہ تھی کہ وہ دن میں ہتھیار باندھ کر لڑتا تھا اور رات میں آرام کیا کرتا تھا تو جب تک یہ عذر زائل نہ ہو اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہو گا،

ان مسائل میں بطور اصل یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک کپڑے کی ضرورت ہے یا مختلف کپڑوں کی، صورت لباس کا اعتبار نہیں کیا جاتا (بدائع)

تیسری فصل سر کے بال منڈوانے اور ناخن ترشوانے کے مسائل

اگر بلا ضرورت سر کے بال منڈوائے تو قربانی واجب ہو گی، اس کے سوا کسی اور چیز سے کفارہ ادا نہیں ہو سکتا (شرح طحاوی) حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق حرم اور غیر حرم میں سر کے بال منڈوانے برابر ہیں، حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ اگر غیر حرم میں سر کے بال منڈوائے تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر چوتھائی یا تہائی سر کے بال منڈوائے تو قربانی واجب ہو گی اور اگر چوتھائی سے کم سر کے بال منڈوائے، تو صدقہ واجب ہو گا (شرح طحاوی)، اگر چوتھائی داڑھی یا اس سے

زیادہ منڈائی، تو قربانی واجب ہوگی اور اگر چوتھائی سے کم منڈوائی تو صدقہ واجب ہوگا (سراج الوہاج) اگر گردن کے تمام بال منڈوائے تو قربانی واجب ہوگی (ہدایہ) ناف کے نیچے کے بال، یا بغلوں کے بال مونڈے، یا دونوں جگہوں کے، یا ان میں سے کسی جگہ کے بال اکھاڑے تو قربانی واجب ہوگی (سراج الوہاج) اگر ایک بغل کے بال نصف سے زائد مونڈے تو صدقہ واجب ہوگا (شرح طحاوی) اگر پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق قربانی واجب ہوگی (فتاوی قاضی خاں)

اگر مونچھوں کے بال تراشے تو دیکھیں گے، کہ جو بال تراشے گئے ہیں وہ چوتھائی داڑھی کے کس حصہ کے برابر ہیں اسی حساب سے اس پر فدیہ واجب ہوگا، مثال کے طور پر اگر وہ بال چوتھائی داڑھی کے چوتھے حصہ کے برابر ہوں تو اس پر بکری کی چوتھائی قیمت واجب ہوگی (ہدایہ) اگر ایک عضو کے پورے بال مونڈے تو قربانی واجب ہوگی اور اگر اس سے کم مونڈے تو صدقہ واجب ہوگا، یہاں عضو سے ران پنڈلی اور بغل مراد ہے، سر اور ڈاڑھی مراد نہیں ہے (محیط)

اگر سر ناک یا داڑھی کے چند بال اکھاڑے، تو ہر بال کے بدلے ایک مٹھی غلہ واجب ہوگا (فتاوی قاضی خاں) اگر ایک شخص اصلع ہو (جس کے بال اڑ گئے ہوں) اور اس کے بال چوتھائی سر سے کم ہیں تو ان کے منڈوانے میں اس پر صدقہ واجب ہوگا اور اگر چوتھائی سر کے بال ہیں تو قربانی واجب ہوگی (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اگر محرم کے روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر محرم نے سر یا داڑھی کھجائی اور اس سے ایک بال ٹوٹ گیا تو صدقہ واجب ہوگا (سراج الوہاج) اگر سر، داڑھی، بغل اور تمام بدن کے بال مونڈوائے تو دیکھیں گے اگر یہ سب ایک جگہ مونڈے تو ایک قربانی واجب ہوگی، اور اگر ہر عضو کے بال الگ الگ مقام پر مونڈے تو ہر ایک کے عوض قربانی لازم ہوگی، یہ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ کا قول ہے، اگر سر کے بال مونڈے اور اس کے بدلے قربانی ذبح کردی اور وہ اسی جگہ رہا، پھر داڑھی مونڈوائی، تو دوسری قربانی لازم ہوگی، اگر چوتھائی سر ایک مجلس میں اور چوتھائی سر دوسری مجلس میں پھر اسی طرح دوسری مجلسوں میں چوتھائی چوتھائی سر مونڈوا کر چار مجلسوں میں پورا سر منڈوا دیا تو اگر پہلے کا کفارہ ابھی تک ادا نہیں کیا تو بالاتفاق ایک ہی قربانی لازم ہوگی (فتح القدیر) اگر کسی محرم یا غیر محرم کے سر کے بال مونڈے اور وہ خود محرم تھا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا. خواہ اس کے حکم سے سر کے بال مونڈے ہوں یا حکم کے بغیر مونڈے .... لیکن اس نے خوشی سے منڈوائے ہوں، یا زبردستی سے منڈوائے ہوں (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اور اگر غیر محرم نے کسی محرم کا سر اس کے حکم سے یا بغیر حکم کے مونڈا، تو محرم پر کفارہ واجب ہوگا اور وہ مونڈنے والے سے کچھ نہ لے گا. (فتاوی قاضی خاں) اگر سر کے بال مونڈنے والا غیر محرم ہے تو اس پر صدقہ واجب ہوگا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اگر محرم نے کسی غیر محرم کی مونچھیں تراشیں، یا ناخن تراشے تو فقیر کو کچھ کھانا کھلا دے (ہدایہ) اگر کسی شخص نے سر کے بال نہیں منڈائے، یہاں تک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو (جرمانہ کی) قربانی لازم ہوگی، اسی طرح قارن یا متمتع نے اگر قربانی نہیں ذبح کی یہاں تک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اس کی وجہ سے (جرمانہ کی) قربانی لازم ہوگی (محیط) قارن نے اگر ذبح سے پہلے سر کے بال منڈوائے، تو اس پر دو قربانی واجب ہوں گی ایک ذبح سے پہلے بال منڈوانے کی وجہ سے اور دوسری قران کی بنا پر، یہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے (تبیین) مُحرم کو اپنے ناخن تراشنے جائز نہیں ہیں اگر ایک ہاتھ یا پیر کے ناخن بلا ضرورت تراشے تو قربانی واجب ہوگی اور اگر دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کے ناخن ایک مجلس میں تراشے تو ایک ہی قربانی کافی ہے اگر ایک ہاتھ یا ایک پیر کے تین ناخن تراشے تو صدقہ واجب ہوگا، ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں صدقہ کرے، لیکن اگر ان صدقوں کی قیمت قربانی کے برابر پہنچ جائے تو اس میں سے کچھ کم صدقہ کرے، اور اگر ایک ہاتھ کے پانچ ناخن تراشے اور کفارہ نہ دیا اور پھر دوسرے ہاتھ کے ناخن تراشے تو اگر دونوں ہاتھوں کے ناخن ایک ہی مجلس میں تراشے ہیں تو ایک قربانی واجب ہوگی

اور اگر دو مجلسوں میں تراشے تو دو قربانیاں واجب ہوں گی، اور اگر ایک ہاتھ کے پانچ ناخن ایک مجلس میں تراشے اور چوتھائی سر کے بال منڈوائے اور کسی عضو پر خوشبو لگائی تو ان میں ہر ایک کے بدلے علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی خواہ ایک مجلس میں کرے یا مختلف مجلسوں میں

اگر چاروں ہاتھ پیروں میں پانچ متفرق ناخن تراشے تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں صدقہ کرے اسی طرح چاروں ہاتھ پیروں میں سے جس کے ناخن تراشے تو صدقہ واجب ہوگا، اگر سب ملا کر سولہ ناخن ہوئے تو ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں صدقہ کرے لیکن اگر اسکی قیمت قربانی کے برابر پہنچ جائے تو اس میں سے کم کردے (شرح طحاوی) محرم کا ناخن ٹوٹ گیا، لیکن اٹکا رہا اور اس نے علیحدہ کردیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (کافی) بالوں کو اکھاڑنے، کاٹنے، نورہ وغیرہ سے صاف کرنے اور دانتوں سے نوچنے کا حکم وہی ہے جو بالوں کے مونڈنے کا ہے (سراج الوہاج)

سابقہ فصلوں سے متعلقہ مسائل

جو اعمال اس قسم کے ہیں کہ ان کو اپنے ارادہ اور اختیار سے کرنے میں قربانی لازم آتی ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر کے بال منڈانا، خوشبو لگانا، ناخن تراشنا وغیرہ، تو اگر ان کو کسی ضرورت یا مجبوری سے کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا جو نسا چاہے کفارہ دے (شرح طحاوی)

کفارے کی تین قسمیں

اور کفارے تین ہیں (۱) قربانی ذبح کرنا (۲) صدقہ کرنا (۳) روزے رکھنا، اگر قربانی اختیار کرے تو حرم میں ذبح کرے (محیط) اگر حرم سے باہر ذبح کرے گا، تو قربانی ادا نہ ہوگی، لیکن اگر اس نے قربانی کا گوشت چھ مسکینوں پر صدقہ کردیا اور ہر مسکین کو اتنا دیا کہ جس کی قیمت نصف صاع گیہوں کے برابر ہے، تو کفارہ ادا ہو جائے گا (شرح طحاوی) اور اگر روزے رکھنے چاہے تو جہاں چاہے تین روزے رکھے (محیط) خواہ مسلسل تین روزے رکھے، یا ناغہ کر کے رکھے (شرح طحاوی) اور اگر صدقہ دینا چاہے تو چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں کا صدقہ کرے، ہر مسکین کو نصف صاع دے، مکہ کے فقیروں کو صدقہ دینا افضل ہے اور اگر باہر کے فقیروں کو دیا تو جائز ہے، اس صدقہ کا دوسرے کو مالک کردینا یا مباح کردینا دونوں باتیں حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہیں، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مالک کردینے کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں ہے (ظہیریہ، شرح طحاوی)

چوتھی فصل — جماع کرنے کا بیان

اگر فرج سے باہر جماع کی، یا شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا، تو اس سے حج اور عمرہ فاسد نہیں ہوتا، خواہ اسے انزال ہو یا نہ ہو لیکن قربانی واجب ہوگی (محیط سرخسی)، اسی طرح اگر عورت سے شہوت کے ساتھ چپٹ گیا تو قربانی واجب ہوگی) اور اگر کسی چوپائے کے داخل کردیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن اگر انزال ہو جائے، تو قربانی لازم ہوگی اور حج اور عمرہ فاسد نہ ہوگا (شرح طحاوی، باب الحج والعمرۃ) اگر کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھا اور انزال ہو گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، جیسے کسی کے تصور کرنے سے اگر انزال ہو جائے تو کچھ واجب نہیں ہوتا (ہدایہ) اسی طرح اگر بہت دیر تک دیکھتا رہا یا بار بار دیکھتا رہا تو کچھ واجب نہ ہوگا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اسی طرح احتلام سے غسل کے علاوہ کوئی اور چیز واجب نہیں ہوتی، اگر ہاتھ کے عمل سے منی نکالی اور انزال ہو گیا، تو حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس صورت میں اس پر قربانی واجب ہوگی (سراج الوہاج)، اگر صرف حج کا احرام باندھا تھا اور وقوف عرفہ سے پہلے اپنی زوجہ سے صحبت کرلی اور وہ دونوں محرم تھے تو دونوں کی شرم گاہیں ملتے ہی اور حشفہ غائب ہونے ہی دونوں کے حج فاسد ہو جائیں گے، دونوں پر واجب ہے

کو اسی طرح حج کے تمام افعال ادا کریں اور فاسد حج کو پورا کر لیں اور ان میں سے ہر ایک پر قربانی لازم ہوگی، اس قربانی میں بکری بھی کافی ہے اور آئندہ سال ان پر حج کرنا لازم ہوگا، عمرہ واجب نہ ہوگا (شرح طحاوی) بھولے سے جماع کرنا، یا جان کر جماع کرنا، یا کسی کی زبردستی اور جبر سے جماع کرنا اور سوتے میں جماع کرنا برابر ہے، لڑکا یا مجنون اگر جماع کرے تب بھی یہی حکم ہے (محیط سرخسی)

شوہر اگر ایسا لڑکا تھا کہ اس طرح کے لڑکے صحبت کر لیتے ہیں تو عورت کا حج فاسد ہو جائے گا، لڑکے کا حج فاسد نہ ہوگا، اور اگر زوجہ ایسی بچی تھی کہ جن بچیوں کے ساتھ صحبت کر سکتے ہیں تو حکم اس کے برعکس ہوگا (یعنی شوہر کا حج فاسد ہوگا زوجہ کا نہ ہوگا (فتح القدیر)

اگر وقوف عرفہ سے پہلے صحبت کی، اور پھر ایک مرتبہ اور صحبت کر لی، تو دیکھیں گے اگر ایک ہی مجلس میں صحبت کی ہے تو ایک ہی قربانی لازم ہوگی، اور اگر دو مجلسوں میں کی ہے تو ہر ایک کے عوض ایک ایک قربانی لازم ہوگی، یہ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ کا قول ہے اور اگر بار بار مجامعت احرام کو توڑ دینے کی وجہ سے کی تب بھی ایک قربانی سے زیادہ لازم نہ ہوگی، خواہ ایک مجلس میں صحبت کرے، یا کئی مجلسوں میں (شرح طحاوی)

اگر وقوف عرفہ کے بعد صحبت کی، خواہ بھولے سے کی یا جان کر تو حج فاسد نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں) اور ان میں سے ہر ایک پر اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی، اور اگر بار بار صحبت کی، اور مجلس ایک ہے، تو ایک اونٹ یا ایک گائے ہی کی قربانی واجب ہوگی، اور اگر مجلسیں دو ہیں، تو حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ کے قول کے مطابق پہلی صحبت کے عوض اونٹ یا گائے کی قربانی اور دوسری کے عوض بکری کی قربانی لازم ہوگی (شرح طحاوی) اور اگر دوسری مرتبہ صحبت احرام توڑنے کی وجہ سے کرے تو قربانی واجب نہ ہوگی (محیط) اگر سر کے بال منڈوانے کے بعد صحبت کی، تو بکری کی قربانی واجب ہوگی (کافی) اگر طوافِ زیارت پورا کرنے کے بعد یا آدھے سے زیادہ طواف کرنے کے بعد صحبت کی تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر تین پھیرے کرنے کے بعد صحبت کر لی، تو اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی اور حج پورا ہو جائے گا (شرح طحاوی) اگر سر کے بال نہ منڈائے یہاں تک کہ طواف زیارت کر لیا اور پھر حلق کرانے سے پہلے صحبت کر لی تو بکری کی قربانی واجب ہوگی (تبیین) اور اگر عمرہ کے طواف کے چار پھیرے لگانے سے پہلے جماع کر لیا تو اس کا عمرہ فاسد ہو جائے گا، اسی طرح اس کو پورا کرے اور دوبارہ قضا کرے، اور بکری کی قربانی اس پر واجب ہوگی، اور اگر چار چکر لگانے کے بعد صحبت کی تھی، تو بکری کی قربانی لازم ہوگی لیکن اس کا عمرہ فاسد نہ ہوگا (ہدایہ)

اگر عمرہ کرنے والے نے دو مرتبہ دو علیحدہ مجلسوں میں صحبت کی، تو دوسری مجلس کے بدلے بکری کی قربانی لازم ہوگی، اسی طرح اگر سعی سے فارغ ہونے کے بعد صحبت کی تو بکری کی قربانی لازم ہوگی (ایضاح) یہ حکم اس صورت میں ہے جب سر کے بال منڈوانے سے پہلے صحبت کی ہو اور اگر سر کے بال منڈوانے کے بعد صحبت کی ہے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (شرح طحاوی) اگر قارن نے عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے صحبت کر لی تو اس کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہو جائیں گے، ان دونوں کے افعال اسی طرح ادا کرتا رہے اور آئندہ سال اس پر حج اور عمرہ دونوں واجب ہوں گے اور قران کی قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی (محیط) اور اس پر دو بکریوں کی قربانی لازم ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر قارن نے عمرہ کے بعد اور وقوفِ عرفہ سے پہلے صحبت کی، تو اس کا حج فاسد ہوگا، اور عمرہ فاسد نہ ہوگا اور اس پر دو قربانی لازم ہوں گی اور آئندہ سال حج کی قضا لازم ہوگی اور قران کی قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی، اسی طرح اگر عمرہ کے طواف کے چار پھیروں کے بعد صحبت کر لی، تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وقوف عرفہ کے بعد صحبت کی تو اس کا حج اور عمرہ فاسد نہ ہوگا، تو حج کے بدلے اونٹنی اور عمرہ کے بدلے بکری کی قربانی لازم ہوگی، اور قران کی بھی قربانی لازم ہوگی (محیط) اور اگر طوافِ زیارت پورا کر لینے کے بعد یا طواف کے اکثر پھیروں کے بعد صحبت کی تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر سر کے بال منڈوانے یا کتروانے سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا تو اس پر دو بکریوں

کی قربانی لازم ہو گی، اس لئے کہ حج اور عمرہ۔۔ دونوں کا احرام ابھی باقی ہے اور اگر ایک ہی مجلس میں دوبارہ صحبت کرلی تو اس پر قربانی کے علاوہ کوئی اور چیز واجب نہ ہوگی، اور اگر دوسری مجلس میں صحبت کی تو اس پر دو قربانی اور لازم ہوں گی اور اس قربانی میں دو بکریاں کافی ہیں (شرح طحاوی) اور اگر متمتع ہے اور خود قربانی کو ہانک کر نہیں لے گیا تھا تو وہی حکم ہے، جو صرف حج کرنے والے یا صرف عمرہ کرنے والے کا بیان ہوا اور اگر خود قربانی ہانک کر لےچلا تھا، تو متمتع اور قارن کا حکم بعض احکام میں برابر ہے۔

متمتع اور قارن کے مشترک احکام

اور وہ یہ ہیں، اگر عمرہ کے طواف سے یا وقوف عرفہ سے پہلے صحبت کی تو متمتع کی قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی؛ اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد صحبت کی تو دو قربانی واجب ہوں گی (محیط) عورت اور مرد اس حکم میں برابر ہیں۔ اگر عورت سے سوتے میں زبردستی صحبت کرلی، یا عورت سے لڑکے یا مجنون نے صحبت کی تب بھی یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

(پانچویں فصل) طواف، سعی اکڑ کر چلنے اور جمرات پر کنکریاں مارنے کی جنایات

اگر بلا وضو طوافِ زیارت کیا تو بکری کی قربانی واجب ہوگی اور جنابت کی حالت میں کیا تو اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہو گی اگر نصف سے زائد طواف، جنابت، یا بے وضو ہونے کی حالت میں کیا تب بھی یہی حکم ہے افضل یہ ہے کہ جب تک مکہ میں مقیم ہے طواف کا اعادہ کرے اور اس پر قربانی واجب نہ ہوگی اور اصح یہ ہے کہ بے وضو ہونے کی صورت میں اعادہ مستحب ہے اور جنابت کی حالت میں واجب ہے۔ اگر بے وضو طواف کیا تھا اور پھر اس کا اعادہ کیا تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی، اگرچہ ایام نحر کے بعد اعادہ کیا ہو، اگر جنابت کی حالت میں طواف کیا اور ایام نحر میں اس کا اعادہ کیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر قربانی کے دنوں کے بعد اعادہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی واجب ہوگی (کافی)، اور اونٹ یا گائے کی قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی (سراج الوہاج) اگر جنابت کی حالت میں طواف کیا اور اپنے اہل وعیال کے پاس چلا آیا تو اس پر واجب ہے، کہ نیا احرام باندھ کر پھر لوٹے اور اگر نہ لوٹا اور اونٹ یا گائے کی قربانی بھیجدی تو کافی ہے، لیکن لوٹنا افضل ہے۔ اگر بے وضو طواف کیا اور اپنے اہل وعیال میں چلا گیا، تو اگر واپس ہوا اور طواف کیا تو جائز ہے اور بکری کی قربانی بھیجدی تو افضل ہے (تبیین) جس شخص نے طوافِ زیارت میں تین چکر یا اس سے کم چھوڑے تو بکری کی قربانی لازم ہوگی اگر اپنے اہل وعیال میں چلا آیا اور پھر طواف کے لئے نہ لوٹا اور قربانی کے لئے بکری بھیجدی تو جائز ہے (ہدایہ)

اگر طوافِ زیارت آدھے سے کم بلا وضو کیا تھا اور اپنے اہل وعیال میں چلا آیا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا ہر پھیرے کے عوض نصف صاع گیہوں کا صدقہ کرے، لیکن اگر صدقہ کی قیمت قربانی کے برابر پہنچ جائے تو اس میں سے جو مناسب سمجھے کم کردے، اگر طوافِ زیارت آدھے سے کم جنابت کی حالت میں کیا اور اپنے اہل وعیال کے پاس واپس لوٹ آیا، تو قربانی واجب ہوگی اور بکری کی قربانی کافی ہے اور اگر ابھی مکہ ہی میں مقیم تھا اور طہارت کی حالت میں اعادہ کرلیا تو واجب شدہ قربانی ساقط ہو جائے گی اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر قربانی کے ایام میں اس کا اعادہ کرلیا، تو قربانی ساقط ہو جائے گی، اور اگر اس کے بعد اعادہ کیا تو ہر پھیرے کے عوض نصف صاع گیہوں کا صدقہ واجب ہوگا (شرح طحاوی باب الحج والعمرہ)

اگر طوافِ زیارت میں کپڑے پر قدر درہم سے زائد نجاست لگی ہوئی تھی تو کراہت کیسا تھ جائز ہے اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا (محیط) اگر طوافِ صدر بے وضو ہونے کی حالت میں کیا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا، یہی اصح ہے اگر طوافِ زیارت نصف سے کم بلا وضو کیا تھا تب بھی

سب روایات کے بموجب صدقہ واجب ہوگا اور دوبارہ طواف کرنے سے بالاتفاق ساقط ہو جائے گا (سراج الوہاج) اگر طوافِ صدر پورا یا اکثر جنابت کی حالت میں کیا تو قربانی واجب ہوگی، اور اگر اپنے بال بچوں میں چلا آیا تو بکری کی قربانی کافی ہے اگر مکہ میں مقیم تھا اور دوبارہ طواف کر لیا تو قربانی ساقط ہو جائے گی اور تاخیر کی وجہ سے بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہ ہوگا

اگر طوافِ صدر آدھے سے کم جنابت کی حالت میں کیا اور اپنے اہل وعیال میں چلا آیا تو ہر پھیرے کے بدلے نصف صاع گیہوں کا صدقہ واجب ہوگا اور اگر مکہ میں مقیم تھا اور دوبارہ طواف کر لیا تو بالاتفاق صدقہ ساقط ہو جائے گا (شرح طحاوی باب الحج والعمرۃ)

اگر طوافِ صدر پورا یا اکثر چھوڑ دیا تو بکری کی قربانی واجب ہوگی، اور اگر طوافِ صدر میں تین پھیرے چھوڑ دیئے، تو تین فقیروں کو کو کھانا دینا اس پر واجب ہوگا اور ہر فقیر کو نصف صاع گیہوں صدقہ کرے (کافی) اگر جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو دوبارہ طواف کرنا اس پر واجب ہے پس اگر ایامِ تشریق کے آخر میں طہارت کی حالت میں طوافِ صدر کر لیا تو طوافِ صدر طوافِ زیارت کے قائم مقام ہو جائے گا اور طوافِ صدر اس کے ذمے باقی رہے گا اور اس کے چھوڑنے کی وجہ سے قربانی واجب ہوگی یہ حکم بلا اختلاف ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک طوافِ زیارت میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ایک قربانی اور واجب ہوگی (محیط)

اور اگر طوافِ زیارت بلا وضو کیا اور طوافِ صدر ایامِ تشریق کے آخر میں طہارت کی حالت میں کیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی (تبیین) اگر طوافِ زیارت بلا وضو کیا اور طوافِ صدر جنابت کی حالت میں کیا تو اس پر بالاتفاق دو قربانی لازم ہوں گی، ایک قربانی طوافِ زیارت کی اور ایک قربانی طوافِ صدر کی، اور اگر طوافِ صدر اور طوافِ زیارت دونوں کو چھوڑ دیا، تو اس پر ہمیشہ عورت حرام رہے گی، یہاں تک کہ اس پر واجب ہے کہ پھر لوٹے اور دونوں طوافوں کو ادا کرے، اور طوافِ زیارت کی تاخیر کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق قربانی واجب ہوگی اور طوافِ صدر کے تاخیر کی وجہ سے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، اور اگر صرف طوافِ زیارت چھوڑ دیا اور طوافِ صدر کر لیا، تو طوافِ زیارت کے قائم مقام ہو جائے گا اور طوافِ صدر کے چھوڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی اور اگر طوافِ زیارت آدھے سے زیادہ چھوڑ دیا، مثلاً تین پھیرے لگائے اور طوافِ صدر کر لیا، تو طوافِ صدر کے چار پھیرے طوافِ زیارت میں لگ جائیں گے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ایک قربانی طوافِ زیارت کی تاخیر کی وجہ سے اس پر واجب ہوگی، اور تمام فقہاء کے قول کے مطابق ایک قربانی طوافِ صدر کے چار پھیرے چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوگی

اگر طوافِ زیارت میں تین پھیرے چھوڑ دیئے تو دو صدقے واجب ہوں گے ایک صدقہ تاخیر کی وجہ سے واجب ہوگا اور دوسرا طوافِ زیارت میں تین پھیرے چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوگا، اگر طوافِ زیارت اور طوافِ صدر دونوں میں سے چار چار پھیرے چھوڑ دیئے تو طوافِ زیارت سمجھا جائے گا اور کل چھ پھیرے ہوں گے اور طوافِ زیارت میں ایک پھیرا باقی رہنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی، اور طوافِ صدر چھوڑنے کی وجہ سے بھی قربانی لازم ہوگی اور اگر طوافِ زیارت اور طوافِ صدر میں سے ہر ایک کے چار چار پھیرے کئے تو طوافِ زیارت کی کمی طوافِ صدر سے پوری کی جائے گی اور ایک صدقہ طوافِ زیارت کی تاخیر کی وجہ سے اور ایک صدقہ طوافِ صدر کی کمی کی وجہ سے واجب ہوگا، اگر طوافِ زیارت کے چار پھیرے کئے اور طوافِ صدر نہ کیا، تو ہمارے نزدیک اس کا حج جائز ہوگا اور اس پر دو بکریوں کی قربانی واجب ہوگی ایک بکری طوافِ زیارت کی کمی کی وجہ سے اور دوسری بکری طوافِ صدر چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوگی یہ دونوں قربانیاں آئندہ سال بھیجے اور منیٰ میں ذبح کی جائیں (فتاویٰ قاضی خاں) اگر طوافِ قدوم بلا وضو کیا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا اور اگر جنابت کی حالت میں کیا تو بکری کی قربانی لازم ہوگی (سراج الوہاج) غایۃ البیان میں مذکور ہے، اگر طوافِ قدوم

بلا وضو کیا، اور اکڑ کر چلا اور اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو جائز ہے، اور افضل یہ ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد سعی اور رمل (اکڑ کر چلنا) دوبارہ کرے، اگر طوافِ قدوم جنابت کی حالت میں کیا، اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور اکڑ کر چلا تو اس کا اعتبار نہیں ہے اور اس پر واجب ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے اور اکڑ کر چلے (بحر الرائق)

اگر عمرہ کا طواف بلا وضو یا جنابت کی حالت میں کیا تو جب تک مکہ میں مقیم ہے، طواف کا اعادہ کرے، اور اگر اپنے اہل وعیال کے پاس آگیا اور طواف کا اعادہ نہ کیا تو بے وضو طواف کرنے کی صورت میں قربانی لازم ہوگی اور جنابت کی حالت میں استحساناً ایک بکری کافی ہے (محیط) جس شخص نے عمرہ کا طواف اور سعی بلا وضو کی پس جب تک مکہ میں مقیم ہے دونوں کا اعادہ کرے، اور اگر دونوں کا اعادہ کر لیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر اعادہ سے پہلے اپنے اہل وعیال میں چلا گیا، تو طہارت چھوڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی اور پھر مکہ کو واپس جانے کا حکم نہ کیا جائے گا اس لئے کہ رکن ادا کرنے سے وہ احرام سے نکل جائے گا اور سعی وجہ سے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا تب بھی صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے (ہدایہ)

اگر طوافِ زیارت کیا اور اس کا ستر کھلا ہوا تھا، تو جب تک مکہ میں ہے اس کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا تو قربانی واجب ہوگی (اختیار شرح مختار) اگر صفا اور مروہ کے درمیان سعی چھوڑ دی، تو قربانی لازم ہوگی اور اس کا حج پورا ہو جائے گا (قدوری) اگر جنابت، حیض یا نفاس کی حالت میں سعی کی تو اس کی سعی درست ہوگی، اگر احرام سے باہر نکلنے اور صحبت کے بعد یا حج کے زمانہ کے بعد سعی کی تب بھی یہی حکم ہے (سراج الوہاج)

اگر سواری پر طواف کیا، یا اس طرح طواف کیا کہ دوسرا اسے اٹھائے ہوئے تھا، یا صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی ان ہی دو صورتوں میں سے کسی صورت میں کی تو اگر یہ عذر کی بنا پر تھا تو جائز ہے اور کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر کوئی عذر نہ تھا تو جب تک مکہ میں ہے اس کا اعادہ کرے اور جب اہل وعیال میں چلا گیا، تو ہمارے نزدیک اس کے لئے قربانی کرے (محیط) جو شخص عرفات سے امام کے جانے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے چلا گیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر غروب کے بعد گیا، تو کچھ واجب نہ ہوگا اگر غروب سے پہلے لوٹ آیا تو صحیح قول کے مطابق قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی اور اگر غروب...... کے بعد لوٹا تو ظاہر روایت کے مطابق ساقط نہ ہوگی، اس میں فرق نہیں ہے کہ وہاں اپنے ارادہ اور اختیار سے جائے یا اونٹ کے بدکنے کی وجہ سے چلا جائے (سراج الوہاج) اگر کسی شخص نے مزدلفہ میں وقوف نہ کیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگی (ہدایہ) اگر تینوں جمروں میں سے کسی جمرہ پر کنکریاں نہ ماریں یا صرف ایک جمرہ پر کنکریاں ماریں، یا قربانی کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں نہ ماریں تو ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کچھ کنکریاں نہ ماریں تو ہر کنکری کے بدلے نصف صاع گیہوں کا صدقہ کرے، لیکن اگر اس کی قیمت ایک بکری کے برابر پہنچ جائے تو اس میں سے جو مناسب سمجھے کم کردے (اختیار شرح مختار)

قاعدہ کلیہ حج کے افعال میں سے جس فعل کو اپنے موقعہ سے مؤخر کرے گا تو بکری کی قربانی واجب ہوگی، مثلاً ایک شخص حرم سے نکلا اور اس نے اپنے سر کے بال منڈوائے، خواہ حج کے لئے سر کے بال منڈوائے ہوں، یا عمرہ کے لئے تو حضرت امام ابو حنیفہ رح اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک.... قربانی واجب ہوگی، اور اگر قارن اور متمتع ذبح سے پہلے سر کے بال منڈوالیں، تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو قربانی واجب ہوں گی اور حضرت امام محمد اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ایک قربانی واجب ہوگی (بحر الرائق)

نواں باب

شکار کے احکام

شکار کی تعریف اور دو قسمیں شکار سے مراد وہ جانور ہے جو اصل پیدائش میں وحشی ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں،

بری (خشکی کا) شکار ایک بری یعنی خشکی کا شکار اور اس سے مراد جانور ہے جس کی پیدائش خشکی میں ہو

بحری شکار اور دوسرے بحری اس سے مراد وہ جانور ہے جس کی پیدائش پانی میں ہو اس لئے کہ اس میں اصل پیدائش کی جگہ ہے اور اس کے بعد خشکی یا پانی میں رہنا عارضی ہے، پس اس سکونت سے اصل متغیر نہیں ہوتی محرم (صاحب احرام) پر بری شکار حرام ہے، بحری شکار حرام نہیں ہے (تبیین) اگر صاحب احرام کسی جانور کا شکار کرے تو اس پر جزا واجب ہوگی (متون میں لکھا ہے) اپنے ارادہ اور قصد سے شکار کرنا، یا بھولے سے شکار کرنا، یا خطا سے شکار کرنا برابر ہے خواہ اس نے پہلی بار شکار کیا ہو یا دوسری بار (سراج الوہاج) اور پہلی بار حج کرنے والا اور حج کا عادہ کرنے والا برابر ہے (تبیین) شکار کسی کی ملک ہو یا مباح دونوں برابر ہیں (محیط)

شکار کی جزا شکار کی جزا وہ قیمت ہوگی، جو دو عادل شخص اس جگہ اسی زمانہ میں جس میں اس کا شکار کیا ہے تجویز کریں اس لئے کہ جگہ اور زمانہ کے بدلنے سے قیمت بدل جاتی ہے، اگر ایسا جنگل ہو، جہاں شکار فروخت نہیں ہو سکتا تو جو موضع اس سے سب سے زیادہ قریب ہے، جہاں شکار فروخت ہو سکتا ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار کریں گے (تبیین) قیمت میں اسے اختیار ہے، چاہے اس سے کوئی قربانی خرید کر ذبح کرے، بشرطیکہ اس کی قیمت قربانی کے برابر ہو، یا غلہ خرید کر صدقہ کردے، ہر فقیر کو نصف صاع گیہوں، یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع جو صدقہ کرے یا روزے رکھے (کافی) اگر روزے رکھنے کا ارادہ کرے تو شکار کی قیمت کا اناج سے اندازہ کرے اور ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے، اب اگر اناج میں سے جو باقی بچا وہ نصف صاع سے کم ہے تو اسے اختیار ہے، چاہے تو اس کے بدلہ ایک دن کا روزہ رکھ لے اور یا اس کو صدقہ کردے (ایضاح) اور اگر شکار کی قیمت ایک فقیر کے کھانے سے کم ہے تو اسے اختیار ہے چاہے اس اناج کا صدقہ کردے یا اس کے بدلہ ایک دن کا روزہ رکھ لے (کافی)

اور اگر مارے ہوئے شکار کے بدلہ قربانی ذبح کرنے کا ارادہ ہو تو حرم میں ذبح کرے اور اس کا گوشت فقیروں پر صدقہ کردے اور اگر اس کے بدلے اناج دینا چاہے، تو کہیں بھی دے سکتا ہے یہی حکم روزہ کا ہے (یعنی کسی بھی جگہ روزہ رکھ سکتا ہے) (تبیین) اگر قربانی حرم سے باہر ادا کی تو ادا نہ ہوگی، لیکن اگر ہر فقیر کو اتنا گوشت دیا جس کی قیمت نصف صاع گیہوں کے برابر ہو تو کھانے کا صدقہ ادا ہو جائے گا، یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس کی قیمت قربانی کے برابر ہو جائے اور اگر اتنی قیمت نہیں ہے تو اس کو پورا کرے

اگر قربانی ذبح کرنے کے بعد گوشت چوری ہو گیا اور قربانی حرم میں ذبح کی تھی تو اس پر اس کا بدل واجب نہیں ہے اور اگر حرم سے باہر ذبح کی تھی تو اس کا بدل واجب ہوگا (محیط) اگر شکار کے بدلہ قربانی دینے کا ارادہ کیا اور قربانی خرید کر کچھ دام باقی بچے اور وہ اتنے نہیں ہیں کہ ان پیسوں سے کوئی قربانی خریدی جا سکے تو اسے اختیار ہے چاہے تو ہر نصف صاع گیہوں کی قیمت کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے یا اس کا اناج خرید کر فقیروں کو صدقہ کردے ہر فقیر کو نصف صاع گیہوں دے اور اگر نصف صاع سے کم باقی بچا تو ایک دن کا روزہ رکھے

یا اس کا صدقہ کردے، اور اگر اس کی قیمت دو قربانی کے برابر ہو، تو اسے اختیار ہے چاہے دو قربانی ذبح کردے، یا دونوں کے بدلہ اناج کا صدقہ کردے، یا دونوں کے بدلے روزے رکھ لے یا ایک قربانی ذبح کرے اور دوسرے کے بدلے جو کفارہ مناسب سمجھے ادا کرے، یا ایک قربانی کرے اور دوسری کے بدلے کچھ روزے رکھے اور کچھ صدقہ کرے (تبیین)

حرم اور حل کے شکار کی جزا برابر ہے

اگر محرم نے حرم میں کسی چیز کا شکار کیا تو اس پر وہی واجب ہوگا، جو حرم کے باہر شکار کرنے سے واجب ہوتا ہے اور حرم کی وجہ سے کچھ اور واجب نہ ہوگا (نہایہ) جو شخص احرام سے باہر نکلگیا اور اس نے حرم کے کسی جانور کا شکار کیا، تو اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو محرم کا ہے، لیکن اس کے لئے روزے رکھنے کافی نہ ہوں گے،

قارن پر دوگنی جزا واجب ہے

قارن نے اگر کسی جانور کا شکار کرلیا، تو دوگنی جزا واجب ہوگی (شرح طحاوی) اگر کسی نے کسی ایسے جانور کا شکار کیا، جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا، جیسے درندے جانور (بھیڑیا چیتا، شیر) تو اس پر بھی جزا واجب ہوگی اور یہ جزا ایک بکری کی قیمت سے زیادہ نہ ہوگی، اگر کسی درندے نے محرم پر حملہ کیا اور اس نے اس جانور کو مار ڈالا تو محرم پر کچھ لازم نہ ہوگا، یہی حکم اس صورت میں ہے اگر شکار محرم پر حملہ کرے اور اس کو مار ڈالے (یعنی جزا لازم نہ ہوگی) (سراج الوہاج) محرم نے اگر کسی کے تعلیم یافتہ باز کو مار ڈالا، تو تعلیم یافتہ باز کی قیمت جتنی بھی ہو اس کے مالک کو دینی پڑے گی اور غیر تعلیم یافتہ باز کی قیمت بطور حق اللہ اس پر مزید واجب ہوگی

ایک اصول

ہر وہ شکار جو کسی کا مملوک ہو، پلا ہوا ہو اور سدھا ہوا ہو اگر کوئی محرم اس کو مار ڈالے، تو تعلیم یافتہ جانور کی قیمت مالک کو اور غیر تعلیم یافتہ جانور کی قیمت بطور حق اللہ اس پر واجب ہوگی (شرح طحاوی) اسی طرح اگر غیر محرم کسی شخص کے مملوکہ تعلیم یافتہ شکار کو حرم میں مار ڈالے تب بھی یہی حکم ہے (محیط سرخسی باب قتل الصید) محرم نے اگر کسی شکار کو زخمی کردیا اور وہ مر گیا تو اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ اچھا ہوگیا اور کچھ اثر باقی نہ رہا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر کچھ اثر باقی رہا تو اس کی قیمت میں جس قدر نقصان آگیا ہے اس کا ضامن ہوگا اور اگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ جانور مر گیا، یا اچھا ہوگیا تو استحساناً پوری قیمت لازم ہوگی (محیط سرخسی) اگر زخمی کرنے کے بعد اس کو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور سبب سے مرا ہے تو صرف زخم کا ضامن ہوگا (نہر الفائق) اگر کسی شکار کو زخمی کردیا، یا اس کے بال اکھاڑے، یا کوئی عضو کاٹ لیا، تو اس وجہ سے اس کی قیمت میں جو نقصان آگیا ہے اس کا ضامن ہوگا، اگر کسی پرندے کا بازو اکھاڑ لیا، یا کسی پرندے کے پاؤں کاٹ ڈالے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا تو پوری قیمت لازم ہوگی (ہدایہ) اگر محرم نے کسی شکار کا انڈا توڑ دیا اور وہ گندہ نکلا تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر درست ہے، تو ہمارے نزدیک اس کی قیمت کا ضامن ہوگا (نہایہ) اگر کسی شکار کے انڈے کو بھونا تو تب بھی یہی حکم ہے ---- (محیط سرخسی) اگر کسی شکار کو زخمی کیا اور اس کا کفارہ دے دیا، پھر اس کو مار ڈالا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا، اور اگر قتل کرنے سے پہلے کفارہ ادا نہیں کیا تو قتل کا کفارہ اور زخمی کرنے کی وجہ سے جو نقصان ہوگیا تھا وہ واجب ہوگا (محیط) اور اگر پہلے شکار کو اتنا زخمی کردیا کہ وہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا اور پھر اس کے بعد مار ڈالا، تو کیا دوسری جزا اس پر واجب ہوگی شریعت یہ ہے کہ اگر جزا ادا کرنے سے پہلے مار ڈالا تو دوسری جزا واجب نہ ہوگی (سراج الوہاج)

غیر محرم نے حرم کے شکار کو زخمی کیا، پھر اس کی قیمت بال یا بدن کی وجہ سے بڑھ گئی اور پھر زخم کی وجہ سے وہ مر گیا، تو زخمی ہونے کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کا ضامن ہوگا اور مرنے کے دن جو اس کی قیمت تھی وہ واجب ہوگی، اور اگر زخمی کرنے کے بعد اس کی قیمت بال یا بدن کی وجہ سے گھٹ گئی اور وہ اسی زخم کی وجہ سے مر گیا تو جو اس کے زخمی ہونے کے دن قیمت تھی وہ واجب ہوگی

اور اگر جزا ادا کرنے کے بعد اس کی قیمت حرم میں بال یا بدن کی وجہ سے بڑھ گئی، پھر اس زخم کی وجہ سے مر گیا، تو اس زیادتی کا ضامن ہوگا جس طرح کفارہ دینے سے پہلے اس کا حکم تھا،

اگر محرم نے حرم سے باہر کسی شکار کو زخمی کیا، پھر وہ احرام سے نکل گیا اور شکار کی قیمت بال یا بدن کی وجہ سے بڑھ گئی، تو زخمی کرنے کی وجہ سے جو نقصان ہوا تھا وہ دینا پڑے گا اور اس کے علاوہ مرنے کے دن جو اس کی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر قیمت زیادہ ہونے سے پہلے فدیہ دے چکا تھا تو زیادتی کا ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ ابھی تک محرم ہے تو فدیہ دینے کے بعد بھی زیادتی کا ضامن ہوگا،

اور اگر شکار اس کے قبضہ میں ہے اور اس کے زخمی کرنے کا فدیہ دے دیا، پھر اس کے بعد وہ مر گیا تو از سر نو اس کی قیمت کا ضامن ہوگا جو مرنے کے دن تھی، غیر محرم نے حرم کے شکار کو زخمی کیا، لیکن اس میں بچنے کی قوت باقی تھی، پھر کسی دوسرے محرم نے اسی طرح اس کو زخمی کیا اور ان دونوں زخموں سے وہ مر گیا تو پہلے شخص پر صرف قیمت کا وہ نقصان واجب ہوگا، جو تندرست شکار کو زخمی کرنے کی وجہ سے لازم آتا ہے اور دوسرے شخص پر وہ نقصان واجب ہوگا جو زخمی شکار کو پھر زخمی کرنے کی وجہ سے لازم آتا ہے اور پھر جو اس کی قیمت باقی بچے گی وہ دونوں پر نصف نصف واجب ہوگی، اگر پہلے شخص نے اس کا ہاتھ یا پیر کاٹ دیا تو پہلا شخص اس کی پوری قیمت کا ضامن ہوگا خواہ وہ مر جائے یا نہ مرے اور دوسرا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا، جو اس کے کاٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں کمی لازم آتی ہے اور اگر وہ مر گیا تو دوسرے شخص پر وہ نصف قیمت واجب ہوگی جو دو زخموں کی حالت میں تھی اور اگر پہلے شخص کے زخمی کرنے کے بعد اور دوسرے شخص کے زخمی کرنے کے درمیان اس کی قیمت زیادہ ہو گئی پھر وہ شکار مر گیا، تو اس کے زخمی کرنے کی وجہ سے جو اس کی قیمت کم ہو گئی ہے اس کمی اور نقصان کا پہلا شخص ضامن ہوگا اور قیمت کی زیادتی اس کے ذمے نہ ہوگی نیز اس پر شکار کے مرنے کے دن کی وہ بڑھی ہوئی قیمت واجب ہوگی جو دوسرے زخم کی حالت میں تھی اور دوسرا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا، جو اس کے زخمی کرنے کی وجہ سے قیمت میں لازم آیا ہے اور بڑھی ہوئی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا، اور اس کے علاوہ دوسرے شخص پر اس کی وہ نصف قیمت بھی واجب ہوگی جو مرنے کے دن دو زخموں کی حالت میں تھی،

اور اگر دوسرے شخص نے اس کو مار ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی، تو وہ اس ان قیمت کا ضامن ہوگا، جو پہلے زخم کی حالت میں تھی اگر پہلے شخص نے ایسا زخمی کیا تھا کہ وہ ہلاک نہ ہوتا اور دوسرے شخص نے اس کے ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے اور ان دونوں کی وجہ سے وہ مر گیا، تو پہلا شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا، جو تندرست شکار کو زخمی کرنے کی وجہ سے قیمت میں لازم آیا ہے اس کے علاوہ ایسی نصف قیمت کا بھی وہ ضامن ہوگا، جو دو زخموں کی حالت میں تھی اور دوسرا شخص اس قیمت کا ضامن ہوگا، جو پہلے زخم کی حالت میں تھی، خواہ وہ مر جائے یا نہ مرے اور اگر دونوں شخص صاحب احرام تھے تب بھی یہی حکم ہے لیکن قیمت دونوں پر پوری پوری واجب ہوگی (کافی) اگر دو محرم حرم سے باہر یا حرم کے اندر کسی چیز کا شکار کریں تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی، اسی طرح اگر ایک شکار کو مارنے میں بیس احرام والے شریک ہوں تو ہر ایک پر پوری جزا لازم ہوگی (شرح طحاوی) اگر محرم کے ساتھ شکار کرنے میں کوئی لڑکا یا کافر شریک تھا تو لڑکے اور کافر پر کچھ واجب نہ ہوگا اور صاحب احرام پر پوری جزا لازم ہوگی

اگر دو غیر احرام والے حرم میں کسی شکار کو ایک ضرب سے مار ڈالیں تو ہر شخص پر نصف قیمت واجب ہوگی اور اگر ایک جماعت ایک ضرب سے قتل کرے تو اس جماعت میں جتنے لوگ ہیں، اتنے ہی اس کی قیمت کے حصے لگا کر ہر شخص پر ایک ایک حصہ واجب ہوگا اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اس کے بعد دوسرے شخص نے دوسری ضرب لگائی تو ہر شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا، جو ضرب کی وجہ سے اس کی قیمت میں لازم آیا ہے پھر ہر ایک شخص پر دو ضربوں کی حالت میں جو اس کی قیمت ہے اس کا نصف واجب ہوگا

اور اگر غیر احرام والے شخص کے ساتھ کسی چیز کے شکار کرنے میں کوئی احرام والا شریک تھا تو صاحب احرام پر پوری قیمت اور غیر احرام والے پر نصف قیمت جو اس کی دو ضربیں لگنے کی حالت میں تھی واجب ہوگی اگر غیر احرام والے نے حرم میں ایک شکار پکڑا اور دوسرے غیر احرام والے نے اس کے ہاتھ میں شکار کو مار ڈالا، تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اور شکار پکڑنے والا شکار مارنے والے سے اپنے نقصان کا رجوع کرے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر غیر احرام والے اور قارن دونوں نے حرم میں کسی شکار کو مار ڈالا، تو غیر احرام والے پر نصف قیمت اور قارن پر دو چند قیمت واجب ہوگی اگر غیر محرم ایک مفرد اور ایک قارن تینوں نے شریک ہوکر حرم کے شکار کو مار ڈالا، تو غیر محرم پر تہائی قیمت اور مفرد (صرف حج کرنے والے پر) پوری قیمت اور قارن پر دوگنی قیمت واجب ہوگی، اس قیاس پر بہت سے مسائل متفرع ہیں (شرح طحاوی)

اگر شکار کے مارنے میں غیر احرام والے نے ابتدا کی، پھر مفرد نے اور اس کے بعد قارن نے مارا اور وہ جانور مرگیا تو غیر احرام والے شخص پر وہ نقصان واجب ہوگا، جو تندرست شکار کو زخمی کرنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں لازم آیا ہو اسکے علاوہ تین زخموں کی حالت میں شکار کی جو قیمت ہے، اس کی تہائی اس پر واجب ہوگی اور مفرد پر وہ نقصان واجب ہوگا، جو زخمی شکار کو زخمی کرنیکی وجہ سے اس کی قیمت میں لازم آیا ہے، اور تین زخموں کی حالت میں شکار کی جو قیمت ہے وہ اس پر واجب ہوگی اور قارن پر وہ نقصان واجب ہوگا، جو دو زخم والے شکار کو زخمی کرنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں لازم آیا ہے اور تینوں زخموں کی حالت میں شکار کی جو قیمت ہے وہ دو چند واجب ہوگی

اگر پہلے شخص نے شکار کا ہاتھ توڑ دیا، پیر یا بازو کاٹ دیا اور دوسرے شخص نے دونوں آنکھیں پھوڑ دیں، تو پہلے شخص پر تندرست شکار کی قیمت واجب ہوگی اور دوسرے شخص پر پہلے زخم کی حالت میں جو اس کی قیمت ہے وہ واجب ہوگی اور قارن پر دو زخموں کی حالت میں جو اس کی قیمت ہو وہ دو چند واجب ہوگی (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر عمرہ کے احرام میں کسی شکار کو ایسا زخمی کیا، جس سے وہ ہلاک نہ ہوا، پھر عمرہ کے ساتھ حج کا احرام بھی شامل کرلیا اور دوبارہ اس کو زخمی کیا اور ان سب زخموں کی وجہ سے وہ مرگیا تو عمرہ کی وجہ سے اس پر تندرست جانور کی قیمت واجب ہوگی اور حج کی وجہ سے وہ قیمت واجب ہوگی جو پہلے زخم کی حالت میں تھی، اگر وہ عمرہ کے احرام سے باہر ہوگیا، پھر حج کا احرام باندھا، پھر دوبارہ اس شکار کو زخمی کیا، تو عمرہ کی وجہ سے وہ قیمت لازم ہوگی جو دوسرے زخم کی حالت میں تھی اور حج کی وجہ سے وہ قیمت لازم ہوگی، جو پہلے زخم کی حالت میں تھی، اگر عمرہ کے احرام سے نکلکر حج اور عمرہ کے قران کا احرام باندھا پھر شکار کو زخمی کیا اور وہ مرگیا تو عمرہ کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو دو زخم کی حالت میں تھی اور قران کی وجہ سے پہلے زخم کی حالت میں جو اس کی قیمت ہے اس کی دو چند واجب ہوگی

اور اگر پہلا زخم ہلاک کرنے والا تھا، مثلاً اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہے، تو عمرہ کی وجہ سے تندرست جانور کی قیمت واجب ہوگی اور قران کی وجہ سے پہلے زخم کی حالت میں اس کی جو قیمت ہے اس کی دو چند واجب ہوگی اور اگر دوبارہ بھی اس کا ہاتھ کاٹا تھا، تو پہلے زخم کی حالت میں جو واجب ہوا تھا اس مرتبہ بھی وہی واجب ہوگا (محیط سرخسی)

اگر صرف عمرہ کرنے والے نے کسی شکار کو زخمی کیا اور پھر کسی غیر احرام والے نے بھی اس کو زخمی کیا، پھر صرف عمرہ کرنے والے نے اس میں حج کا احرام بھی شامل کرلیا اور پھر اس کو زخمی کیا اور ان سب زخموں سے وہ شکار مرگیا، تو عمرہ کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو غیر احرام والے شخص کے زخمی کرنے کی حالت میں شکار کی قیمت تھی اور حج کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو سب زخموں کی حالت میں اس کی قیمت تھی اور غیر احرام والا اس نقصان کا ضامن ہوگا، جو پہلے زخم کی حالت میں دوبارہ زخمی کرنے سے اس کی قیمت میں لازم آیا ہے اس کے علاوہ تینوں زخموں کی حالت میں جو قیمت ہے وہ نصف اس پر واجب ہوگی اور اگر زخمی کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نکل گیا، پھر غیر احرام والے نے اس کو زخمی کیا، پھر پہلے شخص نے قران کیا اور اسی حالت میں اس کو دوبارہ زخمی کیا اور وہ جانور

مرگیا تو عمرہ کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا، جو اخیر کے دو زخموں کی حالت میں شکار کی قیمت تھی، اور قران کی وجہ سے پہلے دو زخموں کی حالت میں جو شکار کی قیمت ہو اس کی دو چند واجب ہوگی، اسی طرح غیر احرام والے کا بھی حکم نہیں بدلے گا اور اگر یہ سب زخم ہلاک کرنیوالے تھے جیسے ہاتھ پیر کاٹنا اور آنکھیں پھوڑنا وغیرہ تو عمرہ کی وجہ سے تندرست جانور کی قیمت لازم ہوگی اور قران کی وجہ سے پہلے دو زخموں کی حالت میں جو اس کی قیمت تھی اس کی دو چند واجب ہوگی، اور غیر احرام والے شخص پر وہ نقصان واجب ہوگا، جو زخمی شکار کو زخمی کرنے کی وجہ کر لازم آیا ہے اس کے علاوہ تینوں زخموں کی حالت میں جو شکار کی قیمت ہے اس کی نصف اس پر واجب ہوگی (کافی)

تنبیہ

اگر کئی جانوروں کو مارا تو اسی طرح کئی جزائیں واجب ہوں گی لیکن اگر شکار کرنے سے احرام سے باہر ہونے یا احرام کو توڑنے کا ارادہ کیا ہے تو یہ حکم نہیں ہے جب کہ اصل میں مذکور ہے، اگر صاحب احرام نے بہت سے شکار کئے اور یہ ارادہ کیا کہ وہ اس کی وجہ سے) احرام سے نکل جائے گا، یا احرام کو توڑ دے گا، تو ان تمام شکاروں کی وجہ سے اس پر ایک قربانی لازم ہوگی اس لئے کہ اس نے احرام سے نکلنے کا ارادہ کیا ہے احرام کی حالت میں گناہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا، اور احرام سے جلد باہر ہونے کی صورت میں ایک ہی قربانی لازم ہوتی ہے (بحر الرائق) اور اگر سبب پیدا کرنے کی وجہ سے شکار کا قتل کرنے والا قرار پایا، تو دیکھیں گے اگر سبب پیدا کرنے میں شریعت کے حکم سے تجاوز کیا ہے تو قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر شریعت کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی تو قیمت کا ضامن نہ ہوگا (مثلاً) اگر ایک شخص نے جال لگایا اور اس میں کوئی جانور پھنسکر مرگیا، یا پانی کے لئے گڑھا کھودا اور اس میں کوئی شکار گر کر مرگیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر محرم نے کسی احرام والے یا غیر احرام والے کے ساتھ شکار کرنے میں تعاون کیا تو قیمت کا ضامن ہوگا (بدائع) جس طرح محرم پر شکار کا مار ڈالنا حرام ہے اسی طرح شکار کا بتانا

شکار کے بتانے پر جزا کب لازم ہوگی

شکار کے بتانے پر جو جزا لازم ہوتی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے وہ اس سے پہلے اس شکار سے واقف نہ ہو اور اس کے بتانے کو سچ جانے (چنانچہ) اگر اس کے بتانے کو جھوٹ جانا پھر وہی شکار کسی دوسرے شخص نے بتایا اور اس کا یقین کر لیا تو جس شخص کے قول کو جھوٹ جانا ہے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اس سلسلہ میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے جب وہ شکار کرے تو بتانے والا احرام کی حالت میں ہو اور اگر بتانے والا احرام سے نکل چکا تھا، پھر اس شخص نے جس شکار کو بتایا تھا قتل کیا تو بتانے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا

اور ایک **شرط** یہ ہے کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے وہ اس شکار کو وہیں پکڑے جہاں اس نے بتایا تھا اور اگر وہ شکار اس جگہ سے چلا گیا پھر دوسری جگہ اس نے پکڑ کر قتل کیا تو بتانے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا (سراج الوہاج) اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو شکار بتایا تو دونوں شخصوں پر پوری جزا لازم ہوگی اور اگر احرام والے نے کسی غیر احرام والے کو شکار بتایا اور اس نے شکار مار ڈالا تو بتانے والے پر اس کی قیمت لازم ہوگی اور غیر احرام والے پر کچھ لازم نہ ہوگا (محیط) اگر غیر احرام والے نے کسی احرام والے یا غیر احرام والے کو شکار بتایا تو بتانے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا اور شکار مارنے والے پر جزا لازم ہوگی (محیط سرخسی)

اگر کسی شکار کی طرف اشارہ کیا، تو جس شخص کو اس نے اشارہ سے بتایا ہے اگر وہ اس کے اشارہ کرنے سے پہلے ہی شکار کو جانتا تھا یا دیکھ لیا تھا تو اشارہ کرنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اس کا یہ فعل مکروہ شمار کیا جائے گا (بدائع) اور اگر محرم نے کسی دوسرے محرم کو شکار بتایا اور اس کو مار ڈالنے کا حکم کیا اور دوسرے نے تیسرے کو حکم کیا اور تیسرے شخص نے مار ڈالا تو ان میں سے ہر شخص پر پوری پوری جزا لازم ہوگی،

اور اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو کسی شکار کی خبر دی، لیکن اس کو شکار نظر نہ آیا، پھر دوسرے محرم نے اس شکار کی خبر دی اس نے پہلے شخص کی بات کو نہ سچ جانا نہ جھوٹ، پھر شکار کو تلاش کر کے مار ڈالا تو ان میں سے ہر شخص پر جزا لازم ہوگی اور اگر محرم نے

ایک محرم کو ایک محرم کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے جا کر کہنا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اس جگہ پر شکار ہے پس اس شخص نے جا کر شکار مارڈالا تو قاصد اور بھیجنے والے اور قاتل تینوں میں سے ہر شخص پر شکار کی پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر جس شخص کے پاس پیغام بھیجا تھا اس نے پہلے ہی شکار دیکھ لیا تھا یا اس سے واقف تھا تو قاتل کے سوا کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا اور قاتل پر جزا لازم ہوگی

اور اگر محرم نے شکار کیطرف اشارہ کر کے کسی شخص سے کہا کہ اس شکار کو گھونسلے میں سے پکڑ لاؤ اور اشارہ کرنے والے کو ایک ہی شکار نظر آیا تھا پس وہ شخص گیا اور اس نے اس شکار کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے شکار کو اسی گھونسلے میں سے اور پکڑا تو حکم کرنے والے پر صرف اسی شکار کی جزا لازم ہوگی جس کا اس نے حکم کیا تھا اور دوسرے شکار کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا

اور اگر محرم نے شکار کو ایسی جگہ دیکھا جہاں تیر مارنے کے علاوہ کسی طرح اس پر قابو نہیں پا سکتا اور ایک دوسرے محرم نے تیر کمان بتائی اور دی اور اس نے تیر سے اس کو مار دیا تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی (محیط) اور اگر کسی محرم سے چھری مانگ کر شکار کو مار ڈالا تو محرم پر جزا لازم نہ ہوگی لیکن اس کا یہ فعل مکروہ ہوگا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ شخص چھری دینے کے بغیر بھی ذبح کر سکتا ہو اور اگر اس کے چھری دینے کے بغیر ذبح پر قادر نہیں تھا تو محرم قیمت کا ضامن ہوگا (محیط سرخسی)

چند احرام والے مکہ میں کسی گھر میں اترے اور اس گھر میں چڑیاں اور کبوتر تھے اور ان میں سے تین نے چوتھے سے دروازہ بند کر دینے کا حکم کیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منیٰ کو چلے گئے اور جب وہاں سے لوٹے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ جانور پیاس کی وجہ سے مر گئے تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

محرم پر شکار کا چھوڑنا واجب ہے

اگر محرم کسی شکار کو پکڑے تو اس کا چھوڑ دینا اس پر واجب ہے، خواہ اس کے ہاتھ میں ہو، یا پنجرہ میں اس کے ساتھ ہو، یا گھر میں ہو اور اگر دوسرے محرم نے اس کے ہاتھ سے چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا اس لئے کہ شکار کرنے والا اس کا مالک نہ بنا تھا، اور اگر دوسرے شخص نے اس کے ہاتھ میں قتل کر دیا تو دونوں میں سے ہر شخص پر جزا لازم ہوگی اور ہمارے تینوں اصحابؒ کے نزدیک پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ جو اس پر کفارہ واجب ہوا ہے وہ قاتل سے وصول کرے، غیر احرام والے نے ایک شکار پکڑا پھر شکار کو ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا کہ اسی حالت میں اس نے احرام باندھ لیا تو شکار کا چھوڑ دینا اس پر واجب ہے اور اگر اس نے نہ چھوڑا اور وہ اس کے ہاتھ میں مرگیا تو اس کی قیمت کا ضامن ہوگا (بدائع) اور چھوڑ دینے کی وجہ سے شکار اس کی ملکیت سے نہ نکلے گا، یہاں تک کہ اگر چھوڑ دینے کے بعد دوسرے شخص نے اس کو پکڑ لیا تو یہ احرام سے نکلنے کے بعد اس سے وصول کر سکتا ہے (شرح مجمع مصنفہ ابن ملک) اور اگر دوسرے شخص نے اس کے ہاتھ سے چھوڑ دیا تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چھوڑنے والا مالک کو قیمت دے گا اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قیمت کا ضامن نہ ہوگا اور اگر شکار پنجرہ کے اندر اس کے ہاتھ میں ہے یا اس کے گھر میں ہے تو ہمارے نزدیک اس کا چھوڑنا واجب نہیں ہے (بدائع)

ایک شخص حرم میں شکار لے کر داخل ہوا، اگر وہ واقعہ اس کے ہاتھ میں ہے تو حرم میں اس کا چھوڑ دینا واجب ہے اور اگر حقیقتاً اس کے ہاتھ میں نہیں ہے، مثلاً سامان میں ہے، یا پنجرہ میں ہے تو اس پر چھوڑنا واجب نہیں ہے (کفایہ) اگر احرام باندھا اور اس کے ہاتھ میں پنجرہ کے اندر شکار ہے، یا احرام باندھا اور پنجرہ میں شکار ہے اور حرم میں اس کو داخل نہیں کیا تو ہمارے نزدیک اس کا چھوڑ دینا واجب نہیں ہے (شرح طحاوی) اگر ایک شخص حرم میں باز لے کر داخل ہوا اور اس کو چھوڑ دیا اور اس نے حرم کے کسی کبوتر کو مار دیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (محیط سرخسی) باب قتل الصید) اگر غیر احرام والے نے کسی غیر احرام والے کا شکار غصب کر لیا، پھر غاصب نے احرام باندھا اور شکار اس کے ہاتھ میں ہے تو اس کا چھوڑ دینا اس پر لازم ہے اور اس کی قیمت مالک کو دے گا اور اگر اس نے مالک کے حوالہ کر دیا تو وہ بری الذمہ ہوجائے

گا، لیکن اس کا یہ فعل مکروہ ہوگا، اور اس پر جزا واجب ہوگی (محیط سرخسی فصل ازالۃ الایدی عن الصید) حرم میں داخل ہونے کے بعد کسی نے شکار فروخت کیا، تو اگر شکار مشتری کے پاس باقی ہے تو اس سے پہلے کا رد کرنا واجب ہوگا اور اگر مرگیا تو اس کی قیمت واجب ہوگی، اسی طرح اگر محرم شکار کو فروخت کرے تب بھی یہی حکم ہے اور اس میں فرق نہیں ہے کہ حرم کے اندر فروخت کرے یا وہاں سے نکالنے کے بعد حرم کے باہر فروخت کرے، اگر دو شخص غیر محرم حرم کے اندر شکار کی خرید و فروخت کریں اور شکار حرم سے باہر ہے، تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے، اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے اگر غیر محرم نے حرم کے شکار کو ذبح کرلیا تو قیمت کا صدقہ کرے روزے رکھنا کافی نہیں ہے اور بطور جزا قربانی کرنے میں اختلاف ہے بعض نے کہا جائز نہیں اور ظاہر روایت کے مطابق جائز ہے (تبیین)

غیر احرام والے نے اگر حرم کا شکار ذبح کیا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور احرام والا اگر حرم سے باہر یا حرم کے اندر ذبح کرے تو وہ مردار ہوگا اس لئے کہ محرم احرام کی بناء پر ذبح کا اہل نہیں ہے اور اس پر جزا واجب ہوگی (سراجیہ) محرم نے تیر سے کسی شکار کو مارا، یا کتے یا تعلیم یافتہ باز کو چھوڑا، اور اس نے شکار مار ڈالا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور اس پر جزا واجب ہوگی، اور اگر محرم نے ایسے شکار میں سے کھایا جس کو خود ذبح کیا ہے تو اگر جزا ادا کرنے سے پہلے کھایا تو جو کچھ کھایا ہے اس کا کفارہ بھی اس میں داخل ہو جائے گا اور اس پر ایک ہی جزا لازم ہوگی اور اگر جزا ادا کرنے کے بعد کھایا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جو کھایا ہے اس کی قیمت واجب ہوگی اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک توبہ و استغفار کے علاوہ اور کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر اس گوشت میں سے کسی غیر محرم یا محرم نے کھایا، تو توبہ و استغفار کے علاوہ بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہیں ہے (شرح طحاوی)

اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ محرم اس شکار کا گوشت کھائے، جس کو کسی غیر محرم نے شکار کرکے ذبح کیا ہو، یہ حکم اس صورت میں ہے کہ احرام والے نے اس کو نہ شکار بتایا اور نہ ذبح کرنے یا شکار کرنے کا حکم دیا (ہدایہ) اگر محرم نے کسی شکار کا انڈا توڑا اور اس کی جزا ادا کردی پھر اس کو بھون کر کھالیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے (غایۃ السروجی) اگر ایسے شکار کے تیر مارا، جو کچھ حرم کے اندر ہے اور کچھ باہر تو اس کے پیروں کا اعتبار ہے (یعنی پیر حرم میں ہوں تو حرم کا شکار سمجھا جائے گا اور حرم سے باہر ہوں تو حرم سے باہر کا شکار سمجھا جائیگا (محیط)

اگر شکار کے پیر حرم میں ہیں اور سر حرم سے باہر ہے تو حرم کا شکار سمجھا جائے گا اور اگر شکار کے پیر حرم سے باہر ہیں اور سر حرم کے اندر ہے تو شکار حرم سے باہر سمجھا جائے گا، اور اگر کچھ پیر حرم کے اندر ہیں اور کچھ باہر تو احتیاطاً حرم کا شکار قرار دیا جائے گا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ شکار کھڑا ہوا ہو اور اگر لیٹا ہوا ہے تو سر کا اعتبار ہے، پیروں کا اعتبار نہیں ہے، پس اگر اس کا سر حرم میں ہے اور پیر حرم سے باہر ہیں تو وہ حرم کا شکار ہوگا اور اگر سر حرم سے باہر ہے اور پیر حرم میں ہیں تو حرم سے خارج کا شکار ہوگا۔

اور اگر شکار ایسے درخت پر ہے، جس کی جڑ حرم میں ہے اور شاخیں حرم سے باہر ہیں اور شکار شاخوں پر ہے تو اس صورت میں درخت کا اعتبار نہیں ہے شکار کی جگہ کا اعتبار ہے (یعنی شکار جس جگہ بیٹھا ہوا ہے وہ حرم میں ہے تو شکار حرم کا ہوگا اور وہ حل میں ہو تو شکار بھی حل کا ہوگا) (سراج الوہاج) اگر تیر مارنے والا اور وہ شکار جس کے تیر مارا ہے ان دونوں میں سے کوئی حرم کے اندر ہو، تو تیر مارنے والے پر جزا لازم ہوگی اور اگر دونوں حرم سے باہر ہیں اور تیر حرم سے ہو کر نہیں ۔ جاتا اور پھر تیر پھینکنے والا صاحبِ احرام نہیں ہے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اس نے اگر باز یا کتے کو چھوڑا تب بھی یہی حکم ہے،

والوالجیہ میں ہے اگر حرم سے باہر کسی شخص نے ایسے شکار کے تیر مارا جو حرم سے باہر تھا اور وہ شکار زخمی ہونے کے بعد حرم میں داخل ہوا اور وہاں مرگیا تو اس پر جزا واجب نہ ہوگی، لیکن اس کا کھانا مکروہ ہے (تاتارخانیہ) اگر کسی غیر احرام والے نے شکار پر کتا چھوڑا اور وہ (شکار) حرم سے باہر ہے، کتا اس کے پیچھے گیا اور حرم کے اندر سے اس کو پکڑ لایا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن اس شکار

کو کھانا نہ چاہیئے، اور اگر غیر احرام والے نے ایسے شکار پر تیر مارا جو حرم سے باہر تھا، پھر شکار حرم میں داخل ہو گیا اور تیر حرم میں آ کر لگا تو اس پر جزا واجب نہ ہو گی (محیط) خانیہ میں ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق جزا لازم ہو گی، یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ اسے معلوم ہو کہ تیر حرم میں آ کر لگا ہے (تاتارخانیہ) حرم کے اندر بھیڑیے پر کتا چھوڑا اور اس نے کوئی شکار مار ڈالا۔ یا بھیڑیے کے لئے جال لگایا اور اس میں کوئی شکار پھنس گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی کے بھگانے سے کوئی جانور بھاگ کر کنویں میں گر گیا، یا کسی اور چیز کی ٹکر لگی تو اس پر جزا واجب ہو گی، اگر کوئی شخص سوار تھا اور جانور کو ہانک رہا آگے سے کھینچ رہا تھا اور اس جانور نے اپنے ہاتھ، پیر یا منہ سے کسی شکار کو مار ڈالا تو اس پر جزا واجب ہو گی (معراج الدرایہ) اگر کسی شخص نے حرم کی ہرنی کو حرم سے باہر نکال دیا اور وہاں اس کے بچے پیدا ہوئے، پھر وہ ہرنی اور بچے مر گئے تو اس پر ان سب کی جزا واجب ہو گی (معراج الدرایہ)

اگر کوئی غیر احرام والا ہرنی کو حرم سے باہر لے گیا، تو اس کا چھوڑ دینا اس پر واجب ہے، اور جب تک وہ حرم میں نہ پہنچ جائے وہ اس کا ضامن ہو گا، اگر حرم میں پہنچنے سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا، یا اس کے بدن یا بالوں میں زیادتی ہوئی اور اس کے کفارہ دینے سے پہلے وہ مر گئی تو کل کا ضامن ہو گا اور اگر کفارہ دینے کے بعد مری تو اصل کا ضامن ہو گا زیادتی کا ضامن نہ ہو گا اور اگر اس کو بیچ ڈالا اور مشتری کے پاس اس کے بچے پیدا ہوئے۔ یا اس کے بدن اور بالوں میں زیادتی ہوئی، پھر وہ ہرنی اور اس کے بچے سب مر گئے تو بائع نے اگر ابھی تک اس کی جزا ادا نہیں کی تو کل کا ضامن ہو گا اور اگر جزا ادا کرنے کے بعد بچے پیدا ہوئے یا زیادتی ہوئی تو اصل کا ضامن ہو گا، بچے اور زیادتی کا ضامن نہ ہو گا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

جوں مارنے پر صدقہ ہے

اگر کسی نے جوں ماری تو جو جی میں آئے صدقہ کرے، مثلاً ایک مٹھی اناج دے دے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جوں اپنے بدن سر یا کپڑے سے پکڑی ہو، اور اگر زمین سے پکڑ کر ماری، تو کچھ واجب نہ ہو گا، جوں کا مارنا یا زمین پر ڈال دینا دونوں برابر ہیں (دونوں صورتوں میں صدقہ دینا واجب ہو گا) اگر دو یا تین جوئیں ماریں تو مٹھی بھر اناج صدقہ کر دے اور اگر اس سے زیادہ جوئیں ماریں تو نصف صاع گیہوں کا صدقہ کرے، جس طرح جوں کا مارنا جائز نہیں ہے اسی طرح دوسرے شخص کو مارنے کے لئے دینا جائز نہیں ہے اور اگر دوسرے شخص کو جوں پکڑ کر مارنے کے لئے دی تو ضامن ہو گا اسی طرح جوں کی طرف اشارہ کرنا بھی جائز نہیں ہے اور یہ بھی جائز نہیں ہے، کہ کپڑے دھوپ میں اس غرض سے ڈالے ...... کہ جوئیں مر جائیں، اگر دھوپ میں کپڑے ڈالے اور جوئیں مر گئیں تو نصف صاع گیہوں واجب ہوں گے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب جوئیں زیادہ ہوں اور اگر سکھانے کے لئے دھوپ میں کپڑے ڈالے تھے اور اس سے کچھ جوئیں مر گئیں حالانکہ اس کی نیت نہ تھی تو کچھ واجب نہ ہو گا اور اگر جوئیں مارنے کے لئے اپنے کپڑے غیر احرام والے کو دیدے اور اس نے جوئیں ماردیں تو حکم کرنے والے پر جزا واجب ہو گی اور اگر اشارہ سے کسی شخص کو جوں بتلادی اور اس نے مار ڈالی تو اس شخص پر جزا واجب ہو گی، باؤلے کتے، بھیڑیے، چیل اور مردار کھانے والے کوّے کے مارنے پر کچھ واجب نہیں ہوتا اور جو کہ کھیتی کھاتے ہیں وہ شکار میں داخل ہیں، سانپ، بچھو، چوہے، تتیا، چیونٹی، کیکڑا، مکھی، بھنگا، پھر، پسو، چیچڑی اور کچھوے کے مارنے پر کچھ واجب نہ ہو گا اور زمین کے کیڑوں کے مارنے میں بھی کچھ واجب نہیں ہوتا، جیسے خارپشت[1] اور خنفسا (فتاویٰ قاضی خاں) گوہ، گرگٹ، اور بھینگر کا بھی یہی حکم ہے (سراج الوہاج) اور لومڑی جو عموماً ایذا دینے میں ابتدا نہیں

[1] سمندر کے کنارے پر ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جس کی پشت پر کانٹے ہوتے ہیں مثلاً بدبودار کیڑا۔

کرتی صاحبِ احرام کو اس کا مار دینا جائز ہے اس سے کچھ واجب نہیں ہوتا (غایۃ السروجی)

خشکی کے شکار کو مارنا محرم کے لئے جائز نہیں ہے لیکن جو جانور ایذا دینے میں ابتدا کرتے ہیں ان کا مارنا جائز ہے (جامع الصغیر مصنفہ قاضی خاں) محرم بکری، گائے، اونٹ، مرغی اور پلی ہوئی بط کو ذبح کر سکتا ہے (کنز)

حرم میں چار قسم کے درخت ہیں

تین قسم کے درخت تو ایسے ہیں، کہ جن کو کاٹنا اور ان سے نفع حاصل کرنا جائز ہے ان پر جزا لازم نہیں آتی (۱) درختوں کی ایک قسم تو یہ ہے کہ جن کو آدمیوں نے بویا ہو اور وہ اس قسم سے ہوں جن کو آدمی بویا کرتے ہیں (۲) دوسری قسم یہ ہے کہ ان کو آدمیوں نے بویا۔ لیکن اس قسم کے درخت لوگ بویا نہیں کرتے (۳) تیسری قسم یہ ہے کہ وہ درخت خود بخود جم گئے ہوں، لیکن اس قسم کے درخت لوگ بو دیا کرتے ہیں (۴) چوتھی قسم یہ ہے کہ درخت خود بخود جم گئے ہوں اور اس نوع کے درخت لوگ بویا نہیں کرتے اس کا (درختوں کی چوتھی قسم) حکم یہ ہے کہ ان کا کاٹنا اور ان سے نفع حاصل کرنا حلال نہیں ہے، اگر کوئی شخص کاٹے گا تو اس پر جزا لازم ہوگی اور اس قسم کے درخت خواہ کسی کے مملوک ہوں یا نہ ہوں سب کا حکم برابر ہے، فقہاء رحمہم اللہ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اگر کسی کی مملوکہ زمین میں ببول کا درخت جم گیا اور اس کو کسی شخص نے کاٹ دیا تو اس کی قیمت مالک کو دے گا اور اتنی ہی قیمت بطور حق اللہ اس پر واجب ہوگی (محیط)

اگر حرم کا ایسا درخت کاٹ دیا جو سبز ہے اور نشو و نما کی حالت میں ہے پس اگر درخت کاٹنے والا شریعت کے خطاب کے لائق ہے (مکلف ہے) تو اس کی قیمت کا اناج خرید کر فقیروں پر صدقہ کرے اور ہر فقیر کو جہاں مناسب سمجھے نصف صاع گیہوں دے، یا اس کی قیمت سے قربانی خرید کر حرم میں ذبح کر دے اس میں روزے جائز نہیں ہیں، کاٹنے والا احرام کی حالت میں ہو یا احرام کی حالت میں نہ ہو یا قارن ہو اور جب اس کی قیمت ادا کر چکا تو کٹے ہوئے درخت سے نفع حاصل کرنا مکروہ ہے اور اگر اس کو فروخت کیا تو بیع جائز ہے اور اس کی قیمت کا صدقہ کر دے، حرم کے جو درخت سوکھ گئے ہیں اور نشو و نما کی حد سے نکل گئے ہیں ان کو اکھاڑنے اور ان سے نفع حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (شرح طحاوی)

اگر کسی نے درخت کاٹے تو فیصلہ درخت کی جڑ سے کیا جائے گا، شاخوں کا اعتبار نہیں ہے پس اگر درخت کی جڑ حرم میں ہے اور شاخیں حرم سے باہر تو حرم کا درخت شمار ہوگا، اور اگر کچھ جڑیں حرم میں ہیں اور کچھ حرم سے باہر تو احتیاطاً حرم کا درخت قرار دیا جائے گا حرم کے درخت کے پتے لینے جائز ہیں بشرطیکہ درخت کا نقصان نہ ہو اور اس میں کچھ جزا لازم نہ ہوگی (سراج الوہاج)

اگر حرم کا کوئی درخت اکھاڑا، اور اس کی قیمت ادا کر دی، پھر اس کو وہیں بو دیا اور وہ جم گیا، پھر دوبارہ اکھاڑا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اس لئے کہ جزا ادا کرنے سے وہ اس کا مالک ہو گیا (بحر الرائق) اگر حرم کا درخت کاٹنے میں دو احرام والے یا دو غیر احرام والے، یا ایک احرام والا اور دوسرا غیر احرام والا شریک ہوں تو دونوں پر ایک قیمت واجب ہوگی (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر حرم کی ہری گھاس کاٹی، تو اس پر قیمت واجب ہوگی، سوکھی گھاس کاٹنے میں اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (شرح طحاوی) حرم کی گھاس پر کسی جانور کو نہ چرائیں، نہ اس کو کاٹیں، لیکن اذخر (حرم کی ایک قسم کی گھاس) کا کاٹنا جائز ہے، اور کماۃ[1] کے توڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (کافی)

---

[1] برسات کے موسم میں چھتری کی طرح سفید چیز زمین سے نکل آیا کرتی ہے اس کو اردو زبان میں سانپ کی چھتری کہتے ہیں اور عربی میں اس کو کماۃ کہتے ہیں۔ (لقمان الحق فاروقی)

دسواں باب میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کے مسائل

میقات سے باہر کا رہنے والا اگر احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہو جائے اور اس کا ارادہ حج یا عمرہ کا نہیں ہے تو مکہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اس پر حج یا عمرہ واجب ہے پس اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے میقات پر نہ گیا تو حق میقات چھوڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہو گی، اور اگر میقات پر گیا اور وہاں سے احرام باندھا تو اس کی دو صورتیں ہیں ۔۔ اگر اس نے اُس حج یا عمرہ کا احرام باندھا جو (مکہ میں داخل ہونے کی وجہ سے) اس پر لازم ہوا ہے تو (حج یا عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد) بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر حج فرض کا احرام باندھا یا اس عمرہ کا احرام باندھا جو واجب تھا، اگر اسی سال باندھا تو اُس کے ضمن میں مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے کی وجہ سے اس پر جو حج یا عمرہ لازم ہوا تھا استحساناً ادا ہو جائے گا (محیط)

اسی طرح اگر اس سال میں وہ حج کیا جس کی نذر مانی تھی تب بھی یہی حکم ہے (یعنی مکہ میں داخل ہونے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ لازم ہوا ہے وہ اس کے ضمن میں ادا ہو جائے گا) اور اگر سال بدل گیا اور باقی مسئلہ کی وہی صورت ہے، جو اوپر ذکر کی گئی، تو مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے سے اس پر حج یا عمرہ لازم ہوا تھا وہ ادا نہ ہو گا (محیط، باب المیقات) اگر کوئی شخص حج و عمرہ کے ارادہ سے جارہا تھا، اور وہ میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا تو دو صورتیں ہیں، یا تو اس نے میقات کے اندر احرام باندھا اور یا میقات پر واپس آیا اور وہاں سے احرام باندھا، اگر اس نے میقات کے اندر احرام باندھا ہے تو دیکھیں گے اگر میقات پر آنے میں حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ تھا تو اس صورت میں میقات پر نہ جائے، بلکہ اسی احرام سے (جو میقات کے اندر باندھا ہے) سب ارکان ادا کرے، اور اس پر قربانی لازم ہو گی اور اگر حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، تو اس کو میقات پر آنا چاہیئے اور میقات پر آنے کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک یہ ہے کہ احرام کے بغیر آئے اور دوسری یہ کہ احرام باندھ کر آئے، پس اگر احرام کے بغیر آیا اور میقات سے احرام باندھا تو اس سے قربانی ساقط ہو جائے گی، اور اگر میقات پر احرام باندھ کر آیا، تو حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے تلبیہ پڑھ لیا تو قربانی ساقط ہو جائے گی، اور اگر تلبیہ نہ پڑھا تو قربانی ساقط نہ ہو گی اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں (خواہ تلبیہ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو) قربانی ساقط ہو جائے گی

ایک شخص اپنے میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا، پھر ایک دوسرے میقات پر جو وہاں کے قریب تھا جا کر احرام باندھا تو جائز ہے اور اس پر کچھ واجب نہ ہو گا، ایک شخص میقات سے گذرا اور وہ بستان بنی عامر میں جانا چاہتا ہے، مکہ جانا نہیں چاہتا تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا۔ کوفہ کا رہنے والا میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا، اور اس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر حج کا احرام باندھا تو اس کی بہت سی صورتیں ہیں،

(۱) ایک صورت یہ ہے، کہ اول عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا،

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اول حج کا احرام باندھا، پھر عمرہ کا احرام حرم سے باندھا،

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں کا قران کیا،

پس اگر پہلے عمرہ کا احرام باندھا تھا، پھر حج کا احرام باندھا یا دونوں میں قران کیا، تو استحساناً اس پر ایک قربانی واجب ہو گی اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا، پھر عمرہ کا احرام حرم سے باندھا تو اس پر دو قربانی واجب ہوں گی ایک اس بنا پر کہ حج کا احرام میقات

سے نہیں باندھا اور دوسری اس بنا پر کہ عمرہ کا احرام خارج حرم سے نہیں باندھا، ایک شخص میقات سے گذرا اور داس کے بعد اس نے حج کا احرام باندھا، پھر اس حج کو فاسد کر دیا، یا فوت ہو گیا، پھر اس نے حج قضا کیا تو جو قربانی میقات سے (احرام کے بغیر گذر جانے کی وجہ سے) واجب ہوئی تھی وہ ساقط ہو جائے گی،

اگر غلام میقات سے احرام کے بغیر گذرا، پھر اس کے مالک نے احرام باندھنے کی اجازت دیدی، اور اس نے احرام باندھا تو میقات سے احرام کے بغیر گذر جانے کی وجہ سے اس پر اس وقت قربانی واجب ہو گی جب وہ آزاد ہو جائے گا. کافر مکہ میں داخل ہوا پھر مسلمان ہوا پھر احرام باندھا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اسی طرح سے نابالغ لڑکا اگر احرام کے بغیر میقات سے گذرا، پھر اس کو احتلام ہوا اور اس نے احرام باندھا تو اس کا بھی یہی حکم ہے (محیط سرخسی) اگر ایک شخص میقات سے احرام کے بغیر مکہ کے ارادہ سے متعدد بار گذرا تو ہر بار گذرنے پر اس کے اوپر حج یا عمرہ لازم ہوگا، پس اگر اسی سال میقات پر پہنچ کر اس نے حج فرض یا کسی اور حج کی نیت سے احرام باندھا تو آخری بار (میقات سے احرام کے بغیر) گذرنے کی وجہ سے (حج یا عمرہ) واجب ہوا تھا وہ ساقط ہو جائے گا. اور اس سے پہلے گذرنے کی وجہ سے جو (حج یا عمرہ) واجب ہوا تھا وہ ساقط نہ ہوگا اس لئے کہ آخری مرتبہ سے پہلے گذرنے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ واجب ہوا ہے وہ اس کے ذمے باقی ہے اور جب تک اس کی نیت معین نہ کرے اس وقت تک وہ ساقط نہ ہوگا (شرح طحاوی باب ذکر الحج والعمرۃ) مکہ کا رہنے والا حج کا ارادہ کر کے حرم سے باہر نکلا اور احرام باندھ لیا، پھر حرم میں واپس نہ آیا، یہاں تک کہ میدانِ عرفات میں وقوف کیا تو اس پر بکری کی قربانی واجب ہو گی اور اگر حج کے اعمال میں مشغول نہ ہوا یہاں تک کہ حرم میں واپس لوٹا اور حرم میں آنے کے بعد حج کے اعمال شروع کئے، تو اگر تلبیہ پڑھتے ہوئے حرم میں واپس آیا ہے، تو بلا اختلاف اس سے قربانی ساقط ہو جائے گی، اور اگر تلبیہ پڑھتے ہوئے حرم میں داخل نہیں ہوا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قربانی ساقط نہ ہو گی اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کا اس میں اختلاف ہے (ان دونوں کے نزدیک اس صورت میں قربانی ساقط ہو جائے گی (تاتارخانیہ) مکہ کا رہنے والا کسی ضرورت سے حرم کے باہر گیا، پھر اس نے حرم سے باہر حج کا احرام بھی باندھ لیا اور میدانِ عرفات میں وقوف کیا، تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا،

متمتع عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حرم سے نکلا، پھر اس نے حل (خارج حرم) سے حج کا احرام باندھا اور عرفہ میں وقوف کیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اگر احرام کی حالت میں حرم کو لوٹ آیا (خواہ تلبیہ پڑھتے ہوئے داخل ہو، یا تلبیہ کے بغیر داخل ہو) اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر احرام میں حالت میں تلبیہ کہتا ہوا حرم میں لوٹا تو اس سے قربانی ساقط ہو جائے گی اور اگر حرم میں لوٹ کر اس نے وہاں (حل) سے حرام باندھا تو بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہ ہو گا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

گیارھواں باب — ایک احرام میں دوسرا احرام کو شامل کر لینا

یہ جاننا ضروری ہے کہ حج کے دو احراموں کو یا عمرہ کے دو احراموں کا جمع کرنا بدعت ہے، لیکن اگر جمع کرلئے تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں لازم ہو جائیں گے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک لازم ہو گا، لیکن حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک بھی ان دونوں (حج کے دو احرام یا عمرہ کے دو احرام

میں سے ایک کا احرام توڑ دینا ضروری ہے، پس اگر حج کے دو احراموں کو جمع کیا تو جب پہلے سے فارغ ہو جائے تو دوسرے کو آئندہ سال قضا کرے اور اگر عمرہ کے دو احراموں کو جمع کیا تو دوسرے کو اسی سال ادا کرے اس لئے کہ عمرہ ایک سال میں کئی بار کیا جا سکتا ہے اس کے برخلاف حج کا یہ حکم نہیں ہے،

حج کے اعمال پر عمرہ کے اعمال کی بنا بدعت ہے

اسی طرح حج کے اعمال پر عمرہ کے اعمال کی بنا کرنا بدعت ہے، لیکن حج کے احرام کی بنا عمرہ کے احرام پر بدعت نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ شریف کا ایک چکر لگایا، پھر عمرہ کا احرام باندھا تو عمرہ کو توڑ دے (محیط) اور اس کے توڑنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی، پھر عمرہ کی قضا لازم ہوگی (نہایہ) اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور اس نے بیت اللہ کا ایک چکر بھی نہیں کیا تھا کہ عمرہ کا احرام باندھ لیا تو وہ عمرہ کو نہ توڑے (محیط) حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ کہ اگر مکہ کے رہنے والے نے عمرہ کا احرام باندھا اور بیت اللہ شریف کا ایک چکر لگایا، پھر حج کا احرام باندھ لیا، تو حج کے احرام کو توڑ دے اور توڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی، اور اس پر حج اور عمرہ لازم ہوگا (ہدایہ) اگر عمرہ کا احرام باندھا، پھر حج کا احرام باندھا اور عمرہ کا کوئی عمل ادا نہیں کیا تو بالاتفاق عمرہ کے احرام کو توڑ دے (کافی)

اور اگر عمرہ میں طواف کے چار چکر لگا چکا تھا، پھر حج کا احرام باندھا تو بالاتفاق حج کے احرام کو توڑ دے، اور حج یا عمرہ میں سے جس کا بھی احرام توڑے گا اس پر قربانی واجب ہوگی، لیکن عمرہ کے احرام کو توڑنے میں صرف عمرہ کی قضا لازم ہوگی اور حج کا احرام توڑنے میں حج اور عمرہ دونوں کی قضا لازم ہوگی اور اگر احرام نہ توڑا اور ان دونوں (حج اور عمرہ) کو اسی طرح ادا کیا تو جائز ہے اور ان دونوں کو جمع کرنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی (ہدایہ)

کوفہ کے رہنے والے نے حج کا احرام باندھا، پھر عمرہ کا احرام باندھا تو دونوں لازم ہوں گے اور ان کی وجہ سے وہ قارن ہو جائے گا لیکن اس کا یہ فعل برا شمار کیا جائے گا پس اگر عرفات میں وقوف کیا اور عمرہ کے افعال ادا نہ کئے تو عمرہ کا احرام ٹوٹ جائے گا اور اگر عرفات کی طرف متوجہ ہوا تو جب تک عرفات میں وقوف نہ کرے گا عمرہ کا احرام نہ ٹوٹے گا، پس اگر حج کا طواف قدوم کیا، پھر عمرہ کا احرام باندھا تو دونوں لازم ہوں گے اور اگر دونوں کو اسی طرح ادا کیا تو جائز ہے اور دونوں کو جمع کرنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی یہ قربانی کفارہ کی ہوگی حج کی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ وہ عمرہ کو توڑ دے (کافی)

اگر حج کا احرام باندھا اور اس سے فارغ ہو گیا، پھر دوسرے حج کا احرام دسویں تاریخ کو باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگا، پھر اگر دوسرے حج کے احرام باندھنے سے بیشتر پہلے حج میں سر کے بال منڈوائے تھے تو کچھ واجب ہوگا اور اگر ابھی تک سر کے بال نہیں منڈوائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی، خواہ دوسرے احرام کے بعد سر کے بال منڈوائے یا نہ منڈوائے (تبیین) جو شخص عمرہ سے فارغ ہوا لیکن ابھی تک اس نے بال نہیں کتروائے پھر اس نے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر وقت سے پہلے احرام باندھنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی، اور یہ کفارہ کی قربانی ہوگی (ہدایہ)

حج کرنے والے نے اگر دسویں تاریخ کو یا ایام تشریق میں عمرہ کا احرام باندھا تو وہ اس کے ذمے لازم ہوگا، لیکن اس حالت میں اس کا توڑنا واجب ہے، پس اگر اس کو توڑ دیا تو توڑنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی اور عمرہ بھی لازم ہوگا اور اگر نہ توڑا اور اسی طرح ادا کیا تو جائز ہے، لیکن کفارہ کی قربانی واجب ہوگی، اگر حج میں سر کے بال منڈوائے، پھر دوسرا احرام باندھا، تو اس کو نہ توڑے اصل میں بھی مذکور ہے اور ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ اس کو توڑ دے اور اگر کسی کا حج فوت ہو گیا، پھر عمرہ کا احرام باندھا تو اس کو توڑ دے

اور اگر حج کا احرام باندھا تو اس کو بھی توڑ دے اور توڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی اور عمرہ کا احرام توڑنے سے عمرہ کی قضا، اور حج کا احرام توڑنے کی وجہ سے حج اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی (کافی)

بارھواں باب کسی مانع کی وجہ سے حج نہ کرسکنے کا بیان

محصر وہ شخص ہے جس نے احرام باندھا پھر جس کا احرام باندھا تھا اس کے ادا کرنے سے روکا گیا، خواہ اس کا رکنا دشمن کی وجہ سے ہو یا مرض کی بنا پر ہو، یا قید ہو جانے کی بنا پر ہو یا کسی کے عضو ٹوٹ جانے یا زخمی ہو جانے کی وجہ سے ہو یا جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کے پورا ہونے سے کوئی حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو یہ ہمارے اصحابؒ کا قول ہے (بدائع)

وہ مرض جس سے احصار ثابت ہو جاتا ہے

مرض کی حس سے احصار ثابت ہو جاتا ہے حس یہ ہے کہ چلنے ..... اور سوار ہونے کی طاقت نہ ہو اور اگر فی الحال قدرت ہے اور پیادہ چلنے، یا سواری پر چلنے سے مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہے تب بھی یہی حکم ہے (حج کے لئے نہ جانا صحیح ہے)

دشمن سے کیا مراد ہے

دشمن میں مسلمان، کافر اور درندے سب شامل ہیں (سراج الوہاج) اگر سفر کے مصارف کی چوری ہو گئی یا سواری کا جانور ہلاک ہو گیا اور وہ پیادہ چلنے پر قادر نہیں ہے تو وہ محصر سمجھا جائے گا اور اگر پیادہ چلنے پر قادر ہے تو محصر نہ ہوگا، اگر کسی عورت نے حج کا احرام باندھا اور اس کا شوہر نہیں ہے، لیکن محرم اس کے ساتھ ہے پھر اس محرم کا انتقال ہو گیا، یا کسی عورت نے حج کا احرام باندھا اور اس کیساتھ محرم نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس کا شوہر ہے، پھر اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو یہ عورت محصرہ سمجھی جائے گی (بدائع)

اگر عورت کے محرم کا راستہ میں انتقال ہو گیا اور اس جگہ سے مکہ تین دن یا اس سے زیادہ کا راستہ ہے تو وہ محصر کے قائم مقام سمجھی جائے گی اسی طرح اگر کسی عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھا پھر اس کے شوہر نے اس کو حج کرنے سے منع کر دیا تو یہ محصر ہی کے قائم مقام ہوگی۔۔ اسی طرح اگر غلام اور باندی حج کا احرام باندھیں، تو ان کے مالکوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ ان کا احرام کھلوا دیں اور یہ دونوں محصر سمجھے جائیں گے (سراج الوہاج)

اگر عورت نے حج فرض کا احرام باندھا اور اس کے ساتھ شوہر یا محرم نہیں ہے تو وہ محصر سمجھی جائے گی، اگر عورت کا کوئی محرم یا شوہر ہے اور اس شہر کے لوگ جس زمانہ میں حج کے لئے جایا کرتے ہیں اس وقت اسے حج کی استطاعت بھی حاصل ہے تو وہ محصر نہ ہوگی، اگر عورت کا شوہر ہے اور اس کا کوئی محرم نہیں ہے اور شوہر نے منع کر دیا تو وہ محصر شمار ہوگی،

کیا شوہر عورت کا احرام کھلوا سکتا ہے

کیا شوہر کو یہ اختیار ہے کہ عورت کا احرام کھلوا دے، حضرت امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ شوہر کو اس قسم کا اختیار حاصل ہے عامہ علماء کے نزدیک

جس طرح حج سے احصار ہوتا ہے اسی طرح عمرہ سے بھی احصار ہو جاتا ہے

احصار کی حالت میں حکم

یہ ہے کہ قربانی کو بھیجدے، یا اس کی قیمت بھیجدے تاکہ اس کی قربانی خرید کر ذبح کی جائے اور جب تک ذبح نہ ہو احرام سے باہر نہ نکلے (عامہ علماء کا)۔۔ یہی قول ہے، خواہ وہ احرام باندھتے وقت یہ شرط لگائے کہ اگر احصار ہوا تو وہ قربانی نہ کرے گا، یا یہ شرط نہ لگائے دونوں کا حکم برابر ہے، محصر پر واجب ہے کہ جس شخص کی معرفت

وہ قربانی بھیجے اس سے قربانی کے ذبح کرنے کا ایکدن متعین کرکے وعدہ لے پس وہ قربانی کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے نکل جائے اور اس سے پہلے احرام سے باہر نہ ہو اگر قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے کوئی ایسا فعل کیا جو احرام میں جائز نہیں ہے تو اس پر وہی واجب ہوگا، جو صاحب احرام پر محصر نہ ہونے کی صورت میں واجب ہوتا ہے، حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق احرام سے نکلنے کے لئے سر کے بال منڈوانا شرط نہیں ہے اگر سر کے بال منڈوائے تو بہتر ہے (بدائع)

محصر کو اگر قربانی یا اس کی قیمت میسر نہ ہو تو کیا حکم ہے

محصر کو اگر قربانی یا اس کی قیمت میسر نہیں ہے تو ہمارے نزدیک روزے رکھ کر احرام سے باہر نہیں نکل سکتا (سراج الوہاج) اگر قربانی ذبح کرنے کے وعدہ کے دن یہ خیال کرکے احرام سے باہر نکل گیا کہ قربانی ذبح ہو چکی ہوگی، پھر معلوم ہوا کہ قربانی اس روز ذبح نہیں ہوئی، تو وہ اسی طرح صاحب احرام رہے گا، اور قبل از وقت احرام سے باہر نکلجانے کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر وعدہ کے دن سے پہلے قربانی ذبح کردی تو استحساناً جائز ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

محصر قربانی دیکر احرام سے نکل گیا اگر اس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا تو آئندہ سال اس پر حج اور عمرہ دونوں لازم ہوں گے اور اگر صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اس کے عوض عمرہ لازم ہوگا اور اگر وہ قارن تھا تو دو قربانی ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر نکلے گا اور آئندہ سال اس پر دو عمرے اور ایک حج واجب ہوگا (محیط) اگر اس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، اور دو قربانی حرم میں ذبح ہونے کے لئے بھیجیں، تو پہلی قربانی ذبح ہونے کے وقت وہ اپنے احرام سے باہر نکلجائے گا اور دوسری قربانی نفل کی شمار کیجائے گی، اور قارن دو قربانیاں کرنے کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا (بدائع) اگر قارن نے حج کے احرام سے باہر ہونے کے لئے ایک قربانی بھیجی، اور عمرہ کا احرام اسی طرح باقی رکھا، تو ان دونوں احراموں میں سے کسی احرام سے بھی باہر نہ ہوگا (تبیین) اگر قارن نے دو قربانیاں بھیجیں، اور حج اور عمرہ کے لئے الگ الگ قربانی متعین نہیں کی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (محیط سرخسی) اگر قارن مکہ میں داخل ہوا اس نے حج اور عمرہ کا طواف پورا کر لیا، پھر وہاں سے نکل کر عرفہ کے وقوف سے پہلے محصر ہو گیا تو ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہو جائے اور حج کے عوض آئندہ سال اس پر حج اور عمرہ لازم ہوگا، عمرہ کے عوض عمرہ لازم نہ ہوگا اور حرم سے باہر بال کترانے کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر قربانی ہوگی، محصر اگر اسی سال اپنا حج ادا کرلے تو اس پر عمرہ واجب نہیں ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر کسی نے احرام باندھا اور حج یا عمرہ کی نیت نہیں کی پھر وہ محصر ہو گیا تو ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہو جائے اور اس پر استحساناً عمرہ لازم ہوگا، اگر کسی چیز کا احرام باندھا اور اس کو متعین کر دیا، پھر بھول گیا اور اس کے بعد وہ محصر ہو گیا تو ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہو جائے اور اس پر حج اور عمرہ لازم ہوگا (بدائع) اگر دو حج یا دو عمروں کا احرام باندھا، پھر محصر ہو گیا، تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دو قربانیوں کے بھیجنے سے اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہو جائے گا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر ایک شخص نے دو عمروں کا احرام باندھا اور ان کو ادا کرنے کی نیت سے مکہ کی طرف چلا پھر محصر ہو گیا تو ایک عمرہ کے عوض ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر ابھی نہیں چلا تھا اور محصر ہو گیا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر دو قربانی واجب ہوں گی اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر دو عمرے واجب ہوں گے، حضرت امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے، محصر نے قربانی بھیجدی، پھر مانع ختم ہو گیا، پس اگر یہ جانتا ہے کہ قربانی اور حج دونوں ملجائیں گے تو چلنا واجب ہے اور

اگر یہ خیال ہے کہ دونوں نہیں ملیں گے تو چلنا واجب نہیں ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ قربانی ملجائے گی حج نہ ملے گا تب بھی چلنا واجب نہیں ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ حج مل جائے گا قربانی نہ ملے گی، تو قیاساً چلنا واجب ہے استحساناً واجب نہیں ہے (محیط سرخسی) اور اگر اس کو قربانی مل گئی تو جو جی میں آئے کرے (محیط) محصر نے اگر صرف حج کا احرام باندھا، پھر وہ احرام سے باہر ہوگیا، اور پھر اس کا احصار جاتا رہا، پس اگر اسی سال اس نے حج کا احرام باندھا تھا تو اس پر قضا کی نیت واجب نہیں ہے اور نہ عمرہ واجب ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر ایک شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر محصر ہوگیا اس نے احصار کی قربانی بھیجدی، پھر احصار زائل ہوگیا اور دوسرا احصار پیدا ہوا پس اگر اسے یہ خیال ہے کہ قربانی تک پہنچ سکتا ہے اور اس نے اس قربانی کی دوسرے احصار کے لئے نیت کرلی تو جائز ہے اور اس کے سبب سے وہ احرام سے باہر ہو جائے گا، اور اگر نیت نہیں کی یہاں تک کہ وہ قربانی ذبح ہوگئی تو جائز نہیں ہے (محیط سرخسی) ایک شخص نے عرفہ میں وقوف کیا، پھر کوئی مانع پیش آیا تو وہ محصر نہ ہوگا اور اگر مکہ میں کوئی مانع پیش آگیا جس کی وجہ سے وہ طواف اور وقوف نہیں کرسکتا تو وہ محصر شمار کیا جائے گا (تبیین)

جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے (بدائع) اگر ایک شخص طواف اور وقوف میں سے صرف ایک پر قادر ہے تو وہ محصر نہ ہوگا، اس لئے کہ اگر وقوف پر قادر ہے تو حج پورا ہو جائے گا اور اگر طواف پر قادر ہے تو جس شخص کا حج فوت ہو جاتا ہے وہ صرف طواف کر کے احرام سے باہر ہو جاتا ہے (تبیین) اگر وقوف عرفہ کے بعد کوئی مانع پیش آیا اور ایام تشریق اسی عذر کی حالت میں گذر گئے، تو اس پر مزدلفہ کا وقوف چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی اور جمرات پر کنکریاں نہ مارنے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی اس کو طواف زیارت کرنا چاہیئے اور اس طواف کی تاخیر کی وجہ سے بھی اس پر قربانی واجب ہوگی اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق سر مونڈوانے کی تاخیر کی وجہ سے بھی ایک قربانی لازم ہوگی، حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک سر منڈانے کی تاخیر اور طواف کی تاخیر کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا (محیط)

احصار کی قربانی صرف حرم میں ذبح ہوگی

احصار کی قربانی کو ہمارے نزدیک حرم کے سوا کہیں اور ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے اور قربانی کے دن کے بعد احصار کی قربانی ذبح کرنی جائز ہے اور حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے، اسی بات پر اتفاق ہے کہ اگر حرم سے احصار ہوا تو حرم میں اس کی قربانی ہر وقت جائز ہے (سراج الوہاج)

تیرھواں باب حج فوت ہو جانے کا بیان

جس شخص نے حج کا احرام باندھا، خواہ فرض ہو، یا نذر، اور نفل کا ہو، اور حج صحیح ہو یا فاسد، اور خواہ حج کے درمیان میں آیا ہو یا ابتدا ہی سے فاسد ہو، مثلاً جماع کی حالت میں احرام باندھ لیا تھا اور عرفہ کا وقوف اس سے چھوٹ گیا، یہاں تک کہ قربانی کے دن کی فجر طلوع ہوگئی تو ایسی صورت میں اس سے حج فوت ہو جائے گا، اس شخص پر واجب ہے کہ طواف کرے، سعی کرے اور احرام سے باہر ہو جائے، آئندہ سال حج کی قضا کرے اور اس پر قربانی واجب نہ ہوگی (ہدایہ) جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہے اگر وہ قارن تھا تو اسے پہلے عمرہ کا طواف اور سعی کرنی چاہیئے، پھر حج فوت ہو جانے کی وجہ سے ایک اور طواف اور سعی کرے اور سر کے بال منڈوائے یا کتروائے

اور قران کی قربانی اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور جب وہ طواف شروع کرے، جس کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا تو تلبیہ کو منقطع کردے (بدائع) اگر متمتع کا حج فوت ہو گیا تھا اور وہ قربانی کو ہانک کرلے گیا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو جائے گا اور قربانی کا جو جی چاہے کرے (محیط) ہمارے اصحابؒ کا اس میں اختلاف ہے کہ جس طواف سے حج کا فوت کرنے والا احرام سے باہر ہو جاتا ہے وہ طواف حج کے احرام سے اس پر واجب ہوتا ہے یا عمرہ کے احرام سے، حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کا یہ قول ہے کہ حج کے احرام سے واجب ہوتا ہے، اور حضرت امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہے کہ عمرہ کے احرام سے واجب ہوتا ہے اور حج کا احرام عمرہ کے احرام سے بدلجاتا ہے (بدائع) اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے حج کا احرام باندھا، تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے کہ وہ دوسرے حج کے احرام کو توڑدے تاکہ دو حجوں کا احرام جمع نہ ہو اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسی طرح احرام کو باقی رکھے (محیط) جس شخص کا حج فوت ہو گیا اس پر طواف صدر واجب نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

چودھواں باب — دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کا بیان

قاعدہ کلیہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے، مثلاً نماز، روزہ، صدقہ یا اس کے علاوہ کوئی اور عمل، جیسے حج اور قرآن کی قرارت اور اذکار اور انبیاءؑ، شہداءؒ اولیاءؒ کی قبروں کی زیارت، مُردوں کو کفن دینا، اسی طرح سارے نیک کاموں کا یہی حکم ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

عبادات کی تین قسمیں عبادتیں تین قسم کی ہوتی ہیں (۱) خالص مالی، جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر (۲) خالص بدنی، جیسے نماز اور روزہ (۳) دونوں سے مرکب، جیسے حج، پہلی صورت (مالی عبادات) میں اختیاری و اضطراری دونوں حالتوں میں نیابت جاری ہوتی ہے، دوسری صورت (بدنی عبادات) میں نیابت جاری نہیں ہوتی، تیسری (دونوں سے مرکب عبادت) میں عاجز ہونے کے وقت نیابت جاری ہوتی ہے (کافی) حج میں نیابت جاری ہونے کی بہت سی شرائط ہیں،

ایک شرط یہ ہے کہ جس شخص کی طرف سے حج کیا جائے وہ بذاتِ خود حج ادا کرنے سے عاجز ہو، لیکن اس کے پاس مال ہو، اور اگر خود ادا کرنے پر قادر ہو، مثلاً تندرست ہو اور صاحبِ ثروت ہو، یا فقیر ہو، اور تندرست ہو، تو اس کی طرف سے دوسرے شخص کو حج کرنا جائز نہیں ہے،

دوسری شرط یہ ہے کہ حج کرانے کے وقت سے مرنے تک عجز باقی رہے (بدائع) پس اگر کسی مریض نے اپنی طرف سے حج کرایا اور اسی مرض میں مر گیا تو جائز ہے اور اگر اچھا ہو گیا تو حج باطل ہو جائے گا، اور اگر کسی قیدی نے اپنی طرف سے حج کرایا تب بھی یہی حکم ہے (تبیین) اگر کسی تندرست نے اپنی طرف سے حج کرایا، اس کے بعد وہ عاجز ہو گیا، تو وہ حج اس کی طرف سے جائز نہ ہوگا (سراج الوہاج) جس شخص کی طرف سے حج کیا جائے گا، اس کا عاجز ہونا حج فرض میں شرط ہے حج نفل میں شرط نہیں (کنز)

نفلی حج میں قدرت کے باوجود نیابت جائز ہے پس نفلی حج میں قدرت کے باوجود بھی نیابت جائز ہے اس لئے کہ نفل میں آسانی رکھی گئی ہے (سراج الوہاج)

تیسری شرط یہ ہے کہ جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اس نے حج کا حکم کیا ہو، پس اس کے حکم کے بغیر دوسرے کا حج اس کی طرف سے جائز نہیں ہے، لیکن وارث کا حج مورث کی طرف سے اس کے حکم کے بغیر بھی جائز ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ احرام کے وقت اس شخص کے حج کی نیت کرے، جس کی طرف سے حج کا احرام باندھا ہے اور افضل یہ ہے کہ یہ الفاظ کہے لَبَّیْکَ عَنْ فُلَانٍ (میں فلاں شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھ کر حاضر ہوں)

پانچویں شرط یہ ہے کہ جس شخص کو حج کا حکم کیا ہو وہ شخص حج کرانے والے کے مال سے حج کرے، پس اگر حج کرنے والا احسان کے طور پر اس کی طرف سے خرچ کردے تو اس کی طرف سے جائز نہ ہوگا، جب تک اس کے مال سے حج نہ کرے یہی حکم اس صورت میں ہے، جب کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کرایا جائے پھر وہ شخص مرگیا، اور اس کے وارثوں نے اپنے مال سے اس کی طرف سے حج کیا (یعنی حج ادا نہ ہوگا) (بدائع) اگر ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو اس لئے مال دیا کہ کسی میت کی طرف سے حج کرے اور اس شخص نے اس حج میں کچھ مال اپنی طرف سے بھی صرف کیا پس جو مال اس کو دیا ہے اگر حج کے مصارف کے لئے کافی ہے تو مخالفت نہ ہوگی اور جس قدر اس نے اپنے پاس سے خرچ کیا اس میں استحسان یہ ہے کہ وہ میت کے مال سے وصول کرے اور قیاس یہ ہے کہ وصول نہ کرے اگر میت کا مال اس قدر نہ تھا کہ جو حج کے مصارف کے لئے پورا ہوتا اور اس نے اپنے مال میں سے خرچ کیا تو اس بات کو دیکھیں گے کہ اگر مصارف میت کے مال سے پورے ہو جاتے ہیں تو جائز ہے اور یہ حج میت کی طرف سے ادا ہوگا اور اکثر مصارف میت کے مال سے پورے نہیں ہوتے تو جائز نہیں ہے یہ حکم استحساناً ہے اور قیاس یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حج جائز نہ ہو،

چھٹی شرط یہ ہے کہ سوار ہو کر حج کرے یہاں تک کہ اگر کسی شخص کو حج کا حکم کیا اور اس نے پیدل چلکر حج کیا، تو وہ شخص مصارف کا ضامن ہوگا اور اس کی طرف سے سوار ہو کر حج کرے (بدائع) صحیح مذہب یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرتا ہے، اس شخص کا اصل حج دوسرے شخص ہی کی طرف سے ادا ہوتا ہے اس بنا پر حج کرنے والے کا فرض اس حج سے ادا نہیں ہوتا (تبیین)

ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو پہلے حج کرچکا ہے

جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرانے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے افضل ہے کہ کسی ایسے شخص کو متعین کرے جو اپنی طرف سے حج کرچکا ہے اس کے باوجود اگر کسی ایسے شخص کو متعین کیا جس نے اپنی طرف سے حج فرض ادا نہیں کیا ہے تو ہمارے نزدیک جائز ہے اور حکم کرنے والے کے ذمہ سے حج ساقط ہو جائے گا (محیط)

کرمانی میں ہے کہ اپنی طرف سے ایسے شخص کو حج کرانا چاہیئے جو وہاں کے راستے اور افعال (حج) سے واقف ہو، آزاد، عاقل اور بالغ ہو (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اگر کسی کی طرف سے عورت نے حج کیا، یا غلام اور باندی نے اپنے مالک کی اجازت سے حج کیا تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے (محیط سرخسی)

اگر کسی شخص کو دو شخصوں نے اپنے اپنے حج کے لئے مقرر کیا اور اس نے ان دونوں کی طرف سے ایک حج کا احرام باندھا پس یہ حج اس حج کرنے والے کے لئے ہوگا اور ان دونوں میں سے کسی کی طرف سے نہ ہوگا، اور ان سے جو خرچ لیا ہے اس کا ضامن ہوگا اور اس کے بعد وہ اس حج کو ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے نہیں کرسکتا اس کے برخلاف اگر کسی نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا تو اس کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جس کی طرف سے چاہے اس حج کو متعین کردے، اگر حج کرنے والے نے احرام میں دو شخصوں میں سے کسی کو متعین نہیں کیا اور بلاتعین حج ایک کی طرف سے کیا، پس اگر اسی طرح حج پورا کرلیا، تو اس نے حج کرانے والوں کے حکم کی مخالفت کی (یعنی ان کی طرف سے حج واقع نہ ہوگا) اور اگر حج پورا کرنے سے پہلے ایک کو متعین کرلیا، تو حضرت امام ابویوسفؒ کا یہ قول ہے کہ اس صورت میں بھی وہ حج کرانے والے کے حکم کا مخالف ہے اور حج خود اس کی طرف سے واقع ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ

نے فرمایا ہے کہ حج اس شخص کی طرف سے واقع ہوگا، جس کو اس نے متعین کر دیا ہے اس کے برخلاف اگر احرام کی نیت مبہم رکھی یعنی یہ متعین نہ کیا، کہ حج کا احرام باندھا ہے یا عمرہ کا تو اس کو اختیار ہے جس کو چاہے متعین کر دے (شرح مجمع) جس کی طرف سے کسی نے احرام باندھا ہے اگر اس شخص نے احرام باندھتے ہوئے کچھ ذکر نہ کیا نہ متعین ذکر کیا نہ مبہم، تو کافی میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں مجتہدین سے کوئی تصریح نہیں ہے اور مناسب یہ ہے کہ اس صورت میں اس کا متعین کرنا بالاتفاق صحیح ہو اس لئے کہ حج کرنیوالے کے حکم کی مخالفت نہیں ہے (تبیین)

اگر ایک شخص نے کسی کو اپنی طرف سے الگ الگ حج اور عمرہ کرنے کا حکم دیا اور اس شخص نے دونوں کو ملا کر قِران کر لیا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس نے حج کرانے والے کے حکم کا خلاف کیا اور خرچ کا ضامن ہوگا اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق استحساناً قِران حکم کرنے والے کی طرف سے ادا ہو جائے گا یہ اختلاف اس صورت میں ہے، جب کہ اس ذی آمر (حکم دینے والے) کی جانب سے قِران کیا ہو اور اگر (قِران کے) حج یا عمرہ میں سے کسی ایک ہی دوسرے شخص کی یا اپنی نیت کر لی تو بلا اختلاف وہ شخص مخالف سمجھا جائے گا اور خرچ کا ضامن ہوگا،

اگر ایک شخص نے کسی شخص کو حج کا حکم دیا اس نے پہلے عمرہ کیا، پھر مکہ سے احرام باندھ کر حج کیا تو وہ سب حضرات کے اقوال کے مطابق (حکم دینے والے کا) مخالف سمجھا جائے گا (محیط) خانیہ میں ہے کہ اس حج سے حج کرنے والے کا حج فرض بھی ادا نہ ہوگا (تاتارخانیہ) اور اگر ایک شخص نے کسی شخص کو عمرہ کا حکم دیا، پھر اس نے پہلے عمرہ کیا، پھر اپنی طرف سے حج کیا تو وہ حکم کرنے والے کا مخالف نہ ہوگا اور اگر پہلے حج کر لیا پھر عمرہ کیا تو سب حضرات کے اقوال کے مطابق (حکم دینے والے) کا مخالف سمجھا جائے گا (محیط) اگر کسی کو ایک شخص نے حج کا حکم اور دوسرے نے عمرہ کا حکم دیا اور ان دونوں نے حج اور عمرہ کو جمع کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور اس شخص نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کر لیا (تو ان دونوں) کا مخالف سمجھا جائے گا، اور دونوں کا مال واپس کرنا پڑے گا اور اگر ان دونوں شخصوں نے (حج اور عمرہ کو) جمع کرنے کا حکم دیا تھا تو جائز ہوگا (محیط سرخسی) جس کو کسی نے حج کرنے کا حکم دیا ہے وہ آمد و رفت کے اخراجات حکم کرنے والے کے مال سے خرچ کرے گا (سراجیہ) اور اگر کسی شخص کو اس طرح حج کرایا کہ وہ حج کر کے مکہ میں مقیم رہے تو جائز ہے، اور افضل یہ ہے کہ حج کر کے واپس آجائے،

جس شخص کو حج کا حکم دیا گیا تھا، اگر اس نے حج سے فارغ ہونے کے بعد پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اپنے مال سے خرچ کرے گا، اور اگر حکم کرنے والے کے مال میں سے خرچ کیا، تو ضامن ہوگا اور اگر اقامت کی نیت کے بغیر وہاں چند دن مقیم رہا تو ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ اگر اتنے دن ٹھیرا رہا جتنے دن وہاں لوگ عموماً ٹھہرا کرتے ہیں، تو جس کی طرف سے حج کیا ہے اس کے مال میں سے خرچ کرے گا اور اگر اس سے زیادہ مقیم رہا تو اپنے مال میں سے خرچ کرے گا، یہ حکم پہلے زمانہ کا تھا اور ہمارے زمانہ میں ایک شخص بلکہ چھوٹی جماعت کے لئے بھی قافلہ کے بغیر نکلنا ممکن نہیں ہے اس لئے جب تک قافلہ کا انتظار کرے گا تو اس کا خرچ حج کرانے والے کے ذمے ہوگا اسی طرح بغداد میں اگر مقیم رہا تو اس کا خرچ بھی حج کرانے والے کے ذمہ ہوگا آمد و رفت میں جو مدت گذرے گی اس میں اعتماد قافلہ کے آنے جانے پر ہوگا،

اگر ایک شخص نے پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کر لی اور اس کا خرچ حکم کرنے والے کے مال سے ساقط ہوگیا، پھر اس کے بعد لوٹا، تو کیا حکم کرنے والے کے مال سے خرچ کرے گا، یا خرچ نہ کرے، قدوری نے مختصر طحاوی کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق پھر حکم کرنے والے کے مال سے خرچ کرے گا، ظاہر روایت یہی ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اب اس کو حکم کرنے والے کے مال میں سے خرچ کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے مکہ کو اپنا گھر نہیں بنایا

اور اگر مکہ میں گھر بنا لیا، پھر اس کے بعد لوٹا تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اس کا خرچ حکم کرنے والے کا ذمہ نہ ہوگا (بدائع) جس شخص کو حج کرنے کا حکم کیا ہے اگر وہ ایام حج سے پہلے چلا گیا تو بغداد یا کوفہ میں پہنچنے تک حکم کرنے والے کے مال میں سے خرچ کرے، پھر حج کے زمانہ تک جتنے دن ٹھیرا ہے ان دنوں میں اپنے مال سے خرچ کرے، پھر جب وہاں سے چلے تو میت کے مال میں سے خرچ کرے[1] تاکہ سبب یعنی راستہ میں میت کے مال میں سے خرچ کرنا متحقق ہو جائے (محیط سرخسی) اگر دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے والا اپنے کاموں میں ایسا مشغول ہوا کہ حج فوت ہو گیا، تو مال کا ضامن ہوگا اور اگر اس نے آئندہ سال میت کی طرف سے اپنا مال خرچ کر کے حج کیا تو جائز ہے اور اگر کسی آسمانی آفت سے حج فوت ہو گیا، یا اونٹ سے گر پڑا تو حضرت امام محمدؒ کا یہ قول ہے کہ اس سے پہلے جو خرچ کر چکا ہے اس کا ضامن نہ ہوگا اور واپسی میں اپنے مال میں سے صرف کرے (سراج الوہاج)

جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا ہے اگر وہ کسی دوسرے راستہ سے گیا، جس میں خرچ زیادہ ہے تو اگر اس طرف سے بھی حج کرنے والے جایا کرتے ہیں، تو اس شخص کو اختیار ہے (محیط سرخسی)

پندرھواں باب　حج کے بارے میں وصیّت کرنا

جس شخص پر حج فرض ہے اگر وہ حج ادا کرنے سے پہلے وصیت کے بغیر مر گیا، تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ گنہگار ہوگا اگر وارث اس کی طرف سے حج کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ذکر کیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ وہ حج اس میت کی طرف سے ادا ہو جائے گا، اور اگر حج کی وصیت کر کے مرا تو حج اس کے ذمے سے ساقط نہ ہوگا اور جب اس کی طرف سے حج کیا جائے گا تو ہمارے نزدیک اگر دوسرے شخص کی طرف سے حج کرانے کی تمام شرائط موجود ہیں تو جائز ہیں

شرائط کی تفصیل اور وہ شرائط یہ ہیں (۱) حج کرنے والا اس کی طرف سے حج کی نیت کرے (۲) وصیت کرنے والے کے مال میں سے کل یا اکثر خرچ کرے (۳) کوئی دوسرا شخص بطور احسان اپنی طرف سے مال نہ دے (۴) سوار ہو کر حج کو جائے پیادہ نہ جائے (۵) اس کے تہائی مال میں سے خرچ کرے، خواہ اس نے وصیت میں تہائی کی قید لگائی ہو، یعنی یہ کہا ہو کہ میرے تہائی مال میں سے خرچ کر کے حج کرایا جائے یا کوئی قید نہ لگائی ہو، مثلاً یہ وصیت کی ہو کہ میری طرف سے حج کرایا جائے (بدائع)

اگر وصیت کرنے والے نے کوئی جگہ نہیں بیان کی جہاں سے حج کرایا جائے، تو ہمارے علماء کے نزدیک اس کے وطن سے حج کرایا جائے گا یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ اس کا تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے کافی ہو اور اگر تہائی مال میں وطن سے حج نہیں ہو سکتا تو اس کے مال میں جہاں سے حج ہو سکتا ہے وہاں سے حج کرا دیا جائے (محیط) اور اگر اس کا کوئی وطن نہیں ہے تو جہاں انتقال ہوا ہے وہاں سے حج کرا دیا جائے (شرح طحاوی) اور اگر اس کے کئی وطن ہیں تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اس کا جو وطن مکہ سے زیادہ قریب ہو وہاں سے حج کرا دیا جائے دور کے وطن سے حج نہ کرایا جائے (تاتارخانیہ)

خاص جگہ سے حج کرانے کی وصیّت معتبر ہے اگر اس نے وصیت میں یہ کہا کہ فلاں جگہ سے حج کرایا جائے حالانکہ وہ اس کا وطن نہیں ہے تو اس کے تہائی مال میں وہیں سے حج کرایا

---

[1] یہ حکم اس صورت میں ہے جب کسی شخص نے میت کی طرف سے حج کرانے کا حکم دیا ہو۔

جائے گا، جہاں سے اس نے بیان کیا ہے خواہ وہ جگہ مکہ سے قریب ہو، یا دور ہو، اور اگر حج کرنے والے کے پاس میت کے مال میں سے آمد و رفت وغیرہ کے مصارف نکالنے کے بعد کچھ پیسے باقی بچ گئے، تو وہ وارثوں کو واپس کر دے اور اس کو اسمیں سے کچھ لینا جائز نہیں ہے (بدائع) اگر میت کے تہائی مال میں وطن سے حج ہو سکتا ہے اور وصی نے کسی اور جگہ سے حج کرایا، جو اس کا وطن نہیں ہے تو وصی اس مال کا ضامن ہوگا اور یہ حج وصی کی طرف سے مانا جائے گا اور میت کی طرف سے دوبارہ حج کرے گا، لیکن اگر وہ جگہ جہاں سے حج کرایا ہے میت کے وطن سے اس قدر قریب ہے کہ وہاں جاکر رات سے پہلے پہلے واپس آسکتے ہیں تو اس صورت میں وصی ضامن نہ ہوگا، اور اگر ایک جگہ سے میت کی طرف سے حج کرایا اور اس جگہ سے حج کے مصارف کے بعد میت کے تہائی مال میں سے مال باقی رہتا ہے اور اب یہ بات ظاہر ہوئی، کہ اتنے مال میں اس سے زائد دور سے حج کرا سکتے تھے تو وصی مال کا ضامن ہوگا، اور جہاں سے اتنے مال میں حج ہو سکتا ہے وہاں سے حج کرایا جائے گا، لیکن اگر بچا ہوا مال تھوڑا ہے جو خوراک اور لباس وغیرہ کو کافی نہیں ہے تو وصی کا مخالف نہ ہوگا، اور بچا ہوا مال وارثوں کو واپس کر دے گا (ظہیریہ)

اگر ایک شخص اپنے وطن سے نکل کر کسی ایسے شہر میں گیا، جو مکہ سے زیادہ قریب ہے، اور وہاں مرگیا، تو اگر حج کے لئے نہیں گیا تھا، بلکہ کسی اور کام سے گیا تھا تو سب فقہاء کے اقوال کے مطابق اس کی طرف سے حج اس کے وطن سے . . کرایا جائے گا اور اگر حج کے لئے گیا تھا اور راستہ میں مرگیا اور اس نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے تب بھی حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق یہی حکم ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جہاں تک وہ پہنچ چکا ہے وہاں سے حج کرایا جائے (بدائع)، زاد میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول صحیح ہے (مضمرات)

اگر ایک شخص حج کے لئے نکلا اور راستہ میں کسی شہر میں مقیم ہو گیا (یہاں تک کہ حج کا زمانہ گذر گیا) اور دوسرا سال آگیا، پھر وہاں مرگیا، اور اس نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے، تو سب فقہاء کے قول کے مطابق اس کے وطن سے حج کرایا جائے گا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے اور جو شخص اس کی طرف سے حج کرنے کے لئے گیا وہ راستہ میں مرگیا، تو اس میت کے تہائی مال میں اس کے وطن سے حج کرایا جائے گا، یہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے (تبیین) یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس کے تہائی مال میں حج ہو سکتا ہو اور اگر تہائی مال میں حج نہیں ہو سکتا تو استحساناً یہ حکم ہے کہ جہاں تک وہ پہنچ چکا ہے وہاں سے کوئی وارث میت کی طرف سے حج کرے (نہر الفائق)

ایک شخص نے اپنی طرف سے حج کی وصیت کی، وصی نے اس کی طرف سے کسی شخص کو حج کے لئے مقرر کیا اور حج کے مصارف سفر میں نکلنے سے پہلے یا سفر میں نکلنے کے بعد، یا راستہ میں، یا اس شخص کو دینے سے پہلے وصی کے پاس سے تلف ہو گئے، یا چوری ہو گئے، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق میت کے باقی ماندہ مال کے ایک ثلث سے حج کرایا جائے (تمرتاشی، تاتارخانیہ)

اگر ایک شخص نے کئی حجوں کی وصیت کی اور اس کے مال میں صرف ایک حج ہو سکتا ہے دوسرا حج نہیں ہو سکتا تو اس کی طرف سے ایک حج کرایا جائے گا اور جو مال باقی بچے گا وہ وارثوں کو دیا جائے گا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) ایک شخص نے وصیت کی کہ تہائی مال میں اس کی طرف سے حج کرایا جائے اور اس کے تہائی مال میں کئی حج ہو سکتے ہیں، پس اگر اس نے یہ الفاظ کہے،

أَحِجُّوا عَنِّي بِثُلُثِ مَالِي حَجَّةً وَاحِدَةً — میرے تہائی مال میں سے ایک حج کرا دینا

یا حَجَّةً کہا اور وَاحِدَةً نہ کہا تو اس کی طرف سے ایک ہی حج کرایا جائے گا اور اگر یہ الفاظ کہے،

أَحِجُّوا عَنِّي بِثُلُثِ مَالِي — میرے تہائی مال میں سے حج کرا دینا۔

اور اس سے زائد کچھ نہ کہا تو اس کے تہائی مال میں جتنے حج ہو سکیں گے اتنے حج کرائے جائیں گے البتہ وصی جس شخص سے وصیت کی ہے، کو اس بات کا اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اس کی طرف سے ایک سال میں کئی حج کرائے، یا ہر سال ایک شخص کو ایکبار حج کرائے اور پہلی صورت (یعنی ایک سال میں کئی حج کرانے) افضل ہے پس اگر وصی نے اس کے تہائی مال میں سے کئی حج کرائے اور اس میں سے کچھ مال باقی بچ گیا، جو اس کے وطن سے حج کرانے کے لئے کافی نہیں ہے البتہ مکہ سے جو سب سے زیادہ قریب میقاتسے وہاں سے یا خاص مکہ سے یا اسی طرح کسی اور قریبی جگہ سے (اس مال سے حج کرایا جا سکتا ہے تو اسی مقام سے حج کرایا جائے گا اور بچا ہوا مال وارثوں کو نہ دیں گے (محیط)

اگر ایک شخص نے یہ وصیت کی کہ میرے تہائی مال میں سے ہر سال ایک حج کرایا جائے تو اصل میں یہ مسئلہ مذکور نہیں ہے اور حضرت امام محمدؒ سے یہ روایت ہے کہ دوسری صورت کے مانند ہے (یعنی ہر سال ایک حج کرائے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

اگر مرنے والے نے وصی سے یہ کہا تھا کہ میری طرف سے جو شخص حج کرے، اس کو مال دیدینا، تو وصی کو جائز نہیں ہے کہ اس کی طرف سے خود حج کرے اور اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کرا دینا اور اس سے زائد کچھ نہ کہا تو وصی کو خود حج کرنے کا اختیار ہے پس اگر وصی مرنے والے کا وارث ہے، یا اس نے وارثوں کو حج کرانے کے لئے مال دیا ہے پس اگر سب وارثوں نے اجازت دیدی اور وہ سب بالغ ہیں تو جائز ہے اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو جائز نہیں ہے، اگر ایک شخص نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے حج کرایا جائے اور وارث یا کسی اور شخص نے بطور تبرع اپنی طرف سے حج کرایا تو جائز نہیں ہے،

اگر ایک شخص نے یہ وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے پس اگر وارث نے اپنے مال میں سے اس غرض سے حج کرایا کہ میت کے مال سے وصول کرے گا تو جائز ہے اور اسے اختیار ہے کہ مرنے والے کے مال سے وصول کرے زکوٰۃ اور کفارہ کا بھی یہی حکم ہے اگر کسی اجنبی نے ایسا کیا تو جائز ہو گا اگر کسی نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرا دینا پس اگر وارث نے اپنے مال سے حج کرایا اور یہ نیت نہ کی، کہ مرنے والے کے مال میں سے وصول کرے گا، تو اس سے مرنے والے کا حج فرض ادا ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں)

اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی کہ میری طرف سے جو شخص حج کرے گا اگر اس کے پاس حج سے واپس آنے کے بعد کچھ مال باقی بچا تو وہ اس شخص کا ہو گا تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والے کو بچا ہوا مال وصیت کے سبب سے لینا جائز ہے، یہی اصح ہے، اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی کہ سو درہم میں اس کی طرف سے حج کرا دینا پس جس جگہ سے سو درہم میں حج ہو سکتا ہے وہاں سے حج کرا دیا جائے اور اگر اس کے تہائی مال میں سو درہم نہیں نکلتے تو اس کے تہائی مال میں جہاں سے حج ہو سکتا ہے وہاں سے حج کرا دیا جائے اور وصیت باطل نہ ہو گی اور اگر مرنے والے نے سو درہم متعین کر دیئے، کہ ان سے حج کرایا جائے اور ان میں سے ایک درہم یا اس سے زائد تلف ہو گئے تو باقی دراہم سے حج کرایا جائے گا اور اس کی وصیت باطل نہ ہو گی (شرح طحاوی)

مرنے والے نے ہزار درہم کی ایک شخص کے لئے اور ہزار درہم کی فقراء کے لئے وصیت کی اور ایک یہ وصیت کی کہ میری طرف سے ہزار درہم میں حج فرض کرایا جائے اور اس کے تہائی مال میں کل دو ہزار درہم بیٹھتے ہیں، تو تہائی مال کے تین حصے کر کے ان تینوں پر تقسیم کر دیں گے اور اگر حج کے مصارف میں کچھ کمی آگئی، تو فقراء کے حصہ میں سے لے لیں گے اور جو باقی رہے گا وہ فقراء کو دیدیں گے، اگر کسی نے وصیت میں حج کرانے کے لئے ایک ہزار درہم ایسے متعین کئے، جو حج میں رائج نہیں ہیں تو وصی کو اختیار ہے کہ ان کے عوض ایسے دراہم بدل لے جو حج میں رائج ہیں اور اگر چاہے تو ان دراہم کی قیمت کے دینار دے دے،

اگر وصی نے کسی شخص کو حکم دیا کہ مرنے والے کی طرف سے اس سال حج کرے اور اسکو مصارف بھی دیدیئے اس شخص نے حج نہ کیا، اور سال گذر گیا اور آئندہ سال حج کیا تو جائز ہے اور نفقہ کا وہ ضامن نہ ہو گا (محیط سرخسی) مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والا اگر وقوف عرفہ کے بعد

مر گیا، تو مرنے والے کی طرف سے حج جائز ہو جائے گا، اور اگر نہ مرا اور طوافِ زیارت سے پہلے واپس آگیا، تو اس پر عورت حرام ہے (یعنی اس کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا) یہ شخص احرام کے بغیر اپنے خرچ سے مکہ جائے اور مناسک باقی رہ گئے ہیں ان کو پورا کرے (ذخیرہ فصل مامور بالحج)

اگر مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والے نے وقوفِ عرفہ سے پہلے عورت سے صحبت کر کے حج کو فاسد کر دیا، تو جو مال باقی بچا ہے وہ واپس کرے، اور جو راستہ میں خرچ ہوا ہے اس کا ضامن ہوگا، اور آئندہ سال اپنے مال سے حج اور عمرہ کرے اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد صحبت کی تو حج فاسد نہ ہوگا، اور مصارف کا ضامن نہ ہوگا، اور اس شخص پر اپنے مال میں سے قربانی دینی واجب ہوگی[1] (سراج الوہاج) ایک شخص نے اگر یہ وصیت کی کہ فلاں شخص میری طرف سے حج کرے اور اس کا انتقال ہو گیا، تو حضرت امام محمدؒ سے روایت ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے حج کرے، لیکن اگر وصیت اس طرح کی تھی، کہ فلاں شخص کے علاوہ کوئی دوسرا حج نہ کرے، تو اس صورت میں کوئی دوسرا شخص حج نہ کرے گا، جس شخص کو حج کا حکم کیا تھا اگر وہ راستہ میں بیمار ہو گیا اور اس نے میت کی طرف سے حج کرنے کے لئے کسی اور شخص کو متعین کیا تو جائز نہیں ہے لیکن اگر حکم کرنے والے نے اس کو اجازت دیدی تھی تو جائز ہے، وصی کے لئے مناسب ہے کہ جس شخص کو میت کی طرف سے حج کرنے کے لئے مقرر کرے، اس کو اس قسم کی اجازت دیدے کہ اگر بیمار ہو جائے، تو کسی اور شخص سے حج کرا دے (سراج الوہاج فصل الحج عن الغیر)

مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والا اگر بیمار ہو گیا اور کل مال خرچ کر دیا، تو وصی پر یہ واجب نہیں ہے کہ اس کے لوٹنے کے لئے اور مال بھیجے اور اگر وصی نے حج کرنے والے سے یہ کہدیا تھا کہ اگر مصارف ختم ہو جائیں تو قرض لے لینا اور اس قرض کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو جائز ہے (محیط) اگر مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والے نے میقات سے یا اس کے بعد سے احرام باندھا اور مال ضائع ہو گیا، پھر اپنے پاس سے خرچ کر کے حج کے ارکان ادا کئے اور اپنے اہل و عیال میں واپس آگیا تو وصی سے یہ خرچ نہ لے گا البتہ اگر قاضی فیصلہ کردے تو اپنا خرچ وصی سے وصول کر سکتا ہے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اگر مصارف مکہ میں یا اس کے قریب ضائع ہو گئے اور کچھ باقی نہ رہا اور حج کرنے والے نے اپنے مال میں سے خرچ کیا، تو مرنے والے کے مال میں سے یہ مصارف لینے کا اس کو اختیار ہے (تاتارخانیہ)

اگر خدمت کے لئے کوئی خادم اجرت پر رکھ لیا تو دیکھیں گے اگر اس جیسے لوگ اپنا کام خود کر لیتے ہیں، تو اس کی اجرت اپنے پاس سے دینی پڑے گی اور اگر اس جیسے لوگ اپنا کام خود نہیں کرتے تو مرنے والے کے مال میں سے اجرت دیجائے گی، جس شخص کو حج کا حکم دیا گیا ہے حمام میں داخل ہو کر وہاں کے محافظ کو اسی طرح اجرت دینی چاہیئے، جس طرح دوسرے حاجی دیا کرتے ہیں،

وصی نے اگر مرنے والے کی طرف سے کسی شخص کو حج کرنے کے لئے دراہم دیئے، پھر اس نے وہ دراہم واپس لینے چاہے تو جب تک اس نے احرام نہیں باندھا ہے وہ واپس لے سکتا ہے جب مال واپس لے لیا اور اس شخص نے اپنے وطن واپس ہونے کے لئے اخراجات طلب کئے تو دیکھیں گے اگر اس وجہ سے مال واپس لیا ہے کہ اس سے کوئی خیانت ظاہر ہوئی تھی، تو وطن جانے کے اخراجات اسی کے ذمہ ہوں گے اور اگر رائے کے ضعیف ہونے یا احکامِ حج سے ناواقف ہونے کی بنا پر مال واپس لیا ہے تو مرنے والے کے مال میں سے اخراجات دیئے جائیں گے اور اگر نہ خیانت ظاہر ہوئی اور نہ کسی عیب کی بنا پر مال واپس لیا تو اخراجات وصی کے ذمے ہوں گے (محیط)

اگر مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والے نے حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کیا تو خرچ کا ضامن نہ ہوگا اور جب تک عمرہ میں مشغول ہے اپنی طرف سے خرچ کرے گا اور جب عمرہ سے فارغ ہو گیا تو مرنے والے کے مال میں سے خرچ کرے گا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

---

[1] یہ قربانی اس کے مال میں اس لئے واجب ہوگی کہ یہ اس کی جنایت کی وجہ سے واجب ہوئی ہے (مترجم)

سولھواں باب — ھدی (قربانی) کا بیان

اس باب میں کئی چیزوں کا جاننا ضروری ہے

۱ ہدی کی تعریف

ہدی اس حلال جانور کو کہتے ہیں، جس کا ہدیہ حرم میں لیجاتے ہیں (تبیین) ہدی اس وقت میں ہوتی ہے، جب صراحتہً ہدی مقرر کریں، یا دلالۃً، اور دلالت نیت سے ہوتی ہے، اور مکہ کی طرف قربانی ہانک کرے چلنے سے بھی استحساناً ہو جاتی ہے اگرچہ نیت نہ کی ہو (بحر الرائق)

ھدی کی اقسام

ہدی کی تین قسمیں ہیں (۱) اونٹ (۲) گائے بیل وغیرہ (۳) بھیڑ بکری (ہدایہ) ہمارے نزدیک سب سے افضل اونٹ ہے، پھر گائے بیل، پھر بھیڑ بکری (فتح القدیر)

بدنہ

کا اطلاق صرف اونٹ اور گائے پر ہوتا ہے (محیط سرخسی)

۲ ھدی میں کیا چیز جائز ہے اور کیا جائز نہیں

جن چیزوں کی قربانی جائز ہے ان کی ہدی بھی جائز ہے اور بکری کی قربانی ہر چیز میں جائز ہے، لیکن دو جگہ جائز نہیں ہے جس شخص نے جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کیا یا جس نے وقوفِ عرفہ کے بعد صحبت کرلی تو (اس جنابت کے سلسلہ میں) بکری کی قربانی جائز نہ ہو گی (ہدایہ)

۳ ھدی میں سنت اور مکروہ کا بیان

ہدی (قربانی) کے (گلے میں) پٹہ ڈالنا سنت ہے (محیط سرخسی) نفل، تمتع اور قِران کی ہدی میں پٹہ ڈالا جائے گا، اسی طرح جو ہدی نذر سے اپنے اوپر واجب کرلی ہے اس کے گلے میں بھی پٹہ ڈالیں احصار اور جنایات کی وجہ سے جو ہدی واجب ہوتی ہیں ان کے گلے میں پٹہ نہ ڈالیں اور اگر احصار اور جنایات کی وجہ سے لازم شدہ ہدی کے گلے میں پٹہ ڈال دیا تو جائز ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (سراج الوہاج) بکری کے گلے میں پٹہ ڈالنا ہمارے نزدیک مسنون نہیں ہے (ہدایہ)

۴ ھدی کے ساتھ کیا چیزیں جائز ہیں اور کیا ناجائز

ہدی پر سواری نہ کریں لیکن ضرورت کے وقت جائز ہے اور اس پر بوجھ بھی نہ لادیں اس لئے کہ ہدی کی تعظیم واجب ہے اور بوجھ لادنے اور سواری کرنے میں اس کی ذلت ہے اور یہ بات تعظیم کے خلاف ہے اس لئے حرام ہے (محیط سرخسی) اگر ہدی پر سوار ہوا یا اس پر بوجھ لادا اور اس وجہ سے اس میں نقصان آگیا تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا اور اس کو فقیروں پر صدقہ کردے اغنیاء کو نہ دے (بحر الرائق) اس کا دودھ نہ نکالے، اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے تاکہ دودھ اترنا موقوف ہو جائے یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ذبح کرنے کا مقام قریب ہو اور اگر دور ہو اور دودھ نہ دوہنے میں نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کا دودھ دوہے اور اس کا صدقہ کردے اور اگر اس کو اپنی ضرورت میں صرف کرلیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے (کافی) اسی طرح دودھ اگر مال دار کو دے دیا تب بھی یہی حکم ہے (اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت کا صدقہ کردے) (بحر الرائق)

ہدی کے اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کا صدقہ کرے یا اس کے ساتھ اس کو بھی ذبح کردے اور اگر بچہ کو فروخت کر ڈالا، تو اس کی قیمت کا صدقہ کرے (تبیین) اگر بچہ کو ہلاک کردیا، تو اس کی قیمت دینی پڑے گی اور اس کے عوض کوئی اور ہدی خرید لی تو بہتر ہے (بحر الرائق) اگر کوئی شخص

ہدی ہانک کرلے گیا اور وہ ہلاک ہوگئی، پس اگر نفلی تھی، تو اس پر کوئی اور ہدی واجب نہ ہوگی اور اگر اس کا ذبح کرنا واجب تھا تو دوسری ہدی اس کے عوض خریدے اور اگر ہدی میں زیادہ عیب آگیا تب بھی دوسری ہدی اس کے عوض خریدے اور عیب والی ہدی کا جو چاہے کرے (کافی) یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ شخص مالدار ہو اور اگر تنگدست ہے تو عیب والی ہدی ہی کافی ہے (سراج الوہاج)

اگر بدنہ (اونٹ یا گائے) راستہ میں ہلاک ہوگیا پس اگر وہ نفلی تھا تو اس کو ذبح کرے اور اس کے نعل کو خون میں رنگے اور کوہان کے ایک حصہ سے چھوا دے، خود اسمیں سے کچھ نہ کھائے اور نہ کوئی غنی شخص کھائے بلکہ صدقہ کردے اور یہ اس بات سے افضل ہے کہ اس کا گوشت درندوں کے لئے چھوڑ دے اور اگر وہ واجب تھا تو اس کی جگہ کوئی اور قربانی لے اور اس بدنہ کا جو جی چاہے کرے (کافی)

اگر نفل کی ہدی حرم میں پہنچ گئی اور وہاں قربانی کے دن سے پہلے معیوب ہوگئی تو دیکھیں گے اگر اس میں اس قسم کا نقصان پیدا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے واجب ادا نہیں ہوسکتا تو اس کو ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کردے خود اسمیں سے کچھ نہ کھائے اور اگر نقصان تھوڑا تھا جس سے واجب ادا ہوجاتا ہے تو اس کو ذبح کرے اور اس کے گوشت کا صدقہ کرے اور خود بھی کھائے، تمتع کی ہدی کا حکم اس کے خلاف ہے اس لئے کہ اگر وہ حرم میں قربانی کے دن سے پہلے عاجز ہوگئی اور اس کو ذبح کرڈالا تو کافی نہ ہوگی اور اگر کسی کی ہدی چوری ہوگئی اور اس نے اس جگہ دوسری ہدی خریدلی، اس کے پٹہ ڈال دیا اور حرم کی طرف لے چلا، پھر پہلی ہدی مل گئی تو دونوں کو ذبح کرنا افضل ہے اور اگر پہلی کو ذبح کیا اور دوسری کو فروخت کرڈالا تو جائز ہے اور اگر دوسری کو ذبح کیا اور پہلی کو فروخت کردیا تو اگر دوسری کی قیمت پہلی کے برابر ہے، یا اس سے زائد ہے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر کم ہے تو جس قدر کمی ہے اس کا بھی صدقہ کردے (محیط)

نفلی ہدی کو قربانی کے دن سے پہلے ذبح کرنا صحیح قول کے مطابق جائز ہے (کافی) لیکن قربانی کے دن ذبح کرنا افضل ہے (تبیین) تمتع اور قران کی ہدی کو قربانی کے دن کے علاوہ کسی اور دن ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اس کے بعد ذبح کی تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تارک واجب قرار دیا جائے گا اور اس بنا پر اس کے ذمے ایک قربانی لازم ہوگی (بحر الرائق) دیگر اقسام کی ہدایا جس وقت چاہے ذبح کرے ہدی کا ذبح کرنا حرم کے علاوہ کسی اور جگہ جائز نہیں ہے (ہدایہ) حرم اور غیر حرم کے فقیروں پر اس کا صدقہ کرنا جائز ہے لیکن حرم کے فقیروں پر صدقہ کرنا افضل ہے اور اگر غیر حرم کے فقرا زیادہ محتاج ہوں تو ان کو دینا افضل ہے (جوہرہ نیرہ)

اصولِ کلی مالک کے لئے جس ہدی میں سے کھانا جائز ہے ذبح کے بعد تمام کا صدقہ کردینا واجب نہیں ہے بلکہ تہائی کا صدقہ کرنا مستحب ہے اور جس ہدی میں سے کھانا جائز نہیں ہے اس کا صدقہ کردینا واجب ہے، پس اگر ذبح کے بعد تمام گوشت تلف ہوگیا تو اس پر بطور ضمان کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر ذبح کرنے کے بعد وہ خود تلف کردے تو دیکھیں گے اگر وہ ہدی اس قسم کی تھی، جس کا صدقہ کرنا واجب ہے تو اس کی قیمت اس کے ذمے واجب ہوگی جس کا وہ صدقہ کرے گا اور اگر اس قسم کی ہدی تھی، جس کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے تو اس کے بدلے کچھ واجب نہ ہوگا، ہدی کے گوشت کو فروخت کردینا جائز ہے خواہ ہدی ایسی ہو جس کا گوشت کھا سکتا ہے، یا ایسی ہو جس کا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہیں ہے بلکہ گوشت کا صدقہ کرنا اس پر واجب ہے (سراج الوہاج)

قربانی کرنے والے کو نفلی قربانی میں سے کھانا مستحب ہے جب کہ وہ حرم میں پہنچ گئی ہو اسی طرح تمتع اور قران کی ہدی میں سے بھی کھانا مستحب ہے (تبیین) مالدار کو بھی اس کا گوشت کھلایا جاسکتا ہے، دیگر اقسام کی قربانیوں میں سے (مثلاً کفارہ، نذر اور احصار کی قربانی یا وہ نفلی ہدی جو اپنے محل میں نہ پہنچی ہو) گوشت کھانا جائز نہیں ہے (سراج الوہاج)

ھدی کو عرفات میں نہ لیجائے ہدی (قربانی) کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں ہے، البتہ تمتع اور قران کی ہدی کو عرفات میں لے جانا اچھا ہے۔

اونٹ میں نحر اور گائے بیل میں ذبح ہے اونٹ میں نحر کرنا افضل ہے، اور گائے بیل، بھیڑ بکری میں ذبح افضل ہے اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کریں اور اگر لٹا کر نحر کیا تو جائز ہے، لیکن پہلی صورت افضل ہے اور گائے بیل وغیرہ کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیئے، کھڑا کر کے ذبح نہ کرے،

ذبح کے وقت ہدی کو قبلہ رو کر دیں ذبح کے وقت ہدی کو قبلہ رو کر دینا چاہیئے، اور بہتر یہ ہے کہ قربانی کرنے والا اگر خود اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو تو وہ خود ذبح کرے (تبیین) جھول اور مہار کا صدقہ کر دیں

گوشت بنانے والے کی اجرت قربانی میں سے نہ دیں (کنز) اگر اجرت کے علاوہ گوشت بنانے والے کو اس میں سے کچھ بطور ہدیہ کے دیدیا تو اکثر حضرات کے نزدیک جائز ہے اور اگر گوشت بنانے کی اجرت میں کچھ گوشت دیا تو اس کا ضامن ہوگا (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

(۵) ہدی کی نذر مان لینا اگر ایک شخص نے یہ کہا لِلّٰہِ عَلَیَّ ھَدْیٌ (اللہ کے لئے میرے ذمے ایک ہدی ہے) تو دیکھیں گے اگر اس نے ہدی کی تین قسموں میں سے کوئی قسم متعین کر دی ہے تو وہی قسم واجب ہوگی اور اگر کسی قسم کو متعین نہیں کیا تو ہمارے نزدیک بکری واجب ہوگی اور اگر یہ الفاظ کہے لِلّٰہِ عَلَیَّ بُدْنَۃٌ (اللہ کے لئے میرے ذمے بدنہ واجب ہے) تو اگر دونوں قسموں میں سے کسی قسم کو متعین کیا ہے تو وہی واجب ہوگی اور اگر کسی کو متعین نہیں کیا تو دونوں قسموں میں سے جس کی چاہے قربانی دیدے (محیط)

اگر بدنہ (اونٹ یا گائے بیل) نذر سے اپنے اوپر واجب کر لیا تو اس کو جہاں چاہے ذبح کرے، لیکن اگر مکہ میں ذبح کرنے کی نیت کی تو مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے، یہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ بدنہ مکہ ہی میں ذبح کرے اور اگر نذر جزر کے لفظ سے مانی ہے تو دونوں کو ذبح کرنا واجب ہوگا (بدائع) اور اگر ہدی کی نذر مانی تو بالاتفاق اس کا ذبح کرنا حرم ہی کے ساتھ خاص ہے اور اگر جزور کی نذر مانی تو بالاتفاق غیر حرم میں ذبح جائز ہے (شرح مجمع البحرین مصنفہ ابن ملک) اگر کسی نے یہ الفاظ کہے لِلّٰہِ عَلَیَّ اَنْ اُھْدِیَ شَاۃً (اللہ کے لئے مجھ پر بکری کا ذبح کرنا واجب ہے) اور اس نے اونٹ ذبح کر دیا تو جائز ہے، نذر میں جس قسم کی ہدی متعین کی تھی اگر اس کے مثل یا اس سے افضل ذبح کر دی یا اس کی قیمت کا صدقہ کر دیا تو جائز ہے (مبسوط مصنفہ امام سرخسی)

ستر ھواں باب
حج کی نذر مان لینا

حج ابتداءً جس طرح اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے اس شخص پر واجب ہوتا ہے، جس میں وجوب حج کی شرائط پائی جائیں اور اس کا نام حجۃ الاسلام اور حج فرض ہے اسی طرح کبھی اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے اس شخص پر بھی واجب ہوتا ہے جس میں وجوب کا سبب بندہ کی طرف کر پایا جائے مثلاً ایک شخص یہ الفاظ کہے لِلّٰہِ عَلَیَّ حَجَّۃٌ (اللہ کیلئے میرے ذمہ ایک حج ہے) یا صرف یہ لفظ کہے عَلَیَّ حَجَّۃٌ (میرے ذمہ ایک حج ہے) خواہ حج میں کوئی شرط لگائے یا نہ لگائے مثلاً یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں گا تو اللہ کے لئے میرے ذمے ایک حج واجب ہے، پس جب وہ شرط پائی جائے گی، تو اس نذر کا پورا کرنا لازم ہوگا

نذر کے بدلہ کفارہ کافی نہیں ہوتا ظاہر روایت میں حضرت امام ابو حنیفہؒ سے یہ مروی ہے کہ کفارہ اس کے بدلے میں کافی نہیں ہو سکتا (بدائع) اگر حج کو کسی شرط پر معلق کیا، پھر دوسری شرط پر معلق کیا اور دونوں شرطیں پائی گئیں تو ایک حج کافی ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب دوسری قسم میں اس نے یہ الفاظ کہے ہوں کہ میرے ذمے یہی حج واجب ہے (فتاویٰ قاضیخان)

اگر کسی نے نذر میں یہ الفاظ کہے کہ اللہ کے واسطے میرے ذمے احرام ہے یا یہ الفاظ کہے کہ میرے ذمے حج کا احرام ہے، تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اس کو ان دونوں میں سے کسی ایک کو متعین کرنے کا اختیار ہے اور اگر ایسے الفاظ کہے جو احرام کے لازم ہونے پر دلالت کرتے ہیں مثلاً یہ کہا اللہ کے واسطے میرے اوپر بیت اللہ شریف تک یا کعبہ تک یا مکہ تک پیدل چلنا واجب ہے تو جائز ہے اور اس پر حج یا عمرہ واجب ہوگا (بدائع) استحسان بھی یہی ہے (محیط سرخسی) پس اگر اس نے حج یا عمرہ کو متعین کر لیا تو پیدل چل کر حج یا عمرہ کرنا واجب ہے

کہاں سے پیدل چلے اور کب پیدل چلنا موقوف کرے

اور جب پیدل چل کر اس نے حج یا عمرہ کیا تو اس میں اختلاف ہے کہ کہاں سے پیدل چلے اور کب پیدل چلنا موقوف کرے، حج میں طوافِ زیارت کے بعد اور عمرہ میں طواف اور سعی کے بعد پیدل چلنا موقوف کر دے، کہاں سے پیدل چلنا شروع کرے، اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جہاں سے احرام باندھا ہے وہاں سے پیدل چلے اور بعض حضرات کے نزدیک اپنے گھر سے پیدل چلے (محیط) یہی صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر راستہ بھر یا راستہ کے اکثر حصہ میں سوار ہو کر چلا تو قربانی لازم ہوگی اور اگر راستہ میں کچھ دور سوار ہو کر چلا تو حساب کے مطابق قربانی کا اتنا ہی حصہ واجب ہوگا، اصل میں مذکور ہے کہ اس کو دونوں باتوں کا اختیار ہے خواہ پیدل چلے یا سوار ہو کر چلے، فقہاء نے کہا ہے کہ پہلا قول صحیح ہے (تبیین)

اگر کسی شخص نے یہ الفاظ کہے کہ میرے اوپر حرم تک یا مسجد حرام تک پیدل چلنا واجب ہے تو اس کا یہ قول صحیح نہیں ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ قول درست ہے اور اس پر حج یا عمرہ لازم ہوگا

اگر یہ الفاظ کہے کہ میرے اوپر صفا اور مروہ تک پیدل چلنا واجب ہے تو سب حضرات کے قول کے مطابق درست نہیں ہے اگر یہ الفاظ کہے کہ میرے اوپر بیت اللہ تک جانا، یا بیت اللہ کی طرف نکلنا، یا بیت اللہ کی طرف سفر کرنا، یا بیت اللہ میں آنا تو سب حضرات کے قول کے مطابق صحیح نہیں ہے، اگر یہ الفاظ کہے کہ یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ، یا مکہ یا مسجدِ حرام، یا صفا و مروہ کی طرف ہدی ہے، تو وہی حکم ہوگا جو اس صورت میں ہے کہ اللہ کے لئے میرے اوپر بیت اللہ وغیرہ تک پیدل چلنا واجب ہے اور اتفاق و اختلاف کی جو صورتیں اس مسئلہ میں ابھی ذکر کی گئی ہیں اس جگہ بھی جاری ہوں گی (بدائع)

اگر کسی نے یہ کہا کہ حجِ فرض میرے اوپر دو بار واجب ہے تو کچھ لازم نہ ہوگا (محیط) اور اگر یہ کہا کہ اللہ کے لئے میرے اوپر امسال دو حج واجب ہیں تو اس پر دو حج واجب ہوں گے اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ میرے اوپر اس سال دس حج واجب ہیں تو اس پر دس حج دس سال میں واجب ہوں گے، اسی طرح اگر کسی نے اپنے اوپر سو حج لازم کر لئے تو لازم ہو جائیں گے اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ اللہ کے لئے میرے اوپر آدھا حج لازم ہے، تو حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق پورا حج لازم ہوگا اگر کسی نے حج کے تلبیہ میں یہ شرط لگائی کہ میں ایسا حج کروں گا کہ جس میں طوافِ زیارت اور وقوفِ عرفہ نہ کروں گا تو اس پر پورا حج لازم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میرے اوپر تیس حج لازم ہیں اور ایک سال میں تیس آدمیوں سے حج کرایا پس اگر وہ حج کا زمانہ آنے سے پہلے مر گیا تو تمام حج جائز ہوں گے اور اگر حج کا زمانہ .... آگیا اور وہ زندہ ہے اور حج کرنے پر قادر ہے تو تیس میں سے ایک حج باطل ہو جائے گا، اور اسی طرح جب ایک سال آئے گا تو ایک حج باطل ہو جائے گا (محیط) اگر مریض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس مرض سے اگر مجھے شفا دیدیں تو میرے اوپر ایک حج لازم ہے پس اگر شفایاب ہو گیا تو اس پر ایک حج لازم ہوگا اگرچہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے کے الفاظ نہ کہے ہوں اس لئے کہ حج تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہوتا ہے اور اگر کہا کہ میں اچھا ہو جاؤں تو مجھ پر ایک حج واجب ہے پس وہ اچھا ہو گیا اور حج کیا تو اس کے ضمن میں حج

فرض ادا ہو جائے گا اور اگر حج فرض کے علاوہ کسی اور حج کی نیت کر لی تو اس کی نیت صحیح ہو گی (خلاصہ)

متفرق مسائل

اہلِ عرفہ نے ایک دن وقوف کیا اور ایک جماعت نے گواہی دی کہ انہوں نے وقوف کے دن سے پہلے وقوف کیا ہے شلاً اس جماعت نے اس پر گواہی قائم کی کہ انہوں نے آٹھویں تاریخ کو وقوف کیا ہے تو اس جماعت کا قول معتبر ہوگا اور وقوف کا اعادہ کیا جائے گا اور اگر اس جماعت نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے وقوف کے دن کے بعد مثلاً دسویں تاریخ کو وقوف کیا ہے تو اس جماعت کا قول معتبر نہ ہوگا اور استحساناً ان کا حج جائز ہو جائے گا اگر آٹھویں تاریخ کو یہ گواہی دی کہ آج عرفہ کا دن ہے (یعنی نویں تاریخ ہے) پس اگر امام تمام لوگوں کے ساتھ یا اکثر کے ساتھ دن میں وقوف کر سکتا ہے تو اس جماعت کی شہادت قیاساً اور استحساناً قبول کی جائے گی اگر ان لوگوں نے رات تک وقوف نہ کیا تو ان سے حج فوت ہو جائے گا۔

اور اگر امام ان لوگوں کے ساتھ رات میں وقوف کر سکتا ہے دن میں نہیں کر سکتا تب بھی استحساناً وہی حکم ہے، چنانچہ اگر ان لوگوں نے وقوف نہ کیا تو ان سے حج فوت ہو جائے گا اور اگر امام رات میں اکثر لوگوں کے ساتھ وقوف نہیں کر سکتا تو اس جماعت کی شہادت معتبر نہ ہوگی اور امام استحساناً دوسرے دن وقوف کرنے کا حکم دے اور گواہوں کے لئے بھی وہی حکم ہے جو اور لوگوں کے لئے ہے، یہاں تک کہ اگر انہوں نے اپنی رائے سے وقوف کیا اور لوگوں کے ساتھ وقوف نہ کیا تو ان سے حج فوت ہو جائے گا (تبیین) اور اس صورت میں ان پر واجب ہے کہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائیں اور آئندہ سال حج کریں۔

وقوفِ عرفہ میں کتنے لوگوں کی گواہی معتبر ہے

اگر ایسے وقت میں گواہی دی کہ وقوفِ عرفہ دن میں ممکن ہے تو دو عادل شخصوں کی گواہی معتبر ہو گی اور اگر ایسے وقت میں گواہی دی کہ وقوفِ عرفہ دن میں ممکن نہیں ہے بلکہ رات میں وقوف کرنا پڑے گا تو اس میں دو عادل شخصوں کی گواہی بھی معتبر نہ ہوگی اس لئے کہ ان کی گواہی کی وجہ سے وقوف دن کے بدلے رات میں کرنا پڑے گا پس وہی امر قبول کیا جائے گا جو خوب اچھی طرح سے ثابت ہو جائے۔

قاعدہ کلیہ

حاصل یہ ہے کہ اگر ایسا موقع ہے کہ شہادت قبول کرنے میں سب کا حج فوت ہو جاتا ہے تو اس موقعہ پر امام گواہی قبول نہ کرے گا اگرچہ گواہ بہتیرے ہوں اور اگر ایسا موقع ہے کہ شہادت قبول کرنے میں کچھ لوگوں کا حج فوت ہو جاتا ہے اور کچھ کا نہیں ہوتا تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) اگر عورت نے حج فرض کے علاوہ کسی اور حج کا احرام باندھا، اس کے ساتھ محرم ہے لیکن وہ اس کا شوہر نہیں ہے تو عورت وہ حج ادا کرے (شرح طحاوی باب الفدیہ) اور اگر محرم اس کا شوہر ہے اس نے عورت کو حج کی اجازت دی اور عورت نے حج کا احرام حج کے زمانہ سے پہلے باندھ لیا تو شوہر کو احرام سے حلال کرا لینے کا اختیار ہے اور اگر حج کے زمانہ میں احرام باندھا ہو تو شوہر کو احرام کھلوانے کا اختیار نہ ہوگا۔

اگر عورت کا شہر اتنی دور ہے کہ وہاں کے رہنے والے حج کے زمانہ سے پہلے نکلتے ہیں اور ان لوگوں کے نکلنے کے وقت عورت نے احرام باندھ لیا تو شوہر عورت کا احرام نہیں کھلوا سکتا اور اگر اس سے پہلے عورت نے احرام باندھا تھا تو شوہر احرام کو ختم کرا سکتا ہے، لیکن اگر عورت نے چند دن پہلے احرام باندھا تھا تو ختم نہیں کرا سکتا (محیط) اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر احرام باندھا تھا تو شوہر کو اس بات کا اختیار ہے کہ اس کو حج سے روک دے اور ہدی (قربانی) کے بغیر اس کو احرام سے باہر کرا دے اور احرام سے باہر نکلنا شوہر کے یہ کہنے سے کہ میں نے تجھے احرام سے باہر کر دیا ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے جو احرام میں ممنوع ہیں، مثلاً اس کے ناخن تراشے یا بال کترے، یا خوشبو لگائے، یا بوسہ لے، یا معانقہ کرے، پس اس طرح کرنے سے عورت احرام سے باہر ہو جائے گی اس پر احصار کی ہدی اور حج وعمرہ کی قضا لازم ہو گی، پس اگر اس کے بعد اسی سال شوہر نے احرام کی اجازت دیدی اور عورت نے احرام باندھ لیا، خواہ اس نے قضا کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ حج

قضا ہوگا اور وہ حج (جس کا اس نے پہلے احرام باندھا تھا) اس سے ساقط ہو جائے گا اور عمرہ اس پر واجب نہ ہوگا اور پہلے احرام کے توڑنے کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی، اور اگر سال بدل گیا تو نیت کے بغیر وہ حج ساقط نہ ہوگا اور اس پر حج عمرہ اور قربانی لازم ہوگی (شرح طحاوی باب القدیہ)

اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا اور اس کے بعد نکاح کر لیا تو ہمارے نزدیک شوہر اس کا احرام تڑوا سکتا ہے اور اگر اس نے حجِ فرض کا احرام باندھا تھا تو شوہر اس کا احرام نہیں تڑوا سکتا، یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کا محرم خود اس کا شوہر ہو اور اگر شوہر اس کا محرم نہیں ہے تو اس کو روکنے کا اختیار ہے (بحر الرائق) اگر کسی نے اپنی بیوی یا باندی سے جو احرام کی حالت میں تھی صحبت کر لی اور اس کو احرام کی حالت کی اطلاع نہ تھی تو وہ احرام سے باہر نہ ہوگی لیکن اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور اگر اس کو پہلے سے اطلاع تھی تو احرام سے باہر ہو جائے گی، اگر شوہر نے عورت کو احرام سے باہر کرایا، پھر سال گذرنے کے بعد اجازت دی تو عورت پر حج اور عمرہ واجب ہے، اگر مرد نے احرام تڑوا دیا اور عورت نے پھر احرام باندھ لیا، مرد نے پھر احرام تڑوا دیا، عورت نے پھر احرام باندھ لیا، اسی طرح کئی مرتبہ ہوا، پھر عورت نے اسی سال حج کیا، تو سب مرتبہ احرام سے باہر ہونے کے عوض وہ ایک حج کافی ہوگا اور اگر آئندہ سال حج کیا تو ہر مرتبہ احرام سے باہر ہونے کے عوض ایک عمرہ واجب ہوگا (فتح القدیر)

غلام اور باندی اگر مالک کی اجازت کے بغیر احرام باندھیں تو اس کو روکنے کا اختیار ہے اور ہدی کے بغیر ان کا احرام تڑوا سکتا ہے ان میں سے ہر ایک پر احصار کی ہدی اور حج اور عمرہ کی قضا آزاد ہونے کے بعد واجب ہوگی، اگر غلام اور باندی مالک کی اجازت کے بغیر کسی عذر کی بنا پر حج نہ کر سکے تو مالک کو ان کی طرف سے ہدی بھیجنی چاہیئے، تاکہ حرم میں ذبح کی جائے اور وہ احرام سے باہر نکل آئیں (شرح طحاوی باب الفدیہ) اگر غلام یا باندی کو احرام کی اجازت دے چکا ہے تو اس کے بعد بھی مالک ان کا احرام تڑوا سکتا ہے، لیکن یہ مکروہ ہے، جب مالک اپنے غلام کا احرام تڑوانا چاہے تو اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل ضرور کرے، جو احرام کی حالت میں ممنوع ہے، مثلاً ناخن تراشے، بال کترے، خوشبو لگائے یا اسی قسم کا کوئی اور فعل کرے، صرف منع کر دینے سے یا کہہ دینے سے کہ میں نے تجھکو احرام سے باہر کر دیا وہ احرام سے باہر نہ ہوگا (سراج الوہاج) نزدیک مشتری کو یہ اختیار ہے کہ ان کو حج سے روک دے اور احرام سے باہر کرا دے (شرح طحاوی باب الفدیہ) اسبیجابیؒ نے ذکر کیا ہے کہ حج کرنے پر اور نہ کسی عبادت پر اور نہ کسی معصیت پر اجرت لینی جائز ہے اور اگر کسی کو حج کے لئے اُجرت پر مقرر کیا اور حج کرانے والے نے اجرت دیدی اور اس نے میت کی طرف سے حج کیا تو اس کا حج جائز ہوگا اس کی اجرت اسی قدر جائز ہوگی، جو راستہ کے آنے جانے میں، کھانے، پینے، کپڑے، سواری اور دیگر اخراجِ حج میں متوسط طور پر (جسمیں نہ اسراف ہو نہ ضرورت سے کم ہو) کافی ہو، واپس لوٹنے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ وارثوں کو واپس کر دے اور جو فاضل بچا ہے اس کو خود لے لینا جائز نہیں لیکن اگر ورثاء بطریق احسان حج کرنے والے کی ملکیت میں چھوڑ دیں تو وارثوں کے مالک کر دینے سے اس کے لئے جائز ہو جائے گا (شرح طحاوی باب ابتدا کتاب الحج)

جس شخص کو میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم کیا گیا تھا اگر وہ راستہ سے لوٹ آیا اور یہ کہا کہ حج سے اسے کوئی مانع پیش آ گیا ہے اور میت کا تمام مال واپسی میں خرچ ہو گیا ہے تو اس کے قول کی تصدیق نہ کریں گے اور وہ تمام خرچ کا ضامن ہوگا لیکن اگر کوئی امر ظاہر اس کے قول کی تصدیق کرے تو اس شخص کا قول معتبر ہوگا، جس کو حج کا حکم دیا گیا تھا، اگر اس نے کہا کہ میں نے میت کی طرف سے حج کر لیا اور وارثوں نے یا وصی نے انکار کیا تو اس شخص کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا، لیکن اگر اس شخص پر جس کو حج کا حکم کیا گیا تھا، میت کا کچھ قرض تھا اور مرنے والے نے یہ کہا تھا کہ میری طرف سے اس مال میں حج کر لینا پس اس نے اس شخص کے مرنے کے بعد حج کیا تو اس پر واجب ہے کہ اپنے حج کرنے کے گواہ پیش کرے (محیط) حرم کے پتھروں اور حرم کی مٹی کو حرم سے باہر لیجاتے میں ہمارے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح حرم کے باہر کی مٹی حرم کے اندر پہنچانے

میں کوئی مضائقہ نہیں ہے فقہاء کا اجماع ہے کہ زم زم کا حرم سے باہر لیجانا مباح ہے،

کعبہ کے پردوں میں سے کچھ نہ لے اور اگر کوئی ٹکڑا گر جائے تو فقیروں پر صرف کردے، پھر اگر ان سے خرید لے تو کوئی مضائقہ نہیں (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) حرم کے درخت اراک اور اسی طرح دوسرے درختوں کی مسواک بنانا جائز نہیں ہے، کعبہ کی خوشبو بطور تبرک یا کسی اور غرض سے لینا جائز نہیں ہے اگر اسمیں سے کچھ خوشبو حاصل کی تو اس کا لوٹانا واجب ہے،

اگر کوئی شخص تبرک کا ارادہ کرے تو اپنے پاس سے خوشبو لا کر بیت اللہ شریف کو لگائے اور پھر اس خوشبو کو اپنے پاس رکھ لے (سراج الوہاج)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا

ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت مندوبات میں سب سے زیادہ افضل ہے، مناسک فارسی اور شرح مختار میں ہے کہ جس شخص کو استطاعت حاصل ہے اس کے لئے زیارت واجب کے قریب ہے، حج اگر فرض ہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے حج کرے پھر زیارت کے لئے جائے اور اگر نفلی ہے تو اسے اختیار ہے (یعنی چاہے پہلے زیارت کو جائے اور یا بعد میں جائے)

روضہ اطہر کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی کی بھی نیت کرے

جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کی نیت کرے، تو اس کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی بھی نیت کرنی چاہیئے،

مسجد نبوی کی عظمت

اس لئے کہ مسجد نبوی کا شمار ان تین مسجدوں میں ہے، جن کے علاوہ کسی اور جگہ کو سفر نہیں کیا جاتا اور حدیث شریف میں آیا ہے،

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا لِثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی

تین مسجدوں کے علاوہ سامانِ سفر نہ باندھا جائے، مسجد حرام اور یہ میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ،

راستہ میں درود و سلام کی کثرت

جب زیارت کے لئے جائے تو راستہ میں درود و سلام کثرت کے ساتھ پڑھے (فتح القدیر) مکہ اور مدینہ طیبہ کے راستہ میں جو مسجدیں ہیں ان میں نماز پڑھے، یہ کرمانی نے اپنے مناسک میں ذکر کیا ہے، جب مدینہ طیبہ کے درخت نظر آنے لگیں تو درود و سلام میں اور زیادتی کرے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

مدینہ طیبہ کی دیواروں کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے

جب مدینہ طیبہ کی دیواروں کو دیکھے تو درود شریف پڑھے اور یہ دعا پڑھے،

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْہُ وِقَایَۃً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ،

اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہے تو اس کی وجہ سے مجھکو آگ سے محفوظ رکھ اور عذاب اور حساب کی برائی سے امن دے

مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے

اگر ممکن ہو تو مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے اور مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے بعد غسل کرے، خوشبو لگائے، اچھے کپڑے پہنے، عاجزی کرتا ہوا تسلی اور وقار کے ساتھ داخل ہو (اختیار شرح مختار) بعض آدمیوں کا دستور ہے کہ مدینہ طیبہ کے قریب اتر جاتے ہیں اور وہاں سے پیدل چلکر مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے ہیں یہ بہت مناسب ہے، جس چیز میں ادب اور تعظیم زیادہ ہو وہ --- بہتر ہے (فتح القدیر)

مدینۂ طیبہ میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے

اللھم رب السموٰت وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الریاح وما ذرین اسالك خیر ھذہ البلدۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا واعوذ بك من شرھا وشر ما فیھا وشر اھلھا، اللھم ھذا حرم رسولك فاجعل دخولی فیہ وقایۃ لی من النار وأمانا من العذاب وسوء الحساب۔

اے اللہ آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن پر وہ سایہ ڈالتے ہیں اے زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں اے ہواؤں کے پروردگار اور ان چیزوں کے پروردگار جن کو وہ اڑاتی ہیں، میں تجھ سے اس شہر کی بھلائی، اور اس شہر کے رہنے والوں کی بھلائی اور جو چیزیں اس شہر کے اندر ہیں ان کی بھلائی کی بھیک مانگتا ہوں اور میں اس شہر کی اور شہر میں جو چیزیں ہیں ان کی اور اس شہر کے رہنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے اس میں میرا داخل ہونا مجھے دوزخ سے بچانے کا اور عذاب اور حساب کی برائی سے محفوظ ہونے کا ذریعہ بنا (فتاویٰ قاضی خاں)

مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے

جب مسجدِ نبوی میں داخل ہو تو وہی افعال کرے جو مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت مسنون ہیں یعنی پہلے دایاں پیر بڑھائے (فتح القدیر) اور پھر یہ دعا پڑھے،

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اللھم اجعلنی الیوم من اوجہ من توجہ الیك واقرب من تقرب الیك وانجح من دعاك وابتغی مرضاتك (فتاویٰ قاضی خاں)

اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی اولاد پر رحمتِ کاملہ نازل فرما اے اللہ میرے گناہوں کو بخشدے، اور میرے لئے رحمت کے دروازے کشادہ کردے، اے اللہ مجھے آج کے دن ان لوگوں میں زیادہ وجیہہ کردے جنہوں نے تیری طرف توجہ کی ہے اور ان لوگوں میں زیادہ قریب کردے جنہوں نے تیرا قرب چاہا ہے، اور دعا کرنے والوں میں مجھے زیادہ کامیاب اور تیری مرضی کا چاہنے والا بنا۔

مسجدِ نبوی میں بابِ جبریل سے یا کسی اور دروازہ سے داخل ہو (غایۃ السروجی شرح ہدایہ)

منبر کے پاس دو رکعتیں پڑھے

اور اس طرح کھڑا ہو کہ منبر کا ستون داہنے مونڈھے کے سامنے ہو یہی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، یہ جگہ ضریح مبارک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ نے جو توفیق عنایت فرمائی ہے اس کے شکرانہ میں اللہ کے حضور سجدہ کرے اور جس دعا کو مناسب سمجھے پڑھے اس کے بعد کھڑا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ضریح مبارک کی طرف متوجہ ہو اور سرِ مبارک کے قریب قبلہ رو کھڑا ہو جائے[۱]، پھر اس جگہ سے تین چار گز قریب ہو جائے اور اس سے زائد قریب نہ ہو، تربت کی دیواروں پر نظر رکھے، اس لئے کہ یہ بہت ہیبت کی جگہ ہے اور اس کی عظمت بڑی بھاری ہے اس طرح کھڑا ہو، جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کا اس طرح تصور کرے کہ گویا آپ لحدِ مبارک میں آرام فرما رہے ہیں اور اس کے حال سے باخبر ہیں اور اس کی باتیں سنتے ہیں (اختیار شرح مختار)

---

[۱] یہ فقیہہ ابو اللیث کی اپنی رائے ہے، فتح القدیر میں ہے کہ یہ قول غیر معتبر ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کے مزارِ مبارک کی طرف متوجہ ہو اور قبلہ کی طرف پشت کرے (مترجم)

مواجہ شریف کی دعا

اور پھر یہ دعا پڑھے

السلام علیك یا نبی الله ورحمة الله وبرکاته واشهد انك رسول الله قد بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت الامة وجاهدت فی امر الله حتی قبض روحك حمیدا محمودا فجزاك الله عن صغیرنا وکبیرنا خیر الجزاء وصل علیك افضل الصلوة وازکاها واتم التحیات وانماها، اللهم اجعل نبینا یوم القیمة اقرب النبیین واسقنا من کاسه وارزقنا من شفاعته واجعلنا من رفقائه یوم القیامة اللهم لا تجعل هذا اخر العهد بقبر نبینا علیه السلام وارزقنا العود الیه یا ذا الجلال والاکرام (محیط)

اے اللہ کے نبی آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے پیغمبر ہیں، آپ نے رسالت کو بخوبی پہنچایا، اور امانت کو اچھی طرح پر ادا کیا، آپ نے امت کو نصیحت فرمائی، اور اللہ کے کام میں آپ نے پوری پوری کوشش کی، یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی، ایسی حالت میں کہ آپ حمید اور محمود کے رتبہ سے نوازے گئے تھے اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کی طرف سے عمدہ جزا عطا فرما، اور آپ پر سب سے افضل سب سے زیادہ پاک درود نازل فرما، اور سب سے کامل تحیۃ عطا فرما اے اللہ ہمارے نبی کو قیامت کے دن سب نبیوں سے زیادہ قرب والا بنا، ان کے جام کوثر سے ہم کو سیراب کر، ان کی شفاعت ہمیں نصیب کر اور ہم کو قیامت کے دن انؐ کے ساتھیوں میں کر دے، اے اللہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ضریح مبارک پر میرا یہ آخری عہد نہ ہو، اے ذوالجلال والاکرام ہمیں یہاں آنا پھر نصیب ہو،

درمیانی آواز سے دعا پڑھے

اپنی آواز نہ زیادہ بلند کرے اور نہ بہت زیادہ پست، بلکہ درمیانی رکھے (غایۃ السروجی شرح ہدایہ) جس کسی نے وصیت کی ہو اس کا بھی سلام پہنچا دے اور یہ کہے

السلام علیك یا رسول الله فلان بن فلان یستشفع بك الی ربك فاشفع له ولجمیع المسلمین

یا رسول اللہ آپ پر سلامتی ہو، فلاں ابن فلاں آپ کی سفارش چاہتا ہے آپ کے رب کے پاس، آپ اس کی اور تمام مسلمانوں کی سفارش فرما دیجئے،

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے سامنے چہرہ مبارک کے پاس قبلہ کی طرف پشت کر کے جس قدر چاہے درود پڑھے پھر اس جگہ سے تقریبًا ایک ہاتھ ہٹ کر حضرت صدیق اکبرؓ کے سر مبارک کے سامنے آئے، اور یہ دعا پڑھے۔

صدیق اکبرؓ کے مواجہ شریف کی دعا

السلام علیك یا خلیفة رسول الله السلام علیك یا صاحب رسول الله فی الغار السلام علیك یا رفیقه فی الاسفار السلام علیك یا امینه علی الاسرار جزاك الله تعالی عنا افضل ما جزی اماما عن امة نبیه ولقد خلفته باحسن خلف وسلکت طریقه ومنهاجه خیر مسلك وقاتلت اهل الردة والبدع ومهدت

اے رسول خدا کے نائب آپ پر سلام
اے رسول خدا کے غار کے ساتھی آپ پر سلام
اے رسول اللہ کے رفیق سفر آپ پر سلام
اے رسول اللہ کے اسرار سربستہ کے امین آپ پر سلام
اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اس جزا سے بہتر جزا عطا فرمائے جو کسی امام کو اپنے نبی کی امت سے ملی ہو، آپ نے رسول اللہ کی بہترین نیابت فرمائی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور راستہ پر آپ ٹھیک ٹھیک چلے، مرتدوں اور اہل بدعت سے لڑے اور اسلام کی

الاسلام ووصلت الارحام ولم تزل قائلا للحق ناصرًا لاهله حتى اتاك اليقين والسلام عليك ورحمة الله وبركاته

اللهم امتنا على حبه ولا تخيب سعينا فى زيارته برحمتك يا كريم

درستی فرمائی آپؐ نے قرابتوں کو ملایا، آپ ہمیشہ سچی بات کہتے رہے اور اہل حق کے مددگار رہے، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی، پس آپؐ پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں،

اے اللہ ہمیں ان کی محبت پر موت دے اور ان کی زیارت میں ہماری کوشش کو رائیگاں نہ کر اپنی رحمت سے اے کریم

پھر یہاں سے ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے سامنے آئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مواجہ شریف کی دعاء

اور یہ دعاء پڑھے

السلام عليك يا امير المومنين السلام عليك يا مظهر الاسلام السلام عليك يا مكسر الاصنام جزاك الله عنا افضل الجزاء ورضى الله عمن استخلفك فقد نصرت الاسلام والمسلمين حيا وميتا فكفلت الايتام ووصلت الارحام وقوى بك الاسلام وكنت للمسلمين اماما مرضيا وهاديا مهديا جمعت شملهم واغنيت فقرهم وجبرت كسرهم فالسلام عليك ورحمة الله وبركاته

اے ایمان والوں کے سردار آپؐ پر سلام، اے اسلام کو ظاہر کرنے والے آپ پر سلام اے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام،

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزا عنایت فرمائے اللہ ان سے راضی ہے جنہوں نے آپؐ کو خلیفہ بنایا، آپ نے زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرمائی، آپ نے یتیموں کی ذمہ داری لی اور ناتوں کو ملایا، آپ سے اسلام میں توانائی آئی، آپ مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا، اور ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ امام تھے آپ نے ان کے اختلاف کو دور کیا اور ان کی احتیاج کو غنی میں تبدیل کردیا اور ان کی شکستگی کو باندھا آپ پر اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

پھر تقریباً آدھ گز پیچھے لوٹے اور یہ دعا پڑھے،

السلام عليكما يا ضجيعى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورفيقيه ووزيريه ومشيريه والمعاونين له على القيام فى الدين والقائمين بعده بمصالح المسلمين جزاكما الله احسن الجزاء جئناكما نتوسل بكما الى رسول الله ليشفع لنا ويسئل ربنا ان يتقبل سعينا ويحيينا على ملته ويميتنا عليها ويحشرنا فى زمرته

اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہم خواب تم دونوں پر سلام اے رسول اللہؐ کے دو رفیق دو وزیر دو مشورہ دینے والے، اور دین قائم رکھنے کے دو معاون، اور رسول اللہ کے بعد مسلمانوں کی مصلحتوں کو بجا لانے والے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ بہترین صلہ عطا فرمائے، ہم تم دونوں کے پاس آئے ہیں تاکہ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلہ بنائیں، کہ وہ ہماری سفارش کردیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں، کہ وہ ہماری کوشش کو قبول فرمائے اور ہم کو ان کی ملت پر زندہ رکھے اور ان کی ملت پر وفات دے، اور ان کی جماعت میں ہمارا حشر ہو،

پھر اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اور جن لوگوں نے دعا کیلئے اس کو کہا ہو ان کیلئے دعائیں مانگے، پھر پہلی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے،

اللهم انك قلت وقولك الحق ولو انهم اذ ظلموا

اے اللہ تونے فرمایا اور تیرا فرمانا درست ہے، کہ جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے

أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ وقد جئنك سامعين قولك طائعين امرك مستشفعين بنبيك اليك. اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اگر وہ تیرے پاس آتے اور تجھ سے بخشش چاہتے، اور رسول اللہ ان کو بخشواتے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے ہم تیری بارگاہ میں آئے ہیں، تیری باتوں کو سنتے ہیں، تیرے حکم کے فرماں بردار ہیں، تیری بارگاہ میں تیرے نبی کی سفارش چاہتے ہیں، اے اللہ ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہیں مغفرت فرما، اے اللہ دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو محفوظ رکھ، آپ کا رب ان چیزوں سے پاک ہے، جن کو لوگ بیان کرتے ہیں، پیغمبروں پر سلام، اور ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

اور اس دعا میں جتنا چاہے زیادہ کردے، اور جتنا چاہے کم کردے، اس کے علاوہ جو دعائیں یاد آئیں اور توفیقِ الٰہی ہو پڑھے، پھر ابولبابہؓ کے اسطوانہ پر آئے، جہاں ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو باندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی تھی، یہ ضریحِ مبارک اور منبر کے درمیان ہے، یہاں دو رکعتیں پڑھے اللہ کے سامنے توبہ کرے اور جو جی میں آئے دعا مانگے، پھر روضۂ اطہر پر آئے، اور وہ حوض کے مثل مربع ہے امام وقت اس زمانہ میں اسی جگہ نماز پڑھتا ہے، یہاں جس قدر ہو سکے نماز پڑھے، دعا مانگے، تسبیح، ثنا، اور استغفار کا کثرت کے ساتھ ورد رکھے، پھر منبر پر آئے، اور اپنا ہاتھ انار کے مشابہ اس کبانہ پر رکھے، جس میں خطبہ پڑھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک رکھتے تھے، تاکہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت حاصل ہو، درود پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے جتنی چاہے دعائیں مانگے، اس کی رحمت کے طفیل اس کے غضب سے پناہ مانگے، پھر

اسطوانہ حنانہ پر آئے

اور یہ وہ ستون ہے، جس میں اس لکڑی کا بقیہ لگا ہوا ہے، جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو چھوڑ کر منبر پر خطبہ پڑھا تھا تو اس میں سے رونے کی آواز نکلی تھی، پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر سے اتر کر اس کو بغل میں لیا تب اس کو تسکین حاصل ہوئی،

مدینہ طیبہ کے قیام کے زمانہ کا معمول

جب تک مدینہ طیبہ میں رہے اس بات کی کوشش کرے کہ جہاں تک ہو سکے رات کو جاگتا رہے، تلاوتِ قرآن شریف اور ذکر اللہ میں مشغول رہے، منبر اور قبر کے پاس، اور ان دونوں کے درمیان آہستہ اور زور سے دعائیں مانگتا رہے (اختیار شرح مختار) جب تک مدینہ طیبہ میں قیام رہے درود کا کثرت کے ساتھ ورد رکھے (محیط)

بقیع میں جانا مستحب ہے

رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بعد بقیع کی طرف جانا مستحب ہے، وہاں کے مزارات خصوصاً سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرے، بقیع میں حضرت عباسؓ کی زیارت کرے، اسی میں حضرت حسنؓ بن علیؓ، اور حضرت زین العابدینؓ اور ان کے بیٹے محمد باقرؒ اور ان کے بیٹے جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہیں، یہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا قبہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی ازواجِ مطہراتؓ مدفون ہیں، اسی مقام پر آپؐ کی پھوپھی رضی اللہ عنہا اور بہت سے صحابۂ کرام اور تابعین مدفون ہیں،

بقیع میں مسجدِ فاطمہؓ میں نماز پڑھے

بقیع میں مسجدِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میں نماز پڑھے، جمعرات کے روز شہدائے احد کی زیارت کرنا مستحب ہے وہاں جا کر یہ کہے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ، سلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون[1] اور سورۂ اخلاص پڑھے

مسجدِ قبا میں سنیچر کے دن آنا مستحب ہے

سنیچر کے دن مسجدِ قبا میں آنا مستحب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح وارد ہے اور یہ دعا مانگے[2] یا صریخ المستصرخین ویا غیاث المستغیثین یا مفرج کرب المکروبین یا مجیب الدعوۃ المضطرین صل علی محمد وآلہ واکشف کربی وحزنی کما کشفت عن رسولک کربہ وحزنہ فی ھذا المقام یا حنان یا منان یا کثیر المعروف ویا دائم الاحسان یا ارحم الراحمین (اختیار شرح مختار) فقہاء نے کہا ہے کہ ان مقامات پر کوئی دعا متعین نہیں ہے جو دعا مناسب سمجھے مانگے (فتاویٰ قاضی خاں) جب تک مدینہ طیبہ میں قیام رہے سب نمازیں مسجدِ نبوی میں پڑھنا مستحب ہے اور جب اپنے وطن واپس ہونے کا ارادہ کرے تو مسجدِ نبوی سے دو رکعتیں پڑھ کر رخصت ہونا مستحب ہے، اور جو دعائیں مناسب سمجھے مانگے، ایک بار پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آئے اور سلام پڑھے سراج الوہاج)

تم کتاب الحج وسیتلوہ کتاب النکاح ان شاء اللہ تعالیٰ

[1] تم پر اس وجہ سے سلام کہ تم نے گھر کا ٹھکانہ اچھا بنایا، ایمان رکھنے والی جماعت کے مسکن تم لوگوں پر سلام، اللہ نے چاہا تو تم سے ہم بے شک ملیں گے

[2] اے فریاد چاہنے والوں کے فریاد رس، اور داد خواہوں کے داد رس، اے مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبت کو دور کرنے والے، اے آشفتہ حال اور مجبوروں کی دعا کو قبول کرنے والے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ان کی آل اولاد پر رحمتِ کاملہ نازل فرما، میری مصیبت اور غم کو دور فرما جس طرح تو نے اپنے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مصیبت اور غم کو اس جگہ دور کیا تھا، اے شفقت کرنے والے، اے احسان کرنے والے، اے بہت احسان کرنے والے، اے ہمیشہ کے احسان والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے،

قابلِ مطالعہ کتابیں

مکمل تاریخ اسلام

(گیارہ جلدوں میں) مؤلفہ قاضی زین العابدین صاحب، مفتی انعام اللہ صاحب شہابی،،

تاریخ اسلام کا یہ سلسلہ جو تاریخ ملت کے نام سے مشہور ہے تمام طبقوں میں مقبول ہو چکا ہے، اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں داخل ہونے کے لائق کتاب ہے، عہد نبوتؐ سے آخری مغل تاجدار تک کے زمانے کے حالات،

حصہ اول، نبی عربیؐ	صفحہ ۱۶۰	- قیمت ۱/۵۰	مجلد ۱/۷۵
حصہ دوم - خلافت راشدہ،	صفحہ ۲۷۶ -	" ۲/۵۰	" ۲/۷۵
حصہ سوم، خلافت بنی امیہ	صفحہ ۳۳۶ -	" ۳/۵۰	" ۳/۷۵
حصہ چہارم، خلافت ہسپانیہ	صفحہ ۱۹۲	" ۲/-	" ۲/۲۵
حصہ پنجم و ششم، خلافت عباسیہ کامل	صفحہ ۳۴۵/۲۷۶	" ۳/۷۵ و ۴/-	مجلد ۴، ۴/۴
حصہ ہفتم، تاریخ مصر و مغرب اقصیٰ،	صفحہ ۲۹۸	" ۴/۰	مجلد ۴/۲۵
حصہ ہشتم، خلافت عثمانیہ	صفحہ ۲۸۸	" ۴/۰	" ۴/۲۵
حصہ نہم، تاریخ صقلیہ	صفحہ ۱۶۰	" ۱/۷۵	" ۲/۰

حصہ دہم و یازدہم سلاطین ہند صفحات

قیمت ۳/۵۰ و ۳/۵۰، مجلد ۳/۷۵ و ۳/۷۵

تمام جلدوں کے صفحات ۳۳۰۰ قیمت ۳۳/۰ مجلد ۳۵/۵۰

صدیق اکبرؓ

مؤلفہ:- مولانا سعید احمد اکبرآبادی

مولانا شبلیؒ نے الفاروق لکھ کر حضرت عمرؓ کا حق ادا کر دیا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا حق ابھی باقی رہ گیا تھا ہمارے فاضل دوست مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے یہ کتاب لکھ کر اس حق کو ادا کیا ہے (معارف) خلیفہ اول کی سیرت اور حالات و واقعات پر جنہیں امت خیر البشر بعد رسول اللہ مانتی ہے، جنہوں نے خلافت راشدہ کی بنیادیں مضبوط کیں اردو میں کوئی جامع اور مفصل کتاب نہیں تھی، شکر ہے اس محققانہ کتاب سے یہ کمی پوری ہو گئی،

صفحہ ۴۰۰ بڑی تقطیع (نظر ثانی کے بعد دوسرا ایڈیشن) قیمت ۸/۰ مجلد ۹/۰

اسلام کا اقتصادی نظام

مؤلفہ:- مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

دنیا کے معاشی نظاموں میں اسلام کا نظام اقتصادی ہی ایسا نظام ہے جس نے سرمایہ و محنت میں صحیح توازن قائم کرکے اعتدال کا راستہ نکالا ہے اور ان کی کشمکش کو ختم کیا ہے، اس شاندار کتاب میں جس کے جدید ایڈیشن میں مصنف مرحوم نے چند اضافے کئے تھے اس نظام کی تفصیل ہے صفحہ ۴۰۰ بڑی تقطیع قیمت ۶/۰ مجلد ۷/-

اسلام کا نظام عفت و عصمت

مؤلفہ - مولانا ظفیر الدین صاحب

چند اہم عنوانات،،

(۱) اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور ان کی عفت و عصمت کی بربادی (۲) اسلام کی اصلاحی جدوجہد عورتوں کے حق میں (۳) مقاصد نکاح اور عفت و عصمت (۴) عفت و عصمت اور تعدد ازدواج (۵) شوہر کے فرائض و اختیارات (۶) بیوی کے فرائض و اختیارات، اور اسلام کا قانون طلاق اور عفت و عصمت کی حفاظت وغیرہ صفحہ ۳۰۰ بڑی تقطیع ۴/۰ مجلد ۵/-

اخلاق و فلسفۂ اخلاق

(مکمل اور جدید ایڈیشن) مؤلفہ:- مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم

ہماری زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب نہ تھی جس میں ایک طرف علمی اعتبار سے اخلاق کے تمام گوشوں پر مکمل بحث ہو، اور دوسری طرف ابواب اخلاق کی تشریح علمی نقطۂ نظر سے اس طرح کی گئی ہو کہ اسلام کے مجموعۂ اخلاق کی برتری دوسری ملتوں کے ضابطہ ہائے اخلاق پر ثابت ہو جائے، اس اہم اور معیاری کتاب سے یہ کمی پوری ہو گئی ہے، صفحات ۵۹۲، بڑی تقطیع قیمت ۸/۰ مجلد ۹/۰

ملنے کا پتہ:- مکتبہ آفتاب ہدایت ابو المعالی دیوبند سہارنپور یوپی